READER BURAQ

راہ ہدایت
تحریر: سائرہ سلیم

Allah is calling you....!!

Allah is calling you...!!

آواز اس کی سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔

Remember when you where in pain...!!

Remember when you called his name...!!

But after He answered your prayer you forgot that He is here Allah is calling you.....!!!

اس نے نیم سی آنکھیں کھولیں موبائل کی روشنی اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی اس نے الارم بند کیا اور جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی اس کے لمبے سیاہ بال اسکی کمر کو چھو رہے تھے اس نے اپنے ہاتھوں سے بالوں کو گول گھمایا گھما کر گردن کے پاس ڈھیلا سا جوڑا کیا وہ اونچا جوڑا نہیں کرتی تھی کیونکہ اسے پتہ تھا کہ یہ جہنمی عورتوں کی نشانی ہے اور وہ ایسا کر کے رب کی ناراضگی مول نہیں لے سکتی تھی اس کے بال کافی لمبے تھے اس لیے وہ انھیں سمیٹنے کے لیے گردن کے قریب ڈھیلا سا جوڑا کر لیتی تھی اس

نے پلنگ سے پاؤں نیچے اتارے چپل پہنے واشروم کی جانب چلی گئ
اچھے سے وضو کیا وہ وضو کے دوران اپنا ہر اعضاء اچھے سے دھو ڈالتی
تھی اس نیت سے کہ وضو اس کے سارے اعضاء کے گناہ دھو ڈالے گا
کمرے میں آئی تو سفید چہرے پر پانی کے قطرے چمک رہے تھے اس
نے چہرے کے گرد سیاہ حجاب لپیٹا اور جائے نماز بچھائے نماز کی نیت
باندھ لی چاند کی چاندنی کھڑکی سے چھن کر اسکے چہرے کو چھو رہی تھی
اور اس چاندنی میں سیاہ حجاب میں لپٹا اسکا چہرہ دمک رہا تھا جب وہ رکوع
میں گئ تو اس کے ساتھ اس کا دل بھی نہایت عاجزی سے جھک رہا تھا
اس کی نماز میں ایک سکون تھا، ٹھہراؤ تھا، اور یہ وقت تھا تہجد کا اسکا اور
اسکے رب کی ملاقات کا وقت۔۔۔
پھر وہ سجدے میں چلی گئ اور رب کی تسبیح بیان کرنے لگی جب اس نے
دائیں جانب سلام پھیرا تو چاندنی میں اس کا چہرہ پر نور لگ رہا تھا اس نے

اسٹڈی ٹیبل پر سیاہ غلاف میں لپٹا قرآن اٹھایا اس نے مسکرا کر اسے اپنے
سینے سے لگایا وہ جب بھی قرآن کو اپنے سینے سے لگاتی تھی اس کے دل
کی دھڑکن تیز ہو جاتی تھی یوں لگتا تھا جیسے یہ قرآن اس کے دل کو اپنے
نور سے منور کر رہا ہے اس نے اسے بوسہ دیا اور کھول کر سورہ الفجر
پڑھنے لگی وہ بہت خوبصورت انداز میں قرآن کی تلاوت کرتی تھی

وَالْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾

قسم ہے فجر کی !۔

وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾

!اور دس راتوں کی

وہ روانی سے تلاوت کر رہی تھی۔ ہر آیت پر پر وہ رک رک کر
غور و فکر کر رہی تھی اور جب وہ ان آیات پر پہنچی

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ۖ

اے اطمینان والی روح۔

ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ۚ﴿۲۸﴾

تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ﴿۲۹﴾

پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا۔

وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾

اور میری جنت میں چلی جا

سسکیاں شروع ہو گئیں اس کے آنسو بہتے چلے جا رہے تھے وہ جب بھی اس سورت کو پڑھتی تھی ان آیتوں پر آکر وہ رونے لگتی تھی اس کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے یا اللہ! یا رحمن! یا رحیم! میں آپ کی بہت کمزور سی بندی ہوں آپ کا دیدار کرنا چاہتی ہوں جب مروں تو مجھے ان

الفاظ سے پکارا جائے میں آپ سے راضی ہوں اللہ جی بس آپ مجھ سے راضی ہو جائیں مجھے اپنے خاص بندوں میں شامل کریں جن کا ذکر آپ فرشتوں میں کرتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر کہتے ہیں کہ جبرائیل میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو اور پھر جبرائیل باقی فرشتوں سے یہ الفاظ کہتے ہیں تو باقی فرشتے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں اور پھر دنیا والے بھی محبت کرنے لگتے ہیں وہ روتے چلے جارہی تھی سیاہ حجاب میں اس کا چہرا آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے

فجر کی اذان اس کی سماعت سے ٹکرا رہی تھی ایک خوشگوار سا ماحول بن گیا تھا

الصلوۃ خیر من النوم

"نماز نیند سے بہتر ہے "

ہر طرف اذانوں کی آوازیں گونجنے لگی تھی اس نے آنسو صاف کیے اور قرآن کو چوم کر اسے سینے سے لگا کر ٹیبل پر رکھ دیا اور نماز فجر ادا کرنے لگی۔ وہ صبح کے اذکار پڑھنے چھت پر آگئی اندھیرا روشنی میں بدل رہا تھا چڑیاں اپنے اپنے گھونسلوں سے نکل کر اپنے رب کی تسبیح بیان کر رہی تھی صبح کی تازہ اور ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے سے ٹکرا رہی تھی "سبحان اللہ وبحمدہ" وہ تسبیح بیان کر رہی پرندوں کے ساتھ مل کر ایک ہی رب کی۔ تھوڑی ہی دیر بعد آسمانوں سے سرخ روشنی ابھرنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے سورج خوبصورت انداز سے طلوع ہو رہا تھا وہ ذکر کرتی رہی یہاں تک کہ جب سورج کو طلوع ہوئے بیس منٹ گزر چکے تھے وہ اپنے کمرے میں آکر اشراق ادا کرنے لگی اور ادا کرنے کے بعد وہ

کالج کے لیے تیار ہونے لگی یونیفارم پہنا بالوں کو کنگھی کیا اور ان کو

سمیٹ کر سر پر سفید رنگ کا سکارف لپیٹ رہی تھی کہ دروازہ کھٹکھٹانے

کے بعد آواز آئی جو بہت ہی نرم اور میٹھی تھی وہ شیشے پر کھڑی اپنا

سکارف سیٹ کر رہی تھی جب رضیہ بیگم نے پکارا "حور بیٹا آجاؤ گڑیا

ناشتہ کر لو" جی امی جان بس ایک منٹ وہ سفید یونیفارم کے اوپر سفید

اسکارف میں واقعی حور لگ رہی تھی اس کی کانچ سی بھوری آنکھیں

چمک رہی تھیں اس نے جلدی سے دروازہ کھولا تو رضیہ بیگم کو

مسکراتے ہوئے پایا ماشاءاللہ میرے چاند سی بیٹی کو اللہ ہر بری نظر سے

بچائے کہتے ہوئے رضیہ بیگم نے حور کا ماتھا چوما تھا آؤ ناشتہ کر لو۔۔ حور

اپنے کمرے میں بکھری چیزیں سمیٹ کر باہر کھانے والی ٹیبل پر آ بیٹھی

السلام علیکم بابا جان ! وعلیکم السلام بیٹا ! نفیس صاحب نے مسکراہٹ

سے جواب دیا اس نے بریڈ پر جیم لگایا اور سلیقے سے کھانے لگی دودھ کا

گلاس پیا اور نیپکن سے لب تھپتھپانے لگی۔امی جان میرا کالج جانے کا ہوئی اور رضیہ وقت ہو گیا ہے وہ کہتے ہوئے کرسی دھکیل کر کھڑی بیگم کی دعائیں لیتے ہوئے عبایا پہنے کالج کے لیے نکل پڑی حور کے گھر والے دین پر چلنے والے تھے اس لیے اسے اتنی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا البتہ باہر کے لوگوں سے اسے تنقید کا سامنا کرنا پڑتا تھا وہ کلاس میں داخل ہوئی تو کچھ لڑکیاں پڑھنے میں مگن تھی کچھ باتیں کر رہی تھی اور کچھ اسے دیکھ کر برے برے منہ بنا رہی تھی "مجھے سمجھ نہیں آتا جب ساری کلاس کی لڑکیاں ویسے ہی آتی ہے تو اس نے ضرور کالا ٹینٹ پہن کر آنا ہوتا ہے پوری کلاس میں عجوبا لگ رہی ہوتی ہے "آمنہ نور سے کہتے ہوئے منہ بسور رہی تھی حور نے بظاہر سن لیا تھا مگر وہ مسکراہٹ سے ان دونوں کو سلام کرنے لگی آمنہ نے تو منہ ہی پھیر لیا اور نور نے وعلیکم السلام کہہ کر کتاب کھولے پڑھنے لگی حور

خاموشی سے جا کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی نور کی بظاہر حور سے دوستی نہیں تھی پر وہ اس کی کانچ سی بھوری آنکھوں میں کبھی کبھی کھو جاتی تھی اسے اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک محسوس ہوتی تھی نور ایک امیر خاندان سے تعلق رکھتی تھی جہاں پر بس نام کے مسلمان رہتے تھے نماز روزے پر اتنی توجہ نہیں دی جاتی تھی۔

حور کلاس کے بعد باہر گھاس پر بیٹھ کر اسائنمنٹ بنانے میں مشغول تھی وہ ایک ذہین لڑکی تھی جو دین کے ساتھ ساتھ دنیا کو بھی بہت اچھے سے لے کر چل رہی تھی۔

آمنہ اور نور اس کے پاس سے گزر رہی تھی "ہونہہ بڑی آئی پڑھا کو اتنی اسلامی بنتی ہے تو مدرسے میں چلی جائے جہاں اس کے جیسے اور بھی بہت سے نمونے ہیں"۔۔قہقہہ۔۔۔حور نے نظریں اٹھا کر دونوں کو دیکھا "کیا کچھ غلط کہا ہے میں نے ملانی صاحبہ!" آمنہ طنزیہ انداز میں

کہہ رہی تھی حور نے اپنا بیگ اٹھایا اور خاموشی سے وہاں سے چلی آئی۔۔نور کا ڈرائیور چھٹی پر تھا تو وہ آمنہ کی گاڑی میں اس کے ساتھ بیٹھ گئی حور کا گھر کالج سے زیادہ دور نہیں تھا اس لئے وہ پیدل آتی جاتی تھی حور نظریں جھکائے سڑک پر چل رہی تھی کہ اچانک ایک تیز رفتار کار آئی اور اس پر کیچڑ اچھالتی ہوئی گزر گئی اس کا سارا عبایا کیچڑ سے بھر گیا تھا

آس پاس کے لوگ اسے دیکھ کر ہنس رہے تھے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے وہ اور کتنا برداشت کرتی آخر صبح سے وہ آمنہ کی باتیں ہی تو سن رہی تھی اور اب وہی اس پر کیچڑ اچھالتے ہوئے لاپرواہی سے گزر گئی تھی "آمنہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تم جانتی تھی کہ آگے کیچڑ ہے اور وہاں سے حور بھی گزر رہی ہے تو گاڑی آہستہ کر لیتی" نور نے آمنہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا "ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ اس کا نام

حور کس نے رکھا ہے جس نے بھی رکھا میں نے تو ملانی ہی کہنا ہے اسے اور دوسرا تم دوست میری ہو ناک حور کی اس کے ساتھ جو کچھ مرضی ہو تمہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے بہت دیکھی ہیں میں نے ایسی لڑکیاں عبایا پہن کر نقاب کر کے خود کو بہت پاکیزہ دیکھاتی ہیں حیا صرف نظروں میں ہونی چاہئے۔۔!"نور آمنہ کو بنا پلک جھپکے دیکھ رہی تھی کہ یہ ایسے کیسے ہر کسی کو بات کر کے مطمئن رہتی ہے کہ بس یہی ٹھیک ہے باقی سب غلط ہے خیر وہ اس سے بحث نہیں کرنا چاہ رہی تھی "لو آگیا تمہارا گھر "اس نے گاڑی اچانک سے روکی نور اپنی سوچوں میں گم تھی اسے اندر ہی اندر بہت برا محسوس ہو رہا تھا اوہ ہیلو۔۔!! میرے گھر جانے کا ارادہ ہے کیا چٹکی بجاتے ہوئے آمنہ نے نور کو مخاطب کیا؟؟ نور اچانک سے چونکی وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ تھینکس فار ڈراپنگ کہتے ہوئے گیٹ سے اندر داخل ہو گئی

نور لان میں سے گزر رہی تھی کہ زریاب نے آواز دی' نظریں جھکائے کدھر جا رہی ہو آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ کر ایک کپ چائے ہی پی لو" زریاب اور ہاشم صاحب اسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے ماما! بابا! میں فریش ہو کر آتی ہوں دونوں نے سر اثبات میں ہلا دیے وہ ہلکا سا مسکرائی تھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی نور گھر میں سب سے چھوٹی بیٹی تھی اور سب سے زیادہ لاڈ پیار بھی اسے ہی ملتا تھا ایک بھائی تھا جو ہاشم کے ساتھ ہی آفس میں جاتا تھا ارسلان اسے بڑی اس کی ایک بہن تھی انوشہ جس کے لئے ہاشم صاحب کوئی اچھا سا رشتہ ڈھونڈ رہے تھے نور کو عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی اسے حور کے ساتھ جو آمنہ نے کیا وہ ناگوار گزر رہا تھا" پتہ نہیں کیوں میں حور کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہی ہوں" اس نے سر جھٹک کر الماری کھولی اور ہاف بازو نیوی بلیو شرٹ نکالی اور نیچے میچینگ کر کے پینٹ نکالی اور شاور لینے چلی گئی۔ گیلے بال

تولیے کے ساتھ رگڑتی باہر آکر وہ مرر کے سامنے کھڑی ہو گئی اس کے بال کندھوں تک آتے تھے جس پر اس نے گرین کلر کی ڈائی کروار کھی تھی روشنی کے نیچے اس کے بالوں پر بہت خوبصورت شیڈ آتی تھی سرمئی آنکھیں، پلکیں اتنی لمبی کے دیکھنے والا مسحور ہو جاتا تھا اس کی آنکھوں سے۔۔۔ڈرائیر کے ساتھ بال خشک کئے لائٹ پنک لپ اسٹک لگائی اور لان میں ہاشم صاحب اور زریاب کے پاس آ بیٹھی" کھانا کھایا نور؟" زریاب نے چائے پیتے ہوئے نور سے پوچھا" نہیں ماما بھوک نہیں تھی چائے لو نگی" زریاب نے چائے کا کپ آگے بڑھایا تو نور نے مسکراتے ہوئے پکڑا اور گھونٹ پینے لگی" نور بیٹا جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ ہم انوشہ کیلئے رشتہ کی تلاش میں تھے میرا ایک دوست ہے ابراہیم اس کا بیٹا روحیل بہت اچھا بزنس مین ہے وہ اس ویک اینڈ پر آرہے ہیں انوشہ کو دیکھنے تم کالج سے آف کر لینا میں نے سوچا دوستی

بدل جائے گی" ہاشم صاحب ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر مسکرا کر رشتے میں بولے ہمم۔۔۔ بابا جیسا آپ کو ٹھیک لگے ویسے بھی انوشہ آپی خوبصورت ہیں ایجوکیٹڈ ہے مجھے لگتا ہے ان کو پسند آجائیں گی سو تو ہے۔۔!! زریاب نے مسکراتے ہوئے کہا

حور کی آنکھیں آنسوؤں سے گلابی تھی اس کا سارا عبایا کیچڑ میں لت پت تھا وہ گھر پہنچی تو اس کی امی نے اسے اس حالت میں دیکھا تو گھبرا گئی حور میری بچی یہ سب کیسے ہوا؟؟ کچھ نہیں امی جان میں سڑک پر چل رہی تھی گاڑی کافی تیزی سے گزری تو میرا سارا عبایا گندا ہو گیا" کیا گاڑی والے کو دیکھائی نہیں دیتا تھا کہ تم سڑک پر چل رہی ہو" رضیہ بیگم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا" امی جان کچھ نہیں ہوتا میں دھولوں گی ابھی صاف ہو جائے گا آپ پریشان مت ہوں" حور نے اپنی ماں کے کندھے پر پیار سے ہاتھ رکھ کر کہا اس نے اپنا بیگ اسٹڈی ٹیبل پر رکھا

شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر اسکاف سے پنز اتارنے لگی اپنا چہرہ شیشے کے پاس کیا اور غور سے خود کو دیکھنے لگی اس کا عبایا کیچڑ سے کافی خراب ہو چکا تھا پھر ایک لمبی سانس اندر کھینچ کر خارج کی اور "ان اللہ مع الصابرین" اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ کہہ کر پیچھے ہٹی اور اس کی ساری پریشانی زائل ہو گئی ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی اس کے ساتھ اس کا اللہ تھا اور اسے یہی کافی تھا۔

دادی جان ! دھیان سے "۔۔۔۔ عمر اپنی دادی کا ہاتھ تھامتے ہوئے" انہیں گاڑی سے اتار رہا تھا

عمر 26 سالہ نرم مزاج انسان تھا۔ حفظ اور اسلامیات میں M.Phil کرنے کے بعد یونیورسٹی میں لیکچرار تھا۔ عمر سے چھوٹا اس کا بھائی فائق

کر رہا تھا جہاں عمر لیکچرار تھا۔ عمر دین CA تھا۔ جو اسی یونیورسٹی میں

میں فائق سے آگے تھا۔ فائق عمر سے تین سال چھوٹا تھا اور عمر کی دل

سے عزت کرتا تھا۔ ان کے والدین روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا

گئے تھے اس کے بعد وہ اپنی دادی کے پاس رہنے لگے۔ عمر نے فائق کو

باپ جیسے محبت دی کہ فائق اپنے بھائی کی ہر بات مانتا تھا۔ اور دادی جان

نے دونوں کی تربیت بہت اچھے سے کی تھی۔ نظر جھکانا ان دونوں

بھائیوں کی خوبی تھی۔ وہ آج اپنی دادی کے ساتھ نئے گھر میں شفٹ

ہوئے تھے۔ جو کے عمر نے سیکنڈ ٹائم جاب کر کے پیسے جمع کر کے خود

خریدا تھا۔ کیوں کہ وہ کرائے کے گھر میں رہ رہے تھے۔ اور اب وہ اس

قابل ہوا تھا کہ وہ اپنا ذاتی گھر لے سکے۔

دس مرلہ پر خوبصورت سا گھر تھا۔ جس میں سکن کلر کا چمکتا ماربل لگا

تھا۔ اس کی دادی گھر میں قدم رکھتے ہی اللہ کا شکر ادا کرنے لگیں۔ کہ

اللہ نے انہیں اتنے خوبصورت گھر سے نوازا ہے اس رب کی ہی تو نعمتیں تھیں جو عمر کی حلال روزی کے بدلے میں ملی تھیں۔ فائق کے کہنے پر بھی عمر اسے جاب نہیں کرنے دیتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ جب تک وہ زندہ ہے اسکا بھائی تکلیف میں نہ پڑے۔

ماں باپ کے بغیر بھی زندگی گزارنی مشکل ہو جاتی ہے۔ اور وہ بھی سولہ سال کی عمر میں جب اپنے ہی والدین کو ایک ساتھ مٹی کے نیچے دفن کرنا پڑتا ہے اور سولہ سال کی عمر میں وہ فرسٹ ٹائم کالج جاتا اور سیکنڈ ٹائم ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں کام کرتا تھا اور اسی سے اپنے اور فائق کے پڑھائی کے اخراجات اٹھاتا تھا

حور فریش ہو کر آرام کرنے کے لیے بیڈ ہر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور بیڈ کراؤن پر سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ وہ صبح جو اس کے ساتھ آمنہ نے

کیا تھا اس بارے میں سوچ رہی تھی کہ پر سکون اور خوبصورت سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔

اللہ اکبر،، اللہ اکبر

گھر کے پاس والی مسجد میں ایک خوبصورت سا نوجوان جس کی چہرے پر سنت رسول کی طرح داڑھی تھی جو کہ وضو کی وجہ سے تر تھی۔ سفید لباس میں ملبوس نورانی چہرہ لیے وہ نہایت پر سکون انداز سے اذان کے کلمات ادا کر رہا تھا

اسے بچپن سے ہی مؤذن بننے کہا شوق تھا شاید اسی وجہ سے وہ انتہائی پر سکون انداز سے اذان کے کلمات روانی سے ادا کر رہا تھا۔ آج دوسرے مؤذن کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔ تو امام صاحب کے کہنے پر عمر نے اذان دینا شروع کر دی. حور نے اچانک سے آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ اپنا سارا غم بھول گئی تھی اسے یہ آواز انتہائی پر سکون لگی

تھی۔ آج پہلی دفعہ وہ اتنی خوبصورت آواز میں اذان سن رہی تھی اور ساتھ ساتھ اذان کا جواب دینے لگی۔ اذان مکمل ہونے کے بعد وہ عصر کی نماز کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اچھی طرح سے وضو کیا اور نماز ادا کرنے لگی۔

اگلے روز نور آمنہ کا انتظار کر رہی تھی۔ حسب معمول حور کلاس روم میں داخل ہوئی اور سب سے سلام لینے کے بعد نور کی طرف بڑھی اور اسے بھی سلام کیا۔ "السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"

وعلیکم السلام !

کیسی ہو حور؟

نور کو کل والے واقعہ پر افسوس تھا اس لیے اس کا حال پوچھ لیا۔

الحمد للہ رب العالمین "مسکراتے ہوئے حور کی طرف سے جواب آیا"

"آپ کیسی ہیں پیاری؟" نور اس کے اس طرح کے مطمئن جواب سے

حیران تھی کہ اس نے کوئی شکوہ نہیں کیا کہ آپ کو کیا لگے آپ نے تو پیچ سڑک میں مذاق کا نشانہ بنوایا۔ نور نے جو جواب سوچا تھا وہ بالکل اس کے بر عکس تھا اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت سی مسکراہٹ اسے حیران کر گئی نور کو نا جانے کیوں حور سے انسیت محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ جتنا وقت اس نے اس کے ساتھ گزارا تھا حور نے کبھی بھی اس کو ہرٹ نہیں کیا تھا جبکہ نور اور آمنہ کی وجہ سے وہ کبھی کبھی ہرٹ ہو جایا کرتی تھی۔ مگر شکوہ پھر بھی نہیں کرتی تھی۔ اللہ کے پیارے بندے بھی کتنا خوبصورت دل رکھتے ہیں نا۔۔۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ اپنے اخلاق کو ہمیشہ اچھا رکھتے ہیں۔ اور عفو در گزر سے کام لیتے ہیں۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو پورے گھر میں طرح طرح کے کھانوں کی خوشبوئیں بکھری تھیں۔ آج انوشہ کو دیکھنے کے لئے آ رہے تھے۔ نور نے کالج میں اسائنمنٹ سبمٹ کروانی تھی کروا کر وہ جلدی گھر واپس آ گئی۔ زریاب بیگم نصرت آپا کو ہدایات دے رہی تھیں کہ کھانا بالکل پرفیکٹ بننا چاہیے اور کسی بھی ڈش میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ ہر چیز پرفیکٹ ہونی چاہیے۔ باقی میڈز بھی جلدی جلدی سے گھر کو چمکا رہی تھیں۔ نور اپنے کمرے میں گئی اور یونیفارم چینج کر کے کچن میں ہی آ گئی ٹوکری میں سے سرخ رنگ کا سیب نکالا ہوا میں اچھالا اور ایک بائٹ لے کر اپنی ماما سے مخاطب ہوئی۔ ماما! آپ تو ایسے کر رہی ہیں جیسے انوشہ آپی کی آج ہی منگنی ہو "نور یہ تم کس حلیے میں پھر رہی ہو وہ لوگ آنے والے ہوں گے۔ کوئی اچھا سا ڈریس پہنو"" ماما پہن لوں گی ابھی سا بہت تھکی ہوں بھوک بھی زور و شور سے لگی ہے "نور نے معصوم

منہ بناتے ہوئے کہا"نور اب تم بڑی ہو گئی ہو بچپنا چھوڑ دو"زریاب بیگم نے آنکھیں جھپکتے ہوئے کہا۔"نہیں میں ابھی چھوٹی سی پیاری سی معصوم سی ننھی سی گڑیا ہوں اپنے بابا کی اور میں ساری زندگی گڑیا ہی رہوں گی"ایک تو ہاشم کے لاڈ پیار نے تمہیں بڑا نہیں ہونے دیا آنے دو انہیں بتاتی ہوں آپکی لاڈلی بہت شرارتی ہو گئی ہے زریاب بیگم نے مسکراتے ہوئے نور کو کان سے پکڑا تھا۔

"آہ! نہ کریں ماما!"

"درد ہوتی ہے بہت ظالم ہیں ویسے آپ"

میں انوشہ کو دیکھ کر آتی ہوں کہ وہ تیار ہوئی ہے کہ نہیں۔تم بھی جا کر چینج کر لو...

جی ماما! کر لیتی ہوں۔نصرت آپا مجھے نگٹس فرائی کر دیں فی الحال یہی کھاؤں گی باقی بعد میں سب کے ساتھ کھانا کھا لوں گی۔نصرت آپا

جلدی سے فریج سے نگٹس نکال کر لائی اور گرم آئل میں ڈال کر فرائی کرنے لگیں۔

نور شیلف پر بیٹھی بیٹھی حور کے بارے میں سوچنے لگی۔ وہ پریشان تھی کہ مجھے آخر بار بار اس کا خیال کیوں آتا ہے۔ ہم تو بس کلاس فیلوز ہیں زیادہ بات بھی نہیں ہوتی۔ اسے کیا پتا تھا کہ حور اس کے غم کی ساتھی بن جائے گی اسے کیا پتا تھا کہ حور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کے سفر پر لے جانے والی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ایک دن وہ بھی اللہ کی خاص بندی بن جائے گی وہ اس دنیا کی رنگینیوں سے نکل آئے گی۔

شام ہوئی تو ابراہیم اپنی بیوی عالیہ اور دونوں بیٹے روحیل اور روحان کے ساتھ داخلی دروازے سے داخل ہوئے۔ ہاشم ہنستے مسکراتے خوش دلی سے ابراہیم کے گلے ملے۔ زریاب بھی عالیہ کو مسکراتے ہوئے مل رہی

تھیں اور ارسلان دونوں بھائیوں سے حال احوال پوچھ رہا تھا۔ سب لاؤنج میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ ادھر سے نور تیزی سے سیڑھیاں اترتی ہوئی آرہی تھی ان لوگوں کو دیکھ کر اچانک رک گئی اور پھر اچھے بچوں کی طرح آرام سے زینے اترنے لگی۔ نور نے سکائی بلیو کلر کی شارٹ فراک پہنی تھی جس پر سرخ رنگ کی گلابوں کی کڑھائی ہوئی تھی نیچے میچنگ چوڑی دار پاجامہ پہنا تھا اور دوپٹے کو ہلکا سا کندھے پر ڈالا تھا بالوں کو شانے پر گرایا تھا۔ گلابی رخسار کے ساتھ وہ واقعی معصوم سی بچی لگ رہی تھی۔ "ارے نور بیٹا! ماشاءاللہ آپ تو بڑی ہو گئی ہو۔ ہاشم تمہاری تمہیں یاد ہے نا؟ جب ہم پہلی دفعہ پارک میں ملے تھے تو نور انگلی تھامے ہوئے تھی، دو پونیاں ڈالے ہاتھ میں چاکلیٹ پکڑے ہوئے بہت معصوم سی کلی لگ رہی تھی اور آج بھی نور کے چہرے پر ویسی ہی معصومیت ہے" ابراہیم نور کو دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے ہاشم

صاحب مسکراتے ہوئے ان کی بات پر سر اثبات میں ہلانے لگے۔روحان کا دھیان اپنے موبائل کی طرف تھا نور مسکراتے ہوئے آئی اور سب سے خوش دلی سے ملی "نور بیٹا سب کو چائے سرو کرو" زریاب بیگم نرمی سے مخاطب ہوئیں۔جی ماما! وہ سب کو چائے سرو کرتی ہوئی روحان کے قریب جھکی وہ پوری طرح سے موبائل میں مصروف تھا۔"چائے لے لیں "نور نے چائے کا کپ روحان کی جانب بڑھایا روحان نے نظر اٹھا کر دیکھا اور نظر جھکانا بھول گیا وہ مسلسل نور کو دیکھے جارہا تھا۔اس نے اتنی خوبصورت اور معصوم لڑکی کبھی نہیں دیکھی تھی۔نور انوشہ کو نیچے لے آؤ زریاب نے نور سے مخاطب ہوتے ہوئے ہوئے پلٹی اور سیڑھیوں کی کہا نور چائے کا کپ روحان کو تھماتے جانب بڑھ گئی اور وہ اس کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔کچھ دیر بعد انوشہ نور کے ساتھ زینے اُتر رہی تھی انوشہ نے مسٹرڈ کلر کی ٹاپ پہنی اور

نیچے بلیو کلر کی جینز پہنی تھی گولڈن کلر کی ڈائی بال اس نے ایک طرف کندھے پر ڈالے تھے۔ وہ نور سے زیادہ فیشن کو فالو کرتی تھی۔ روحیل کو تو وہ پہلی نظر میں ہی پسند آگئی تھی کیوں کہ اسے ایسی ہی لڑکیاں پسند تھی۔ جو خود کو دوپٹے کی قید میں نہ رکھیں اور آج کل ویسے ہی لڑکیوں کو سر پر دوپٹہ لینا برا لگتا ہے۔ ان کو لگتا ہے وہ دوپٹے کے ساتھ مڈل کلاس لگے گیں انوشہ زریاب بیگم کی ساتھ آکر بیٹھ گئی اور نور ہاشم کے ساتھ آکر بیٹھ گئی "ماشاءاللہ دونوں بہنیں ہی بہت خوبصورت ہیں زریاب بالکل آپ پر گئی ہیں۔ جب یہ دونوں چھوٹی تھی تب سے لے کر آج تک آپ کو یوں ہی دیکھتی آئی ہوں اپنا خیال رکھنے والی خوبصورت اور ہر چیز میں پر فیکشن رکھنے والی "آپ کی دیکھنے والی نگاہیں خوبصورت ہیں عالیہ جی! زریاب فخر محسوس کرتی ہوئی کہہ رہی تھیں۔

ہاشم کیا ہم زونیشہ کو اپنے گھر کی رونق بنا سکتے ہیں؟" جی جی بالکل! یہ" میرے لئے یہ بہت خوشی کی بات ہو گی کہ ہماری دوستی ایک مضبوط رشتے میں جڑ جائے گی "تو اگلے مہینے پھر شادی رکھ لیں؟" اگلے مہینے... اتنی جلدی یار مجھ میں ہمت نہیں اتنی جلدی اپنی لاڈو کو خود سے دور کرنے کی ہاشم اداس ہوتے ہوئے بولے "دراصل یار میں لیٹ کر دیتا پر لندن میں میرے بہت سے کام کرنے والے پڑے ہیں۔ فون کالز آتی ہیں بار بار اس لیے میں پاکستان صرف دو ماہ کے لئے ہی ہوں اور میں چاہتا ہوں کے اپنے ایک بیٹے کی خوشیاں دیکھ کر جاؤں پھر شاید دو سال بعد آؤں۔ مجبوری نہ ہوتی تو اتنی جلدی نہ کرتا" ابراہیم چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولے۔ ٹھیک ہے ابراہیم میں سمجھ سکتا ہوں اگلے مہینے ہی ہم دونوں بچوں کا نکاح رکھ لیتے ہیں ابراہیم ہاشم کو گلے لگا کر اس کا شکریہ ادا کرنے لگا۔

رات کی سیاہی ہر طرف پھیلی تھی، قہر آلود سردی ہر سو پھیلی ہوئی تھی تارکول کی ٹھنڈی سڑک پر ایک گاڑی میں ہنستی مسکراتی فیملی سیالکوٹ سے واپس آرہی تھی فائق اور عمر پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے، یوسف صاحب اور بانو بیگم اگلی سیٹ پر بیٹھے تھے چلتے چلتے گاڑی ایکدم سے رک گئی یوسف صاحب بار بار اگنیشن میں چابی گھمارہے تھے مگر کار سٹارٹ نہیں ہورہی تھی وہ کار سے باہر نکلے اور کار کا بوٹ کھول کر سٹینڈ پر لگایا اور تاریں الٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگے۔ "ماما گاڑی رک کیوں گئی ہے؟" عمر نے سوال کیا "بیٹا آپ کے باباجان گئے ہیں دیکھنے ان شاءاللہ ہو جائے گی ٹھیک" بانو بیگم نے تسلی سے جواب دیا گاڑی میں سے

اچانک دھواں نکلنا شروع ہو گیا شاید انجن میں کوئی مسئلہ تھا یوسف صاحب ہاتھ جھاڑتے ہوئے گاڑی کے دروازے میں جھکے "بیگم گاڑی خراب ہو گئی ہے اور اسے اب کوئی مکینک ہی ٹھیک کر سکتا ہے "اللہ اکبر اس سنسان سڑک پر مکینک کہاں سے ملے گا؟ بانو بیگم پریشان ہو کر پوچھنے لگیں۔

میں دیکھتا ہوں آپ بچوں کا دھیان رکھیں" بانو بیگم نے سر اثبات میں ہلا دیا ہر جانب گہری دھند چھائی تھی کچھ بھی دیکھنا مشکل لگ رہا تھا یوسف صاحب تھوڑی دور جا کر غائب ہو گئے دھند کی وجہ سے انکا سراپا چھپ گیا تھا بانو بیگم کو وہ نہیں دکھے تو پریشانی سے فون ملانے لگیں تو فون ادھر گاڑی میں ہی بول رہا تھا ان کی پریشانی مزید بڑھ گئی "عمر بیٹا فائق کا دھیان رکھنا میں آپ کے بابا کو فون دے آؤں تاکہ ہم رابطے میں رہ سکیں" بانو بیگم نیچے اتریں اور قدم قدم چلنے لگیں تھوڑی دور

انھیں لگا کوئی شخص کھڑا ہے اور غور کرنے پر انھیں پتہ چلا کہ وہ یوسف ہی ہیں وہ آگے بڑھیں تو انھیں کسی بڑی گاڑی کی ہیڈ لائٹس دکھائی دیں اور وہ گاڑی یوسف صاحب کی جانب آ رہی تھی بانو بیگم پریشانی سے انھیں آوازیں دینے لگیں لیکن ان تک آواز نہیں جا رہی تھی وہ بھاگ جانب پڑی تو کر ان کو بچانے گئیں یوسف صاحب کی نظر اچانک بائیں ان کی آنکھیں چندھیا گئیں.

ان کو اس وقت سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں اچانک انھیں ایک زور دار دھکا لگا اور بانو بیگم کا پاؤں کسی پتھر سے ٹکرایا وہ ان کو بچانا چاہ رہیں تھیں لیکن وہ خود بڑے پتھر سے ٹکرا گئیں، بڑا ٹرک جس کا ڈرائیور نشے کی حالت میں ڈرائیو کر رہا تھا اس نے ان دونوں کے اوپر ٹرک بے دردی سے چڑھا دیا۔ بانو بیگم کی ایک زوردار چیخ نکلی جو عمر کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ ماما جان ! اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ چہرہ

پسینے سے شرابور ہو گیا تھا عمر تب 16 سال کا تھا اور فائق بے فکری سے اپنے بھائی کی گود میں سر رکھ کر سو رہا تھا۔

وہ ٹرک اتنا بھاری تھا کہ اس نے ان دونوں کو بری طرح کچلا تھا۔ ایک طرف بانو بیگم پڑی تھیں خون سے لت پت ان کی بازو، ٹانگیں اور کمر کی ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ وہ آنکھیں کھولے آہستہ آہستہ سانس لے رہی تھیں اور یوسف صاحب کا سر کچلا گیا تھا وہ اسی وقت خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔ عمر کو بہت گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ اس نے فائق کا چہرہ ہلکا سا تھپتھپایا۔

فائق. ! فائق اٹھو مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے" فائق تھوڑی سی" آنکھیں کھولے پھر سے سو گیا" بھائی تنگ نہ کریں۔" فائق اٹھو ماما بابا ابھی تک نہیں آئے اور مجھے ماما کی چیخ کی آواز آئی تھی میرا دل گھبرا رہا "ہے کہیں انہیں کچھ ہو تو نہیں گیا

فائق ماما کے بارے میں سن کر فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ماما بابا ٹھیک تو ہوں گے نا؟ مجھے نہیں پتہ فائق. عمر کے حلق میں آنسو روکنے کے باعث درد ہو رہا تھا اچانک اس کی نظر بانو بیگم کے فون پر پڑی اس نے جلدی سے موبائل پکڑا اور بابا کے نمبر پر کال ملانے لگا.. سڑک کے دوسرے کنارے پر پڑا موبائل بار بار بج رہا تھا اس کی فرنٹ سکرین ٹوٹ گئی تھی پر وہاں کال ریسیو کرنے والا تو اللہ کو پیارا ہو گیا تھا. عمر نے دس سے پندرہ بار کالز کیں پر کوئی کال نہیں اٹھا رہا تھا۔اس نے ہمت کی اور فائق کا ہاتھ زور سے پکڑے تیز تیز قدم چلتا سڑک کی جانب بڑھنے لگا جہاں اس نے اپنے بابا ماما کو جاتے دیکھا۔چند قدم چلنے کے بعد اسے دو وجود نظر آئے جو سڑک پر پڑے تھے۔ عمر کا دل پھٹنے کے قریب تھا۔اور فائق وہ تو بس ان محبت سے پڑے وجودوں کو مسلسل دیکھ رہا تھا۔اس کے بابا کی آنکھیں بند تھیں اور ماما نے آنکھیں ہلکی سی کھولی ہوئی تھیں

اور آخری سانسیں لے رہی تھی۔ فائق عمر کا ہاتھ چھڑوا کر اپنے بابا کے پاس بھاگتے ہوئے گیا

! بابا! بابا

"آپ اپنے فائق کو چھوڑ کر کہاں جا سکتے ہیں؟ "

اس نے ننھے ہاتھوں سے اپنے بابا کا ہاتھ زور سے پکڑا تھا چہرہ خون سے لت پت تھا اس نے کپڑوں سے اپنے بابا کو پہچانا تھا بابا جانی!

اٹھ جائیں نا آپ کا لاڈلا آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا بابا! پلیز آپ کو اللہ " کا واسطہ ہے" وہ یوسف صاحب کے سینے پر سر رکھ کر اونچی اونچی رو رہا تھا اور عمر وہ بھاگ کر دور پڑی اپنی ماں کے پاس گیا اس کی ماں بھی خون سے لت پت تھی مگر ان کا وجود اس قہر آلود سردی میں بھی گرم تھا۔

امی جان!

عمر نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا تھا۔

بانو بیگم نے نیم سی آنکھیں کھولیں تو عمر کا روتا ہوا چہرہ دیکھا۔

ماما جان! آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی آپ کا عمر آپ کو ابھی"

"! ہاسپٹل لے کر جائے گا آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی ماما

بانو بیگم ہلکا سے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ عمر کے یخ پڑتے رخساروں

پر رکھا جو آنسوؤں کی وجہ سے گیلا ہوا تھا اور ایک لمبی سانس کھینچتے ہوئے

کہا عمر بیٹا! جی ماما۔۔۔ عمر نے اپنی ماں کے ہاتھوں کو مضبوطی سے

تھاما "میری جان اپنے چھوٹے بھائی کا خیال رکھنا اور اپنے رب کی ہر

بات ماننا اسے کبھی ناراض نہ کرنا بیٹا! آپ کی ماما اللہ کے پاس جا رہی

ہے آپ۔۔۔" اور اس کے بعد بانو بیگم کی سانسیں بند ہو گئیں ماما

جان۔۔۔ عمر نے اپنی ماں کا سر گود میں لیا پر وہ اللہ کو پیاری ہو چکی

تھیں وہ دونوں بھائی اپنے والدین کو لیے اس قہر آلود سردی میں چیختے

ہوئے رو رہے تھے دونوں کے کپڑوں پر خون لگ چکا تھا۔

دادی کے گھر چاندنیاں بچھائی گئیں اور ان کے والدین کو کفن پہنا کر باہر صحن میں رکھ دیا گیا۔ فائق روئے جا رہا تھا اپنی ماں کی چارپائی پکڑ کر اور عمر سکتے میں تھا۔ وہ بس دونوں کو دیکھی جا رہا تھا۔ بار بار اس کے کانوں میں ماما کے الفاظ گونج رہے تھے۔۔ جو بھی آتا ان سے ہمدردی کرتا ان کو گلے لگاتا اور یہی کہتا کہ سن کر دکھ ہوا۔ "سن کر وہ دکھ کہاں ہوتا ہے جو سہہ کر ہوتا ہے" پھر دونوں کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور وہ دونوں بھائی ہاتھ پکڑے قبر کے کنارے کھڑے تھے ان کو اب لحد میں اتارا جا رہا تھا فائق بے قابو ہو کر اپنے بابا سے لپٹ گیا۔ عمر اور باقی لوگوں نے اس کو بابا سے دور کیا اور مٹی ڈالنا شروع کر دی۔۔ دونوں نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مٹی پکڑ کر ان کے اوپر ڈالی۔ فائق عمر کے گلے لگ کر روئے جا رہا تھا کہ عمر کی بھی ہمت جواب دے گی اور

آنسوؤں کی بوچھاڑ ہو گی اور یہی بہتر تھا کہ وہ رو لے کیونکہ "جو آنسو 💔آنکھ سے بہہ نہیں پاتا وہ اندر تک تباہی مچا دیتا ہے"۔

حور دائیں کروٹ لئے پرسکون نیند سو رہی تھی کہ اچانک اسکے کانوں میں الارم کی آواز پہنچی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ واش روم سے وضو کر کے آئی تو اس کے چہرے پر وضو کی بوندیں ٹپک رہی تھیں جو اسے پاکیزہ بنا رہی تھیں۔ اس نے جائے نماز بچھائی اور نیت باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

نماز تہجد ادا کرنے کے بعد جب اس نے قرآن کو عقیدت سے کھولا۔

سورہ نور کی آیات سامنے تھیں۔

"جو لوگ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ یہ تو تمہارے حق میں بہتر ہے، ہاں ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اُس نے کمایا اور ان

میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصے کو انجام دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت بڑا ہے (سورة نور: 11)

اسے سنتے ہی مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمان " کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے "

(سورة نور: 12)

وہ آیات کو روانی سے پڑھ رہی تھی وہ روز ہر آیت کو خود سے ریلیٹ کیا کرتی تھی لیکن آج۔۔۔ آج کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کچھ برا ہونے والا تھا؟ آج اس کے سامنے بہتان والی آیات کیوں آ رہی تھی۔

اللہ جن سے محبت کرتا ہے ان سے اپنی آیتوں کے ذریعے باتیں کرتا ہے۔ کتنے خاص ہوتے ہیں نا وہ لوگ جن سے اللہ آیتوں کے ذریعے مخاطب ہوتا ہے۔ پھر اگلی آیت تلاوت کی۔

جب کہ تم اسے اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے " منہ سے وہ بات نکالنے لگے جس کی تمہیں مطلق خبر نہ تھی، گو تم اسے ہلکی بات سمجھتے رہے لیکن اللہ تعالی کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔ (سورۃ نور: 15)

اذانوں کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرا رہی تھی اس نے نرمی سے قرآن پاک بند کیا اسے غلاف میں لپیٹا اور نماز فجر ادا کرنے لگی سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے، دل میں گھبراہٹ سی ہو رہی تھی۔ وہ اللہ سے اپنی حفاظت کی دعائیں مانگتی رہی اور پھر اذکار اور اشراق کی نماز کے بعد وہ معمول کے مطابق یونیفارم پہنے کالج کے لئے تیار ہونے لگی۔ آج اس کا دل بجھا بجھا سا تھا۔ بوجھل قدموں سے وہ ناشتے والے ٹیبل کی جانب بڑھ گئی اور کھانا کھانے لگی۔ رضیہ بیگم چائے لے کر ڈائننگ ٹیبل پر آئیں تو حور کا مرجھایا چہرہ دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔ "کیا

ہوا میری شہزادی! آج آپ کا چہرہ کیوں بجھا بجھا سا ہے؟"۔ حور نے ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی، "امی جان میں خود نہیں جانتی آج دل کیوں بوجھل سا ہو رہا ہے۔" رضیہ بیگم نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔ "میری گڑیا! اگر طبیعت ٹھیک نہیں تو آج کالج سے چھٹی کر لو، کل چلی جانا۔" نہیں امی میں ٹھیک ہوں آپ پریشان نہ ہوں، میرے ایگزامز نزدیک ہیں میں آف نہیں کر سکتی۔" ٹھیک ہے میرے بچے! میرے اللہ میری پیاری بیٹی کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا آمین یارب العالمین۔" حور نے مسکراتے ہوئے امی کو گلے لگایا اور عبایا پہنے گھر سے روانہ ہو گئی۔ کالج میں لڑکیوں کی چہل پہل لگی تھی۔ کچھ نے دوپٹے سر پر لئے تھے کچھ نے گلے میں، کچھ بال کھول کر قہقہے لگاتے اِدھر اُدھر ٹہل رہی تھیں۔ حور کلاس میں داخل ہوئی سب کو سلام

کرتے ہوئے اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی اور نوٹس نکال کر ٹیسٹ کی دہرائی کرنے لگی۔

آمنہ گیٹ کے اندر داخل ہوئی اور بے چینی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ پروکٹر دوسری لڑکیوں کے بیگ چیک کر رہی تھی لیکن آمنہ نظر بچا کر وہاں سے نکل آئی۔اور سکون کا سانس لیا کہ اس کا بیگ چیک نہیں ہوا۔ وہ واش روم والی سائیڈ پر آگئی جہاں اِکا دُکا لڑکیاں شیشے میں کھڑی کوئی لائنر لگا رہی تھی تو کوئی اپنی زلفیں سمیٹ رہی تھی۔وہ کچھ دیر وہاں رکیں اور پھر چلی گئیں۔آمنہ نے پرس سے موبائل نکالا اور نعمان کو کال ملائی۔دوسری بیل پر کال ریسیو کرلی گئی۔

گڈمارننگ میری جان!''آگے سے نعمان کی شرارتی سی آواز'' ابھری۔

"گڈ مارننگ تمہارے لئے ایک گڈ نیوز ہے" آمنہ نے اپنے لٹ گھماتے ہوئے کہا۔

"اب انتظار مت کرواؤ بتا بھی دو" نعمان نے بے چینی سے پوچھا

"اچھا میں آج موبائل کالج لے کر آئی ہوں اور آج ہم سارا دن باتیں کریں گے"۔

"اوہ واؤ" نعمان کی پر جوش آواز آئی "شکر ہے ورنہ دو بجے تک انتظار کرنا اتنا مشکل لگتا تھا مجھے، کسی نے دیکھا تو نہیں"۔

"آمنہ کو کوئی بھی پکڑ نہیں سکتا کسی کے اندر ابھی اتنی ہمت نہیں آئی کہ وہ مجھے روکے" وہ بڑے ناز و انداز سے کہہ رہی تھی

"اچھا ابھی میرا فرسٹ لیکچر ہے، ہم میسیج پر بات کریں گے"

"اوکے مائے لائف! میں بھی فریش ہو جاتا ہوں تب تک"۔

آمنہ جلدی سے کلاس میں داخل ہو گئی وہ کلاس میں سب سے آخر
میں بیٹھی تھی۔ لیکچر شروع ہو چکا تھا۔اور ابھی تک نور نہیں آئی تھی
آمنہ نے بھی گہری سانس لی۔ "چلو اچھا ہے میں آرام سے موبائل بھی
استعمال کرلوں گی"۔ مس شانزہ لیکچر دے رہی تھیں کہ نور پھولی ہوئی
سانس کے ساتھ کلاس میں داخل ہوئی، "سوری مس ڈرائیور نے آج
لیٹ کر دیا".
"اِٹس اوکے, آگے سے خیال کرنا کلاس ٹائم پر پہنچنا".
جی میم" کہتی نور اندر داخل ہوئی تو نظر آمنہ پر پڑی لیکن وہ سیکنڈ "
رو میں بیٹھ گئ کیوں کہ پہلے ہی وہ لیکچر کے دوران آئی تھی، حور تھرڈ رو
میں بیٹھی تھی اور آمنہ فورتھ رو میں۔ مس شانزہ لیکچر دے رہی تھی
کلاس میں خاموشی پھیلی تھی سب غور سے لیکچر سن رہے تھے آمنہ نے

نعمان کو "ہائے" کا میسج کیا تھوڑی دیر بعد بپ کی آواز آئی تو کلاس کی خاموشی ٹوٹی۔ مس شانزہ وائٹ بورڈ پر لکھتے لکھتے رک گئی۔

اوہ! میں موبائل سائلینٹ پہ لگانا بھول گئی "آمنہ نے خود سے" سرگوشی کی۔

اسی دوران حور کی پنسل نیچے گر گئی وہ نیچے پکڑنے کے لئے جھکی اور پنسل پکڑ کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ مس شانزہ مڑی اور سب کو جانچتی نگاہوں سے دیکھا اور کہا "جس کے پاس بھی موبائل ہے وہ خود "ہی بتادے ورنہ میں سب کی چیکنگ کروں گی

سب لڑکیاں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ آمنہ شیطانی مسکراہٹ لئے بہت مطمئن سی بیٹھی تھی جیسے کسی ہنگامے کو انجوائے کرنے کے لیے بیٹھی ہو۔ مس شانزہ نے دو تین لڑکیوں کو چیکنگ پر لگایا، چیکنگ پچھلی قطار سے شروع کی گئی تھی، کیونکہ آواز

بیک سائڈ سے آئی تھی۔ لڑکی بیگ چیک کرتے کرتے آمنہ کے پاس آئی لیکن اس کے بیگ میں کتابوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ آگے چل دی آمنہ نے سکون کی سانس لی پھر وہ لڑکی باقی لڑکیوں کا بیگ چیک کرتی ہوئی حور کے پاس آئی۔ حور نے اپنا بیگ آرام سے آگے کر دیا کیوں کے اسے پتہ تھا کہ اس کے پاس ایسا کچھ نہیں ہے شمائلہ نے بکس الٹ پلٹ کی تو نیچے سیاہ رنگ کا چھوٹا سا موبائل دیکھا، اس نے حور کو دیکھا اور پھر بیگ میں پڑے موبائل کو اور جھٹکے سے موبائل نکالا۔ حور کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ہونٹ خشک پڑ گئے۔ اس نے تو یہ موبائل نہیں رکھا تھا یہ کہاں سے آگیا۔ شمائلہ نے موبائل کو مٹھی میں بھر لیا اور مس کے پاس چلی گئی۔ مس شانزے سخت غصے میں آگئی۔

"حور۔۔۔۔۔۔" غراتی ہوئی آواز میں پکارا، حور کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اس نے کچھ نہیں کیا تھا یہ کیا ہو رہا تھا

"اچھا تو تم سات پردوں میں رہ کر یہ گل کھلاتی ہو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے تمہیں۔۔۔۔۔"

آمنہ نیچے منہ کر کے ہنس رہی تھی جب حور پنسل پکڑنے نیچے جھکی تھی تو آمنہ نے موبائل اس کے بیگ میں ڈال دیا تھا اور نور پیچھے مڑے حور کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی

"میم یہ موبائل میرا نہیں پتہ نہیں کس نے میرے بیگ میں ڈال دیا۔۔ میرا یقین کریں میم میں جھوٹ نہیں بول رہی"۔ "مجھے تو پہلے ہی تم پر شک تھا کہ جو تم خود کو یوں دین کے لبادے میں چھپا رہی ہو اندر سے تم اتنے ہی سیاہ کام کرتی ہو گی ویسے تو نا محرم سے بڑے پردے وردے کرتی ہو۔۔ بات کرتے ہوئے گناہ نہیں ہوتا" مس شانزہ اسے طنزیہ انداز میں کہہ رہی تھی حور کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی اس پر بہتان لگایا جا رہا تھا اس عمل کا جس سے وہ بہت دور تھی۔ وہ تو آنکھ اٹھا کر

بھی نامحرم کو نہیں دیکھتی تھی اور یوں پوری کلاس میں اس پر بہتان لگایا جا رہا تھا۔اسے سورہ نور کی وہ ساری آیات یاد آرہی تھیں جو وہ صبح تلاوت کر کے آئی تھی۔تو کیا اللہ اسے الرٹ کر رہا تھا۔کاش !کہ وہ رضیہ بیگم کے کہنے پر گھر رک گئی ہوتی۔کاش وہ کالج نہ آئی ہوتی۔"میں کو نے بہت سی دیکھی ہیں ایسی لڑکیاں جو پردہ صرف اپنے سیاہ عمل چھپانے کے لیے کرتی ہیں تاکہ لوگوں میں وہ مقبول رہیں تم بھی ویسی ہو حور"۔"میم میں نے کچھ نہیں کیا میرا یقین کریں میں جھوٹ نہیں بولتی۔۔"اس کا حلق آنسو روکنے کے سبب درد کر رہا تھا۔"مجھے پتہ ہے کہ تم کتنی پارسا ہو۔چلو پرنسپل کے آفس انھیں بھی تو پتہ چلے کہ تم کیا گل کھلا رہی ہو اور تمھارے والدین کو بھی بلاتے ہیں۔۔"مس شانزہ اسے پرنسپل آفس میں لے گئیں۔۔پرنسپل کال پر بات کر رہی تھیں فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔"جی کیا مسئلہ ہے مس شانزہ

مس شانزہ نے موبائل ان کی طرف بڑھایا۔ "یہ کس کا موبائل ہے اور حور کو کیوں ساتھ لائیں ہیں آپ اپنے؟" "میم یہ حور کا موبائل ہے اور کلاس میں یہ اپنے بوائے فرینڈ سے بات کرتے ہوئے پکڑی گئی ہے۔۔" "حور کیا یہ سچ ہے؟" پرنسپل نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ حور کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے "نہیں میم یہ میرا نہیں ہے۔۔ پتہ نہیں کس نے ڈالا میرے بیگ میں۔ میم آپ تو مجھے جانتی ہیں نا میں ایسی نہیں ہوں۔ میم پلیز آپ یقین کر لیں مجھ پر۔" پرنسپل نے میسجز اوپن کیے اور پڑھنے لگیں۔ جیسے جیسے پڑھتی گئیں ان کی آنکھوں میں غصہ ابھر رہا تھا۔ حور دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی۔ "یا اللہ حضرت عائشہ صدیقہ پر جب بہتان لگا تھا تب آپ نے ان کے لیے آیات نازل کی تھیں۔ اللہ جی سب کو میں جھوٹی لگ رہی ہوں آپ تو جانتے ہیں نا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں جانتی ہوں میرے لیے

آیات نہیں اتریں گی حضرت عائشہ کی طرح لیکن یااللہ آپ میری مدد تو کر سکتے ہیں نا۔۔ مجھ پر یہ سب بہتان باندھ رہے ہیں جو عمل میں نے کیا نہیں مجھ پر اس کا الزام لگایا جارہا ہے۔آپ میرے وکیل ہیں اور آپ ہی مجھے کافی ہیں "حسبی اللہ و نعم الوکیل" وہ تیزی سے ورد کر رہی تھی۔۔"حور مجھے ذرا امید نہیں تھی آپ سے اتنی نازیبا چیٹ پڑھ کر مجھے شدید غصہ آرہا آپ پر" پرنسپل انتہائی غصے میں اسے ڈانٹ رہی تھی "یہ سکھایا ہے آپ کے والدین نے آپ کو۔وہ آپ کو یہاں بھروسے کے ساتھ بھیجتے ہیں اور آپ یہ گل کھلا رہی ہو۔ذرا شرم نہیں آپ کو۔"پرنسپل مسلسل ڈانٹ رہی تھیں۔وہ کیا کرے کدھر جائے اس کی کلاس میں بھی سب خاموش تھے کسی نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا ۔وہ اس وقت اکیلی تھی کیوں اس پر اتنی بڑی آزمائش ڈال دی گئی تھی۔ میم میں سچ کہہ رہی ہوں یہ موبائل میرا نہیں ہے۔بس کر جاؤ حور مجھے

تمہارے والدین کو بلانا ہی پڑے گا۔ ''کیا والدین؟ نہیں۔ میم میں نے کچھ نہیں کیا آپ پلیز میرے پیرنٹس کو مت بلائیے گا۔ ''پرنسپل نے پاس پڑے ٹیلی فون سے نمبر ملایا اور کان سے لگالیا۔ میز پر پڑے فون پر بپ کی آواز آئی۔ پرنسپل نے فون کان سے ہٹا کر کریڈیل پر رکھا اور موبائل پکڑ کر میسج اوپن کیا۔ '' جان کہاں ہو؟ یار کب سے انتظار کر رہا ریپلائی کیوں نہیں کر رہی؟ پرنسپل نے کال می لکھا اور سینڈ کر دیا۔ '' نعمان کالنگ آرہا تھا میڈم نے گرین بٹن دبایا اور لاؤڈ سپیکر کر دیا۔ آگے سے نعمان کی آواز آئی۔ ''آمنہ یار کہاں مصروف ہو جاتی ہو تمھیں پتہ ہے نا کہ تمھارے بغیر مجھ سے رہا نہیں جاتا۔ ''پرنسپل شاکڈ رہ گئ۔ ہیلو! ہیلو! نعمان مسلسل بول رہا تھا آگے سے آواز نہ آنے پر اس نے کال منقطع کر دی۔ حور حیران رہ گئی تو کیا وہ آمنہ تھی جس نے اس کے بیگ میں موبائل ڈالا تھا وہ کیسے بھول گئ تھی کہ آمنہ اسے

ایسے پھنسا سکتی تھی۔ مس شانزہ کے تو رنگ ہی اڑ گئے۔ کیونکہ انھوں نے بلاوجہ حور کو بہت کچھ سنا دیا تھ وہ بھی بڑے مجمعے میں۔ شانزہ آمنہ کو فوراً آفس میں لے کر آؤ۔ مس شانزہ جلدی سے کلاس روم کی طرف چل پڑیں۔ آمنہ نور کے پاس کھڑی اسے جتا رہی تھی "دیکھا میں نے کہا تھا ناملانیاں ایسی ہی ہوتی ہیں اوپر سے سفید اور اندر سے سیاہ۔ تمھیں بڑی ہمدردی ہوتی تھی نا اس سے آج دیکھ لیا سب کیسے اس نے پردے رہتے ہوئے سب کو دھوکہ دیا۔" آمنہ ۔۔ مس شانزہ نے غصے میں سے پکارا۔ نور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور آمنہ کا رنگ فق ہو گیا۔ پرنسپل بلا رہی ہیں تمھیں آفس میں چلو میرے ساتھ۔ آمنہ کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔

جب ہم کسی کا برا سوچتے ہیں نہ تو وہ ہم پر پلٹ کر ضرور آتا ہے۔ وہ جو رب ہے نہ انصاف کرنے والا ہے۔ ایمان والوں کا دوست

ہے۔ کوئی بھی اس کے بندوں کو ذلیل نہیں کر سکتا عزت اور ذلت صرف اسی کے ہاتھ میں ہے۔ کیا ہوا اگر حور اس وقت اکیلی تھی کوئی کلاس فیلو اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی کوئی یہ نہیں کہہ رہا تھا کہ یہ صریح بہتان ہے اسکا اللہ تو تھا نا جو اس کی مدد کر رہا تھا۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی وہی اللہ تھا اور حور کا بھی وہی اللہ تھا۔ آمنہ لڑکھڑاتے قدموں سے اسٹاف روم میں داخل ہوئی پرنسپل اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئیں اور قریب آ کر ایک زوردار طمانچہ آمنہ کے منہ پر مارا اس کی رخسار سرخ پڑ گئی تھی۔ "بے حیا لڑکی تمہیں ذرا شرم نہ آئی اپنی سیاہ کاریاں اس معصوم پر ڈالتے ہوئے میں ابھی اس کے والدین کو یہاں بلا لیتی تو کیا عزت رہ جاتی اسکی اور میری۔" حور آمنہ کو دکھ سے دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ اسکے اللہ نے اسے بچا لیا تھا۔ "میم یہ حور جھوٹ بول رہی ہے یہ بہت تیز

ہے۔ایسی لڑکیاں دین کو ڈھال بنا کر ایسے کام کرتی ہیں اور پھر کسی اور پر الزام لگادیتی ہیں۔"ایک زوردار طمانچے نے اس کا دوسرا رخسار بھی سرخ کر دیا۔"بکواس بند کرواپنی ایک تو چوری اُوپر سے سینہ زوری۔تمہارا نام میں آج ہی خارج کرتی ہوں کالج سے آئندہ تم کبھی بھی ادھر قدم نہیں رکھ پاؤ گی اور جب تک تمہارے والدین آجاتے تم آفس سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالو گی۔"آمنہ غصیلی نظروں سے حور کو تک رہی تھی۔جو اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔"حور بیٹا! میں معذرت کرتی ہوں کہ میں نے بغیر تحقیق آپ کو اتنا کچھ سنا دیا۔" پرنسپل نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔"اٹس اوکے میم"حور سے وہاں کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا وہ جلدی سے کلاس میں گئی بیگ اٹھایا سب لڑکیاں اسے غلط نظروں سے دیکھ رہی تھیں اس نے کسی کو بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اور کالج کی مسجد میں چلی گئی۔اس کے رب نے اسے اس وقت

بچایا جب اسے لگا تھا کہ سب ختم ہو گیا اب سجدہ شکر کرنا تو بنتا تھا۔ نور بھی اپنا بیگ اٹھائے اس کے پیچھے گئی۔ راستے میں نور کو کسی لڑکی نے بتایا کہ تمہاری دوست آمنہ آفس میں ہے موبائل اس کا تھا اور اب وہ پکڑی جا چکی ہے۔ اور حور پر اس نے الزام لگایا تھا وہ بے قصور ہے۔ نور آمنہ کی پرواہ کیے بغیر حور کی طرف جانے لگی۔ نا جانے کیا چیز تھی جو اسے حور کی طرف دن بہ دن کھینچتی چلی جا رہی تھی۔ حور نے مسجد کا دروازہ کھولا جو کہ کالج کے وسط میں بنائی گئی تھی۔ جہاں پر لڑکیاں نماز ادا کر سکتی تھیں۔ اس نے اپنے جوتے اُتارے بیگ مسجد کے صحن میں رکھا۔ اور وضو کرنے بیٹھ گئی۔ مسجد خالی تھی اس وقت وہاں کوئی لڑکی موجود نہیں تھی۔ وضو سے فارغ ہو کر وہ شکرانے کے نفل ادا کرنے لگی۔ نور نے آہستگی سے مسجد کا دروازہ کھولا۔ اندر داخل ہوئی وہ نور جو کبھی بھی مسجد کی جانب نہیں آئی تھی جو ظہر کے وقت لڑکیاں نماز ادا کر رہی

ہوتی تھیں تو اس وقت وہ باہر اپنی ہی دنیا میں مگن ہوتی تھی قہقہے لگاتی ہر چیز سے بے نیاز۔ وہ اندر آئی تو حور سجدے میں تھی۔ وہ جوتے اتار کر مسجد کے صحن میں آکر کھڑی ہو گئی اور حور کو دیکھتی رہی۔ حور لا علم تھی کہ اسکے پیچھے کوئی کھڑا ہے۔ حور نے سلام پھیرا۔ دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور سسکیوں سے رونے لگی۔ "اللہ جی! آپ بہت اچھے ہیں۔ مجھے لگا تھا کہ میری مدد کیلئے اب کوئی نہیں آئے گا میں بہت اکیلی ہو گئی تھی اللہ جی کسی نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ کسی نے مجھ پر یقین نہیں کیا۔ لیکن آپ۔۔۔ آپ نے مجھے بچایا جیسے حضرت عائشہ کی پاکیزگی کیلئے آپ نے آیات اتاری۔ جس لڑکے کے ساتھ تعلق ہونے کا مجھ پر نے اسی کے ذریعے میری مدد کی اگر وہ آمنہ کا بہتان لگایا جا رہا تھا آپ نام نہ لیتا تو میں کیا کرتی اللہ جی میں آپ کی بہت زیادہ شکر گزار ہوں۔ آپ میرا سب سے بڑا سہارا ہیں آپ نے ہمیشہ مجھے تھاما آپ نے کبھی

مجھے گرنے نہیں دیا۔ میں جانتی ہوں آمنہ نے میرے ساتھ غلط کیا لیکن یا اللہ میں اس سے بدلہ نہیں لوں گی کیونکہ آپ اس سے بہترین بدلہ لے چکے ہیں۔ اس نے میرے ساتھ چال چلی اور آپ نے اسی چال میں اسے پھنسا دیا۔ اور بے شک آپ بہترین چال چلنے والے ہیں۔ میں نے آمنہ کو معاف کیا اللہ جی! میں اس نبی کی امتی ہوں جنہوں نے اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ وہ تو پھر میری کلاس فیلو ہے۔ میں اپنے دل کو بغض اور کینہ اور بدگمانیوں سے پاک رکھنا چاہتی ہوں۔ اے میرے اللہ! مجھے اپنی محبت میں خاص کر لیں۔" مسجد میں اکیلی ہونے کے باعث وہ تھوڑی سی اُونچی آواز میں دعا کر رہی تھی کہ باہر کھڑی نور اس کی آواز کو سن سکتی تھی۔ وہ اس وقت حور کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی اتنا وہ جان گئی تھی کہ حور اللہ کی محبت میں شدید لڑکی ہے۔ اس لیے وہ پلٹ گئی وہ آمنہ کے کیے پر اسکی طرف سے معذرت کرنا

چاہتی تھی لیکن وہ اس کے پاس جا نہیں سکی۔ اس کے اندر ایک گلٹ تھا کہ وہ کس زندگی کی راہ پر گامزن ہے۔ وہ کیوں اپنے رب کے ساتھ حور کی طرح جڑی ہوئی نہیں ہے۔ کیا وہ بھی کبھی اپنے رب کی محبت میں شدید ہو پائے گی۔ وہ انھی سوچوں میں گم چلتی جا رہی تھی۔ ادھر آمنہ کے والدین کو پرنسپل کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

پرنسپل نے تو فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب آمنہ کو مزید اس کالج میں پڑھنے کی اجازت نہیں دی سکتی لیکن اسکے والدین کی منتوں سماجتوں پر پرنسپل نے معافی نامہ لکھنے کو کہا اور ہیوی فائن ڈال دیا تاکہ وہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے۔ اور اسے کالج میں پڑھنے کی اجازت دے دی۔ "اور ہمارا رب بہترین چال چلنے والا ہے".

گاڑی یونیورسٹی کے گیٹ پر آ کر رکی عمر نے ڈیش بورڈ سے اپنا موبائل اٹھایا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا.

سکائی بلیو شلوار قمیض میں وہ پاکیزہ سا وجود لگ رہا تھا. اور ماتھے پہ سجدوں کے نشان اسے اور پاکیزہ بناتے تھے. "چھوٹے! گاڑی پارک کر دینا میرا فرسٹ لیکچر ہے۔ دیر نہ ہو جائے" جی بھائی فائق نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ عمر آگے بڑھ گیا اور فائق سوچوں میں گم اسٹیرنگ کو کچھ دیر دیکھتا رہا اور پھر سر جھٹک کر گاڑی پارک کرنے لگا۔ دونوں بھائیوں کی تربیت ان کی دادی نے کی تھی۔ دونوں کو انہوں نے قرآن سنا سنا کر بڑا کیا تھا۔ لیکن پھر بھی فائق اور عمر میں بہت فرق تھا۔ فائق کو وہ اذیت ناک رات کا واقع نہیں بھولتا تھا۔ وہ اکثر رات کو خواب میں ڈر جایا کرتا تھا۔ اسے دھند سے وحشت ہوتی تھی کیونکہ اسی دھند میں اس نے اپنے والدین کو ہمیشہ کے لئے کھو دیا تھا۔ وہ اکثر خواب میں خود کو

اسی دھند میں روتے ہوئے دیکھتا تھا۔ اس کے ہاتھوں پر خون لگا ہوتا تھا۔ اس لیے سردیاں اسے بہت اداس کر دیا کرتی تھی فائق چھوٹا اور لاڈلا تھا اس لیے وہ اپنے والدین کے غم کو سینے میں زندہ کیے ہوئے تھا۔ اور وہ کبھی کبھی اللہ سے شکوہ بھی کیا کرتا تھا کہ چھوٹی سی عمر میں اس کے والدین کو اس سے کیوں چھین لیا گیا وہ ہر سردیوں میں اس ٹراما سے گزرا کرتا تھا لیکن وہ کبھی کسی کو محسوس نہیں کرواتا تھا کہ اس کے اندر ایک اذیت ہے اس کا دل زخمی ہے آج بھی وہ کچھ نہیں بھولا جس کی وجہ سے اس کا اللہ کے ساتھ وہ تعلق نہیں بن پایا تھا جو عمر کا تھا۔

کلاس میں لڑکے لڑکیاں اپنی اپنی باتوں میں مگن تھے کہ عمر کے کلاس میں داخل ہوتے ہیں سب سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ کلاس میں لڑکے آگے بیٹھا کرتے تھے اور لڑکیاں پیچھے بیٹھا کرتی تھی۔ اسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ! عمر نے کلاس میں داخل ہوتے ساتھ سب کو سلام

کیا۔ سب نے سلام کا جواب دیا" کیسے ہیں آپ سب ؟"لبوں پہ پاکیزہ سی مسکراہٹ سجائے پوچھا۔جی سر ٹھیک ہیں آپ کیسے ہیں؟ طلباء نے بھی حال پوچھا تو عمر نے مطمئن ہو کر الحمد للہ کہا۔ اس نے کبھی دین کو مشکل بنا کر نہیں پیش کیا تھا ہمیشہ دین کو آسان اور محبت سے پیش کیا تھا کہ تمام طلبہ اس کا بہت غور سے سنتے تھے۔

اور اس کے اچھے اخلاق اور تاثیر سے بھرپور الفاظوں کو سن کر کچھ لڑکوں نے چہرے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسی داڑھی بھی رکھنا شروع کر دی تھی اور لڑکیوں سے کبھی عمر بے تکلف نہیں ہوا کرتا تھا جیسے آجکل یونیورسٹیز میں لڑکیاں سر! سر! کرتی ہیں تو کوئی اپنے سر ہی کی محبت میں گرفتار ہو جاتی ہیں

آج ہمیں جو حدیث پڑھنی ہے وہ بہت خوبصورت ہے جس کا تعلق " ہمارے ایمان سے ہیں کیا کوئی حدیث پڑھ سکتا ہے؟"اس نے

سٹوڈنٹس کو انتہائی نرمی سے مخاطب کیا" سر میں !" علی نے اپنا ہاتھ بلند کیا. "جی پڑھیے" عمر نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور علی کتاب پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں تین باتیں ہیں اس نے ایمان کی مٹھاس پالی یہ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور یہ کہ وہ کسی شخص سے محبت صرف اللہ کے لئے کرتا ہو اور یہ کہ وہ دوبارہ کفر کی طرف لوٹنا اسی طرح ناپسند کرتا ہے جس طرح وہ آگ میں ڈالے جانے سے نفرت کرتا ہے" (بخاری و مسلم)۔

جزاک اللہ خیر ! علی بیٹھ جائے۔ دیکھیں جس طرح ہر چیز کا ایک ذائقہ ہوتا ہے اسی طرح حقیقی ایمان میں بھی ایک مزہ اور مٹھاس ہوتی

ہے اسی لیے اسے وہی شخص محسوس کر سکتا ہے جو روحانی مرض میں مبتلا نہ ہو اور اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت کو اپنا شعار بنا لیا ہو۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کا تعلق محض رسمی نہ ہو بلکہ دلی اور حقیقی ہو تو وہ ایمان کا مزہ محسوس کرتا ہے۔ ہمارا تعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنا گہرا ہو گا حلاوت ایمان بھی اتنی ہی زیادہ محسوس ہو گی اور یہی چیز اللہ کی نظر میں ہمارے وقار کو بڑھاتی ہے اور نیکی کا عمل آسان کر دیتی ہے۔ حلاوت ایمان حاصل کرنے کے لیے ہمیں اپنی نظروں کی حفاظت کرنی ہو گی۔

جب تک ہم اپنی نظروں کو نہیں جھکائیں گے رسول کا فرمان نہیں مانیں گے ہر وہ چیز دیکھیں گے جس سے اللہ نے منع کیا ہے تو ہم ایمان کی مٹھاس نہیں پا سکتے۔

وہ انتہائی نرمی سے الفاظ ادا کر رہا تھا کلاس میں مکمل خاموشی تھی اور سب اس کی طرف متوجہ تھے۔ اب اس حدیث سے ہمیں تین چیزوں پر بتایا گیا ہے جس سے ہم ایمان کی مٹھاس پا سکتے ہیں۔

عمر نے مارکر کھولا اور وائٹ بورڈ پر لکھنا شروع کر دیا پہلی چیز 1. اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ سب سے زیادہ محبت 2۔ دوسرا کسی شخص کے ساتھ محض اللہ کے لیے محبت اور تیسری اسلام کے بعد کفر کی طرف لوٹنا سخت ناپسند ہے۔ اس نے مارکر بند کیا اور اپنا رخ طلباء کی جانب موڑ دیا۔ ہم اگر اس حدیث کے مفہوم کی طرف جائیں تو تمام چیزوں سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت ایمان کا جزو ہے۔

جب تک ہم اللہ اور اس کے رسول کو ترجیح نہ دی تب تک ہم مومن نہیں ہو سکتے۔ قرآن نے مسلمانوں کی صفت بیان کرتے ہوئے

فرمایا" والذین امنوا اشد احبا اللہ" (بقرہ) اور جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں اور اسی محبت کا دوسرا جزو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔

حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام جہان والوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

."اللہ تعالی کا فرمان ہے: واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری "

"کرو۔

اب سب اپنا اپنا جائزہ لیں کہ ہماری محبت اللہ اور اس کے رسول سے کتنی ہے۔ کون کتنی فرمانبرداری کرتا ہے اور کون اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صحابہ کی طرح سمعنا واطعنا کرتا

ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔اپنا محاسبہ خود کریں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور اگر کرتے ہیں تو ان کا کتنا حکم مانتے ہیں۔

تمام لڑکے لڑکیوں نے سر جھکا لئے کہ وہ تو دنیا کی رنگینیوں میں ہی اتنے گم ہو گئے ہیں کہ انہیں قرآن پڑھنے کا وقت ہی نہیں ملتا اور جب تک وہ قرآن نہیں کھولیں گے اس پر غور نہیں کریں گے تو ان کو کیسے پتا چلے گا کہ اللہ اور اس کا رسول کس چیز کا حکم دے رہے ہیں اور کس چیز سے منع کر رہے ہیں۔

دیکھیں یوں سر جھکانے سے کچھ نہیں ہو گا۔ عمر نے سب کو یوں دیکھا تو محبت سے کہا الحمد للہ ہم مسلمان ہیں اور ہم ظاہری طور پر کہتے ہیں کہ ہمیں محبت ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن باطنی طور پر نہیں ہوتی۔ آپ آج خود سے عہد کر لیں

کہ آپ اپنی محبت کا ثبوت دیں گے آپ سمعنا واطعنا کہیں گے۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ ایمان کی مٹھاس پالیں گے۔۔۔انشاءاللہ سر! سب نے مل کر جواب دیا۔

عمر کے کہے گئے الفاظ ان کے دلوں پر اثر کر رہے تھے

عمر نے دھیمی سی مسکراہٹ دی۔ اب ہم دوسری چیز کی طرف آتے ہیں۔۔۔ "اللہ کے لیے محبت" اس کا مطلب ہے کہ اگر کسی سے محبت کی جائے تو محض اللہ کے لئے، اس محبت میں ذاتی مفادات موجود نہ ہو اور اس محبت کی بنیاد اس شخص کا اللہ سے تعلق ہو۔ حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کچھ لوگ جو نبی یا شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن ان کے مرتبہ کی وجہ سے انبیاء و شہدا بھی ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بغیر کسی

رشتہ اور قرابت کے بغیر کسی لین دین کے محض اللہ کی وجہ سے باہمی محبت کی۔ پس اللہ تعالی کی قسم ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے اور وہ بے خوف ہو گے "(سنن ابی داؤد)۔

اب آپ خود ہی سوچیں کہ اللہ کے لیے محبت کرنے
کے لیے ہمیں کتنی بڑی خوشخبری دی جارہی ہے اور یہ میرے الفاظ نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہاں ہے میرے وہ بندے جو میرے جلال کی وجہ سے باہمی محبت رکھتے تھے۔ آج جب کے میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں میں اپنے بندوں کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا" (صحیح مسلم)۔

اتنی بڑی بشارت دی گئی ہے ہمیں لیکن آج اگر ہم

کسی سے محبت کرتے ہیں تو صرف اپنے ذاتی مفاد کی وجہ سے۔ اگر ہم

ایک دوسرے سے مطلب کی محبت رکھیں گے تو ہم اس خوشخبری کے

حقدار نہیں بن سکتے ہیں اور اپنی محبت اللہ کی مخلوق سے خالص کریں اللہ

کے لیے محبت کریں اور اللہ ہی کے لیے دشمنی کریں۔ عمر اتنی

خوبصورت سے حدیث کو بیان کر رہا تھا کہ ہر کسی کے دل پر نقش ہو

رہی تھی اس کی ساری باتیں سب بہت توجہ کے ساتھ سن رہے تھے

ورنہ باقی لیکچرز میں سب کو نیند ہی آتی تھی اور کچھ عمر کا لیکچر بھی پہلا

رکھا گیا تھا اس کی وجہ سے صبح صبح ہی ایمان تازہ ہو جایا کرتا تھا۔

اب تیسری چیز کی طرف آتے ہیں اس حدیث میں

"کفر کی طرف لوٹنے سے نفرت" ہے جو حلاوت ایمان کا حصہ ہے

ارشاد باری تعالٰی ہے "خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے

دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہے (الحجرات 49:78)۔

کفر کی طرف واپسی سے ایسی نفرت کریں جیسے آگ

میں کود رہے ہوں۔ دراصل یہ ایمان کی پختگی کی علامت ہے جن کے دل میں ایمان کی محبت ہے وہ واقعی ایسا کرتے ہیں جیسے اگر ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھیں تو انھوں نے کفر اختیار کرنے کے بجائے آگ میں کودنا منظور کیا۔ اگر ہم اسلامی تاریخ کو دیکھیں تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ پر ظلم کا ہر حربا برتا جاتا تھا مثلا حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو گرم ریت پر لٹا کر گھسیٹا جاتا تھا کسی کے گلے میں رسی ڈال کر کھینچا جاتا تھا۔ بہت سے لوگوں پر بلکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم پر بھی جبر کے ساتھ لالچ کا ہتھیار بھی استعمال ہوا لیکن انہوں نے ظلم و لالچ کے مقابلے میں ایمان کو مضبوطی سے گلے لگائے رکھا۔ آج جو بھی

دن پر چلتا ہے لوگ طعنوں سے زخمی کر دیتے ہیں۔ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں لیکن کچھ لوگ استقامت دکھاتے ہیں انبیاءاور صحابہ کی طرح تو کچھ لوگوں کے ڈر سے دین کو فالو نہیں کر پاتے۔ میں بس اتنا کہوں گا کہ اگر آپ دین پر چل رہے ہیں تکلیفیں اور مصائب کا سامنا کر رہے ہیں تو بس ایک دفعہ مڑ کر انبیاءاور صحابہ کی زندگیاں دیکھ لیں کہ کیسے انہوں نے اپنے ایمان کو سینے سے لگائے رکھا۔ دین کو نہیں چھوڑا۔

اس کی نظریں ان لڑکوں پر تھیں جنہوں نے نئ نئ

داڑھی رکھی تھی اور ان کو یونیورسٹی کے لڑکوں سے مذاق کا نشانہ بننا پڑتا تھا۔ وہ ان کو حوصلہ دینا چاہتا تھا کہ وہ استقامت دکھائیں اور ایمان کی مٹھاس پا لیں اور لڑکوں کو بھی حوصلہ ملا تھا کہ وہ اکیلے نہیں ہیں ان سے پہلے بھی جو دین پر چلتا تھا وہ اسی طرح کی تکلیفیں برداشت کرتا تھا۔

"مخالفتیں، تکلیفیں اور اذیتیں یہ ثبوت ہوتی ہیں کہ ہم دینِ حق پر ہیں۔

"45منٹ گزر گئے، لیکچر اوور ہو چکا تھا۔ لیکن سب کو افسوس ہو رہا تھا کہ اتنی جلدی وقت گزر گیا اور وہ ابھی عمر کو اور سننا چاہتے تھے۔ عمر سب کو سلام کرتا کلاس سے باہر آ گیا۔

نور گھر میں داخل ہوئی ہر طرف نئے کپڑے بکھرے تھے۔ لاؤنج میں زریاب اور انوشہ شادی کی شاپنگ کر کے آئی تھیں۔ اور سارے کپڑوں کو نکال کر دیکھ رہی تھی وہ بھی جا کر لاؤنج میں ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ "شاپنگ ہو گئی ساری؟" نور نے زریاب سے پوچھا۔ "جی جناب ہو گئی آپ کو تو اتنی فرصت نہیں کہ اپنے

کپڑے خود خرید لوں۔"انوشہ دو دن کی مہمان ہے اس نے پھر چلی جانا

ہے اگر وہ شادی سے پہلے ہی تھک گئی تو شادی پر اس کے چہرے پر

روپ کی جگہ تھکاوٹ ہو گی۔"نور تم ایسے کرنا میری شادی پر بھی کالج

چلی جاناانوشہ نے ناراضگی سے کہا.

" اوہ! میری پیاری آپی جان اگر میں آپکی شادی پر

کالج چلی گئی تو آپکی شادی میں چار چاند کون لگائے گااور مجھے اتنا تو یقین

ہے کہ میرے بغیر آپ کی شادی بے رونق ہو گی"نور اس کی ناراضگی

دور کرنا چاہتی تھی۔"اچھا اب چھوڑیں سارے شکوے میری شاپنگ

دکھائیں کیا کیا لائیں ہیں میرے لئے میں بھی تو دیکھوں ذرا"اب وہ

شاپنگ بیگ سے کپڑے اور جوتے نکال کر دیکھنے لگی۔

سارے گھر میں گہما گہمی تھی۔زرد قمقمے ہر جانب روشن

تھے۔زریاب نے سبز رنگ کی ساڑھی پہنی تھی جس پر سلور کلر کا ہلکا

ہلکا کام ہوا تھا۔ بال جوڑے میں بندھے ہوئے تھے دونوں طرف سے لٹوں کو کرل کیا ہوا تھا۔ کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس پہنے وہ شاندار لگ رہی تھیں۔ گھر میں گیندے کے پھولوں کی خوشبو پھیلی تھی سارے ملازم پھرتی سے کام کر رہے تھے۔ انوشہ پارلر میں تیار ہونے گئی تھی اور نور کے کمرے میں سب کچھ بکھرا پڑا تھا آج انوشہ کی مہندی تھی اور نور اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔

نور نے سبز رنگ کا شرارہ اور اوپر اورنج رنگ کا قمیض پہنا تھا جس کے دامن پر اور بازوؤں پر سنہرے رنگ کا کام ہوا تھا نیچے سبز رنگ کا ہی کھسہ پہنا ہوا تھا اب وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑے میک اپ کر رہی تھی۔ مسکارا لگا کر اورنج لپسٹک لگائی اور کانوں میں سبز رنگ کے ٹاپس پہنے ماتھے پر گول سنہرے رنگ کا ٹکہ سجائے وہ خوبصورت اور معصوم لگ رہی تھی

دروازہ کھلا اور رومیسہ اندر داخل ہوئی۔رومیسہ نور کی خالہ کی بیٹی تھی

دونوں کزن ہونے کے ساتھ ساتھ اچھی دوست بھی تھیں نور آئینے

میں رومیسہ کو اندر آتے ہوئے دیکھ رہی تھی "شکر ہے تم آگئی اب جلدی

سے میرا ہیئر سٹائل بنادو تاکہ میری تیاری مکمل ہو"

"واہ! نہ سلام نہ دعا آتے ساتھ ہی مجھ معصوم پر

کام تھوپ دیا" رومیسہ نے خفگی سے کہا بندہ حال چال ہیں پوچھ لیتا پر نہ

کسی کو فکر میری۔۔۔ارے! اچھی بھلی تو دکھ رہی ہو حال احوال تو بیمار

لوگوں سے پوچھا جاتا ہے نور اسے تنگ کرنے کے لیے مسکراہٹ

دبائے بولی "نور تمہیں پتا ہے نہ کے تمہارے ڈمپلز میری کمزوری ہیں

جان بوجھ کر مجھے اپنے ننھے ننھے ڈمپلز سے پگھلا دیتی ہو "نور قہقہہ لگا کر

ہنسنے لگی اچھا اب بیٹھو میں تمہارے بالوں کا کچھ کروں رومیسہ اس کے

بالوں میں برش چلا رہی تھی اور پھر بالوں کا فرانسیسی چٹیا میں باندھ کر اس پر سنہرے موتی لگا دیے

نور انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی اب کی رومیسہ اور نور زینے اتر رہی تھیں ہاشم صاحب فون پر کسی سے بات کر رہے تھے جب ان کی نظر نور پر پڑی تو اس کے پاس چلے آئے "ماشاءاللہ میری گڑیا بہت خوبصورت لگ رہی ہے اللہ آپ کو بری نظر سے بچائے" کہتے ہوئے نور کو اپنے ساتھ لگایا نور مسکرانے لگی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی تھی

روحیل اور انوشہ کی مہندی اکٹھی رکھی گئی تھی اور کچھ دیر بعد باہر ڈھول کی آوازیں آنے لگی نور ہاتھوں میں پھولوں کی پلیٹ پکڑے داخلی دروازے پر رومیسہ اور اپنی باقی کزنز کے ساتھ کھڑی تھی جیسے ہی روحیل اور اسکی فیملی اندر داخل ہوئی ان پر گلاب کی پتیوں کی بارش شروع ہو گئی روحیل نے سفید رنگ کا کرتا پہنا تھا اور گلے میں میں پیلے

رنگ کا پڑکا پہنا تھا روحان نے بھی سفید کرتا اور پیلے رنگ کا پڑکا پہنا تھا سب اندر داخل ہو گئے اور روحیل کو پھولوں سے سجے ہوئے جھولے میں بیٹھا دیا گیا

نور اور رومیسہ انوشہ کو لینے چلی گئیں انوشہ نے پیلے رنگ کا جوڑا زیب تن کیا تھا جس پر سبز اور سنہرے ستارے لگے تھے بالوں ہاتھوں اور کانوں میں پھولوں کی بنی جیولری پہنی تھی نظریں جھکائے وہ نور اور رومیسہ کے ساتھ آہستہ آہستہ چل رہی تھی روحیل انوشہ کو اور روحان نور کو دیکھ رہا تھا

انوشہ کو لا کر روحیل کے ساتھ بیٹھا دیا گیا اور گھر کے بڑوں نے رسم شروع کر دی۔ نور مٹھائی لینے کچن میں آئی وہ شیلف کہ پاس کھڑی تھی کہ اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی نور نے مڑ کر دیکھا تو روحان ہاتھ باندھے مسکراتے ہوئے نور کو دیکھ رہا تھا نور جلدی سے پیچھے مڑ گئی

اور شیلف پر چیزیں الٹ پلٹ کرنے لگی "کیسی ہیں آپ ؟" روحان نے نرمی سے پوچھا "جی ٹھیک ہوں" وہ ابھی تک اس کی طرف پشت کیے کھڑی تھی ہمم ویسے ایک بات کہوں ؟؟ جی! نورا ابھی تک ویسے ہی کھڑی تھی "آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں کتنے لوگوں کو قتل کرنے کا ارادہ ہے ویسے آپ کا ؟"۔ وہ اس کے براہ راست سوال کرنے پر اچانک بڑی حیرت سے اس کو دیکھنے لگی

روحان ابھی تک نچلا لب دانت میں دبائے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا وہ جلدی سے وہاں سے نکل گئی روحان نے اسے روکنا چاہا لیکن اس کی پائل کی چھن چھن کی آواز اب دور ہوتی جا رہی تھی نور کا دل دھک دھک کر رہا تھا وہ بہت ان کمفرٹیبل فیل کر رہی تھی کچھ تھا جو اسے بے چین کر رہا تھا وہ کبھی کسی لڑکے سے بے تکلف نہیں ہوئی تھی نہ ہی اس نے کوئی چھپے ہوئے دوست بنائے تھے وہ اپنی ذات میں مگن

رہنے والی لڑکی تھی اس کے کزنز نے بھی نے بھی اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کسی کو موقع ہی نہیں دیتی تھی اور آج روحان نے یوں اچانک آکر اس سے بات کی تو وہ گھبرائی ہوئی تھی چلتے چلتے وہ رومیسہ سے ٹکراتے ہوئے بچی جو اسے ہی ڈھونڈ رہی تھی "نور کیا ہوا "سب ٹھیک ہے اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟؟

کچھ نہیں ویسے ہی میں تیز چل رہی تھی تو سانس پھولی ہوئی ہے لیکن تمہارے ہاتھ اتنے ٹھنڈے کیوں ہیں رومیسہ نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا "ارے میں نے کہا نہ کچھ بھی نہیں تم کیوں خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو آؤ رسم کرتے ہیں" وہ رومیسہ کو مطمئن کرنا چاہتی تھی رومیسہ کو پھر بھی کوئی گڑ بڑ لگ رہی تھی آخر وہ اس کی کزن اور دوست تھی وہ بعد میں پوچھ لے گی یہ سوچ کر وہ مطمئن ہو گئی

نور نے سکون کی سانس لی۔اور دونوں سٹیج پر چہرے پر مسکراہٹ

سجائے رسم کرنے لگیں

اگلے روز بارات تھی نور نے اسکن کلر کا لہنگا پہنا تھا جس کے دامن

پر مہرون کلر کی ویلویٹ لگی تھی اور سنہری کڑھائی ہوئی تھی اور اوپر

ویلویٹ کے مہرون کلر کی قمیض تھی جس کے گلے پر سنہرے رنگ کے

پھول کی مانند بٹن لگے تھے ریشمی دوپٹا کندھے پر لٹکایا تھا

بال کھلے چھوڑے تھے بالوں میں سنہرے رنگ کا جھومر لگایا تھا جو

ادھر ادھر جھول رہا تھا

وہ آج بھی بہت معصوم اور خوبصورت لگ رہی تھی بارات کا فنکشن ہال

میں رکھا گیا تھا بارات آچکی تھی روحیل اندر داخل ہوا ساتھ میں اس

کے دوست بھی تھے ان پر گلاب کی پتیاں برسائی جارہی تھی روحان ان

میں نہیں تھا شاید وہ باہر فون پر کسی سے بات کر رہا تھا نور نے شکر ادا کیا کہ وہ نہیں آیا روحیل کو سٹیج پر بٹھا دیا گیا

نور برائیڈل روم میں انوشہ کے پاس چلی گئی انوشہ نے سرخ رنگ کا لہنگا زیب تن کیا تھا اسے پارلر سے زریاب لے کر آئی اور اب اسے برائیڈل روم میں بٹھا رہی تھی "بہت پیاری لگ رہی ہو نور" انوشہ نے نور کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا "آپ بھی پیاری لگ رہی ہیں" نور اب کے اداس تھی وہ انوشہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے بیٹھی تھی انوشہ نظریں اٹھا کر مسکرا کر دیکھا تم بھی نا نور۔۔۔"آپ کے بغیر میرا گزارا کیسے ہو گا؟ ارسلان بھائی تو ویسے ہی آفس رہتے ہیں میں بہت اکیلی ہو جاؤں گی آپ کے بعد" اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی انوشہ کی آنکھوں میں بھی نمی آ گئی "نور مجھے بھی تم بہت یاد آؤ گی لیکن کیا کریں لڑکی کو ایک نہ ایک دن تو اپنا گھر چھوڑ کر جانا پڑتا ہے ایک دن تمہاری

بھی باری آجائے گی۔۔"کوئی نہیں میں نے کوئی نہیں جانا اور نہ ہی میرا کے کہیں نہیں جاؤں گی نور شادی کا کوئی پروگرام ہے میں پاپا کو چھوڑ نے جھٹ سے کہا یہ تو وقت بتائے گا میڈم انوشہ مسکراتے ہوئے کہا تم جب ایسے منہ بناتی ہو نا بہت کیوٹ لگتی ہو پاگل۔۔نور اب نیچے منہ کر کے مسکرا رہی تھی "دونوں بہنوں کی باتیں اگر ختم ہو گئی ہوں تو انوشہ کو سٹیج پر لے آؤ سب انتظار کر رہے ہیں "ارسلان دروازے میں کھڑا نور کو کہہ رہا تھا "ارسلان تمہیں تو میری بالکل بھی یاد نہیں آئے گی نا؟؟"انوشہ نے ارسلان کی جانب مڑ کر کہا "مجھے اور یاد وہ بھی تمہاری بالکل بھی نہیں بلکہ میں تو شکر ادا کروں گا کہ ایک بہن سے جان چھوٹی "وہ دونوں کو تنگ کرنا چاہتا تھا نور نے ارسلان کے بازو پر تھپڑ مارا شرم تو نہیں آتی۔۔شرم کون ہے ویسے ؟ارسلان مزید تنگ کرنے کے موڈ میں تھا "جو آپ میں رتی برابر بھی نہیں ہے "انوشہ اب

دونوں کی بحث پر ہنس رہی تھی اور اب نور اور ارسلان انوشہ کو لیے ڈھیلا پڑ گیا تھا اور بار بار اسے تنگ کر رہا اسٹیج پر آرہے تھے نور کا جھومر تھا وہ ہال کے واش رومز کی جانب آ گئی اور اور مرر میں اپنا جھومر سیٹ کر رہی تھی "کل سے بھی زیادہ حسین لگ رہی ہو" کسی کی آواز اس کو سنائی دی اور روحان اب نور کے پیچھے کھڑا تھا وہ اسے مرر میں دیکھ سکتی تھی

"آپ کا مسئلہ کیا ہے ؟"نور نے مڑتے ہوئے کہا اسے اب غصہ آرہا تھا۔۔۔میں نے کیا کہا؟ روحان نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا"آپ کیوں کل سے میرا پیچھا کر رہے ہیں ؟"آپ کی خوبصورتی مجھے آپ کی جانب کھینچتی ہے روحان نے مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا۔۔حد ہے ویسے نور نے غصے سے کہا۔"ویسے آپ کا جھومر لگانے میں مدد کروں آپ کی

"روحان نے جیسے ہی اپنا ہاتھ نور کے جھومر کو لگانا چاہا اس نے فوراً سے اس کا ہاتھ جھٹکے سے پیچھے ہٹایا

آئندہ میرے راستے میں نہ آئیے گا" وہ شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے "وارن کر رہی تھی اور پھر غصے سے پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی اس نے کسی کو کبھی موقع نہیں دیا تھا کہ کوئی اسے یوں تنگ کرے رخصتی کا وقت تھا سب اداس اداس سے تھے نور انوشہ کو گلے لگا کر رو پڑی تھی وہ پیچھے ہٹی تو ارسلان نے گلے لگایا اور وہ رونے لگا جو کہتا تھا کہ وہ اس کے جانے پر شکر ادا کرے گا وہ اب گلے لگ کر رو پڑا تھا بھائی ایسے ہی ہوتے ہیں ہر وقت لڑتے رہتے ہیں اور جب بہن کی رخصتی کا وقت ہو تو اپنی محبت کا اظہار رو کر کر دیتے ہیں نور زریاب کو اپنے ساتھ لگائے حوصلہ دے رہی تھی ہاشم نے روحیل کو کندھے سے لگاتے ہوئے کہنے لگے روحیل! میں نے اپنی بیٹی کو شہزادیوں کی طرح رکھا ہے اس کی آنکھوں

میں کبھی آنسو نہ آنے دینا۔۔"انکل میں پورا پورا خیال رکھوں گا آپ کی شہزادی کا" وہ ہاشم کو حوصلہ دیتے ہوئے کہہ رہا تھا کچھ دیر میں سارا ہال خالی ہو گیا تو باقی سب بھی گھر لوٹ آئے۔

نور ہم جا رہے ہیں تم بعد میں ڈرائیور کے ساتھ آ جانا ساتھ میں رومیسہ " کو بھی اس کے گھر سے لے لینا ہمیں دیر ہو رہی ہے "زریاب نیچے کھڑی نور کو کہہ رہی تھی "اوکے ماما! آپ جائیں میں آ جاؤں گی "نور نے کمرے سے آواز دی ہال میں ہلکا ہلکا میوزک لگا تھا انوشہ اور روحیل سٹیج پر بیٹھے تھے سب ان سے مل رہے تھے

ہاشم نے آگے بڑھ کر انوشہ کو اپنے ساتھ لگایا انوشہ نے گرے کلر کی میکسی پہنی تھی اور ساتھ میں پنک کلر کا کنڑاسٹ تھا اور روحیل ڈنر سوٹ میں تھا

ماما! نور کدھر ہے؟" انوشہ نے ڈھونڈتی نگاہوں سے پوچھا بیٹا وہ" ڈرائیور کے ساتھ آرہی ہے میڈم ابھی تک تیار ہی نہیں ہوئی تھی ارے! وہ دیکھیں آگئی" انوشہ نے داخلی دروازے کی جانب اشارہ کیا" وہ سیاہ رنگ کی ساڑی میں ملبوس تھی کانوں میں سلور رنگ کے ٹاپس پہنے بالوں کو جوڑے میں باندھا اور آگے دو لٹوں کو کرل کیا تھا اور جوڑے کے ارد گرد گلاب کے پھول لگائے تھے، سرخ رنگ کی لپ سٹک، اسمو کی آئی میک اپ کے ساتھ وہ بے حد حسین لگ رہی تھی جب وہ داخل ہوئی سب کی نظریں اس پر تھی وہ چلتے ہوئے انوشہ کے پاس آئی اور اسے گلے لگالیا" واہ! نور آج تو تم نے اپنی آپی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ لوگ مجھے چھوڑ کر تمہاری طرف متوجہ ہیں" نور ہنس دی اور اس کے ڈمپل اس کی خوبصورتی پر چار چاند لگا رہے تھے روحان موبائل

پر ٹائپ کرتے ہوئے آرہا تھا اچانک اس کی نظر اوپر اٹھی اور پھر جھکنا بھول گئی ایک خوبصورت سی حسینہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔

آہ! کسی نے روحان کا کان کھینچا تھا میں دیکھ رہی ہوں تم آجکل انوشہ کی بہن کو بڑا دیکھ رہے ہو عالیہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے روحان کو دیکھا وہ نیچے منہ کر کے مسکرا دیا تھا" آنے دو انوشہ کو کروں گی میں تمہارے لیے بات "تھینک یو سو مچ مام روحان چہکا تھا۔

ڈور بیل کی آواز آئی تو رضیہ بیگم کچن سے داخلی دروازے کی طرف جانے لگیں۔ دروازہ کھولا تو ایک نورانی چہرہ لیے معمر سی خاتون ان کے سامنے لبوں پے مسکراہٹ سجائے کھڑی تھیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بی" جان! رضیہ بیگم کے منہ سے بی جان کا لفظ نکل گیا اور اب ان کی لئے وہی طے پا گیا تھا۔ آیئے اندر تشریف لایئے رضیہ بیگم نے اندر آنے کیلئے راستہ دیا وہ دھیمے دھیمے چلتے ہوئے آئیں اور لاؤنج میں بیٹھ گئیں۔ "بی جان میں سوچ رہی تھی کہ آپ کی طرف چکر لگاؤں لیکن وقت ہی نہیں مل رہا تھا میں معذرت چاہتی ہوں" ارے! نہیں نہیں کوئی بات نہیں اب تو ہم ہمسائے بن گئے ہیں آنا جانا تو ایک دوسرے کے گھر لگا رہے گا آپ بھی آنا ہمارے گھر کسی دن مجھ سے تو اب زیادہ چلا بھی نہیں جاتا عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ ان شاءاللہ میں ضرور چکر لگاؤں گی آپ کے گھر اور بتائیں یہاں اکیلی رہ رہی ہیں یا کوئی ساتھ رہتا ہے آپ کے؟ رضیہ بیگم نے سوالیہ انداز سے پوچھا۔ "نہیں میں اکیلی نہیں رہتی

یونیورسٹی میں میرے دو پوتے رہتے ہیں میرے ساتھ ایک عمر ہے جو
کررہا ہے۔ C.A پڑھاتا ہے تو دوسرا فائق جو اسی یونیورسٹی سے
ماشاءاللہ آپ کی دونوں پوتے ہی قابل ہیں رضیہ بیگم نے خوشی سے کہا
بی جان میں ذرا آتی ہوں۔ رضیہ بیگم صوفے سے اٹھیں اور حور کی
کمرے کی جانب بڑھ گئیں دروازہ کھولا تو حور اسٹڈی ٹیبل پر کوئی کتاب
پڑھ رہی تھی۔ اس نے آج پنک کلر کا ڈریس پہنا تھا اور وہ اس لباس میں
معصوم لگ رہی تھی۔ حور بیٹا! رضیہ بیگم نے پیار سے سے پکارا۔جی امی
جان! حور نے کتاب بند کرتے ہوئے کہا، "بیٹا ہمارے جو نئے ہمسائے
آئے تھے نہ ان کی دادی آئی ہیں آپ جا کر ان کے لیے کچھ کھانے کے
لئے لے آؤ میں ان کے پاس بیٹھتی ہوں" جی امی آپ جائیں میں جاتی
ہوں کچن میں حور اسٹڈی ٹیبل سے اٹھی اور کچن کی جانب اپنی قدم بڑھا
لیے۔۔۔ آپ کے کتنے بچے ہیں بی جان نے رضیہ بیگم سے پوچھا" جی

میری ایک ہی بیٹی ہے حور" اچھا ماشاءاللہ نام تو کافی خوبصورت رکھا ہے بی جان نے مسکراتے ہوئے کہا جی حور کے بابا نے رکھا تھا بی جان نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا اتنی دیر میں حور ڈش پکڑے ان کی جانب آ رہی تھی وہ بی جان کو دیکھ رہی تھی جنہوں نے بے داغ سفید رنگ کا لباس زیب تن کیا تھا سر پر دوپٹہ سلیقے سے لیا ہوا تھا ان کے نورانی چہرے پر ہلکی ہلکی جھریاں تھیں لیکن وہ ان جھریوں کے ساتھ بھی بڑھاپے میں خوبصورت تھیں گرے کلر کی آنکھیں تھیں جن میں ایک چمک سی تھی حور کو وہ بہت پیاری لگی تھیں۔ السلام علیکم و رحمۃاللہ و برکاتہ حور نے ڈش ٹیبل پر رکھنے کے بعد بی جان کے آگے سر جھکا یا انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا و علیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ "آپ حور ہیں؟" بی جان نے حور سے پوچھا حور نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا یا "آپ تو ماشاءاللہ اپنے نام کی طرح

خوبصورت ہیں آؤ میرے پاس بیٹھو" بی جان کو وہ انتہائی معصوم اور پیاری لگی تھی حور ان کے ساتھ ہی کاؤچ پر بیٹھ گئی۔ "کالج جاتی ہے امتحان ہونے والے ہیں پھر یونیورسٹی میں داخلہ لے لے گی۔اس سے پہلے اس نے مدرسے سے قرآن ترجمہ و تفسیر اور احادیث کا ڈپلومہ کیا ہے۔" رضیہ بیگم خوشدلی سے بتا رہی تھیں "ماشاءاللہ! ماشاءاللہ! اللہ آپ کو کامیاب کرے حور بیٹا آپ کو پتہ ہے بہت خاص ہوتے ہیں وہ لوگ جن کے سینوں میں قرآن محفوظ ہوتا ہے۔اس پر فتن دور میں جو اس راہ پر لگ جائے تو بہت ہی خوش نصیب ہوتا ہے۔" جی بالکل! رضیہ بیگم ان کی باتوں کو سن کر سر اثبات میں ہلا رہی تھیں۔ "میرا جو بڑا پوتا ہے نہ عمر اس نے بھی قرآن پاک حفظ کیا ہے لیکن چھوٹے نے درمیان میں چھوڑ دیا تھا" بی جان افسردہ ہو گئی تھیں۔بی جان کیا ہوا؟ رضیہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا" دراصل جب وہ حفظ کر رہا تھا تو میرا بیٹا اور بہو

دونوں روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے تھے۔اس ایکسیڈنٹ کا فائق پر بہت برا اثر پڑا تھا تھا وہ اللہ سے بہت شکوے کرنے لگا تھا عمر تھوڑا بڑا تھا تھا سمجھ دار تھا لیکن فائق نے حفظ درمیان میں چھوڑ دیا میں نے اور عمر نے بہت کوشش کی کہ اسے دوبارہ اس راستے کی طرف لگادیں لیکن وہ نہیں آیا۔میں تو روز دعا کرتی ہوں کہ اللہ میرے فائق کے دل کی ہدایت کیے لئے لیے چن لے اور اسے باقی کا قرآن بھی حفظ کروا دے۔"بی جان نے آنکھوں میں آتی نمی کو انگلی سے آنکھ کے کونے سے صاف کیا۔اور رضیہ بیگم افسردہ ہو گئی تھیں۔

"اللہ پاک آپکی دعائیں ضرور قبول فرمائے گا۔بی جان!"رضیہ بیگم نے بی جان کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا"دراصل یہ دونوں یونیورسٹی چلے جاتے ہیں۔میں بہت اکیلی ہو جاتی ہوں تو ادھر آپ کے ہاں آ گئی۔"بی جان آپ کا جب دل چاہے آپ یہاں آجایا کریں یہ بھی

آپ کا ہی گھر ہے ہے حور کے بابا آفس چلے جاتے اور یہ کالج میں بھی گھر کے کاموں سے فارغ ہو کر اکیلی ہی ہوتی ہوں آپ آجایا کریں دونوں ایک دوسرے کا سہارا بن جائیں گے رضیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا "اچھا اب میں چلتی ہوں دونوں آنے والے ہوں گے پریشان ہوں گے اگر میں گھر میں نہ دکھی تو۔۔۔" حور اور رضیہ بیگم بی جان کو دروازے تک چھوڑنے گئیں۔

فائق بینچ پر بیٹھا کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا اس نے بلیک پینٹ کے اوپر گرین کلر کی شرٹ پہنی تھی اور اس کے اوپر کیمل کلر کی جیکٹ ڈال رکھی تھی بالوں کو جیل سے پیچھے سیٹ کیا ہوا تھا وہ ارد گرد سے بے خبر کتاب پڑھ رہا تھا۔ "ہائے! کیسے ہو؟" نتاشہ اس کے ساتھ آکر بینچ پر بیٹھ گئی فائق کھسک کر آگے ہوا وہ یونیورسٹی کی لڑکیوں سے سے کبھی بے تکلف نہیں ہوا کرتا تھا "جی ٹھیک ہوں" فائق کی نظریں ابھی بھی جھکی

ہوئی تھیں۔ "یار! تم اتنے چپ چاپ کیوں رہتے ہو یونیورسٹی لائف ہے انجوائے کیا کرو دو، چار لڑکیوں سے دوستی کرو کتنے بورنگ ہو نہ تم۔۔" نتاشہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "میں اکیلا ہی اچھا ہوں" اس کی نظریں اب بھی بند کتاب کی نیلی جلد پر مرکوز تھیں۔ "اور نہ ہی مجھے لڑکیوں سے دوستی کرنا پسند ہے" فائق نے آخری الفاظ کہے تھے "اوہ سے نہ سہی مجھے مسٹر تنہا! اتنی تنہائی بھی اچھی نہیں ہوتی۔ چلو باقیوں ہی دوست بنالو۔ میں تمہیں کبھی بور نہیں ہونے دوں گی۔ "Can we friends?" نتاشہ نے اپنا دایاں ہاتھ فائق کی جانب بڑھایا۔ فائق نے نتاشہ کے ہاتھ کی جانب دیکھا جو سفید تھا اور سرخ رنگ کی نیل پینٹ لگائی تھی اور پھر وہ گہری سانس لیتا اور سر نفی میں ہلاتا اپنا بیگ کندھے پر ڈالتا لمبے لمبے ڈگ بڑھاتا آگے کی جانب بڑھ گیا۔ نتاشہ نے ہاتھ پیچھے کیا اور بے یقینی سے اسے جاتا دیکھ رہی تھی نتاشہ وہ لڑکی تھی

جس پر یونیورسٹی کے سارے لڑکے مرتے تھے سنہرے رنگ کے بال ڈائی کروائے ٹاپ جینز پہنے میک اپ کی ئے وہ سب کا دل موہ لیتی تھی۔ لیکن اسے ایسے لڑکے بلکل بھی پسند نہیں تھے جو ہر کسی پر بچھ جاتے ہوں وہ فائق کی کلاس فیلو تھی اسے پوری کلاس میں وہی الگ سا لگتا تھا۔ لیکن آج وہ یوں اسے توجہ دیے بغیر چل دیا تو اسے حیرانگی ہو رہی بھی اٹھا کر تھی۔ آخر اس میں کیا کمی تھی جو فائق نے اسے ایک نظر نہیں دیکھا۔ وہ آج خاص اس کے لیے تیار ہو کر آئی تھی تا کہ وہ اسے اگنور نہ کر سکے دیکھے تو بس دیکھتا ہی چلا جائے لیکن نتاشہ کے حسن کا اس پر کوئ اثر نہیں ہوا تھا

کمرے میں لیمپ کی ہلکی سی روشنی چاروں طرف پھیلی تھی۔نور نے جوتے کارپیٹ پر اتارے اور بیڈ پر بیٹھ گئی سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا لوشن پکڑا اور اور ہاتھوں پر لگانے لگی اور پھر لوشن بند کر کے واپس اسکی جگہ پر رکھ دیا بیڈ سے ٹیک لگائے وہ موبائل پر فیسبک کھولے سکرولنگ کر رہی تھی سکرول کرتے کرتے جب بور ہو گئی تو پاس پڑی سفید رنگ کی ہینڈ فری اٹھائی کانوں میں لگائی موبائل سے پلے لسٹ کو ٹچ کیا اور میوزک اوپن کر کے گانے سننے لگی۔وہ میوزک کو انجوائے کر رہی تھی۔آواز اتنی اونچی تھی کہ ہینڈ فری سے باہر آرہی تھی باہر کھڑکی کے پار بادلوں میں چھپا اداس سا چاند اسے دیکھ رہا تھا گانے سنتے سنتے نور کی کب آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

ہر طرف لوگ دوڑ رہے تھے۔چیخوں کی آوازیں آرہی تھیں زمین زلزلوں کی زد میں تھی۔ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔پہاڑ ریزہ ریزہ

ہو کر غبار بنتے نظر آرہے تھے۔ چاند پر گرہن لگا تھا۔ وہ ہر طرف بھاگ رہی تھی۔ وہ مدد کے لیے پکار رہی تھی لیکن کوئی سننے والا نہیں تھا لوگ اسے دھکے دیتے ہوئے پریشانی کے عالم میں گزر رہے تھے وہ دھکہ لگنے پر نیچے گری اور پھر خود کا سہارا لے کر کھڑی ہوئی اس کے قدم لڑ کھڑا رہے تھے۔ اور پھر ایک بڑے سے میدان میں سب اکٹھے ہو گئے وہ بھی ان میں کھڑی تھی کہ کچھ دیر بعد ہر کسی کو بڑے بڑے رجسٹر ہاتھ میں تھمائے جا رہے تھے۔ کسی کے دائیں ہاتھ میں تو کسی کے بائیں ہاتھ میں جب اسکی باری آئی تو اسکا نامہ اعمال اسے بائیں ہاتھ میں تھمایا گیا۔ اس نے لرزتے ہاتھوں سے جب کھولا تو سب گناہوں کی لسٹ اس کے سامنے تھی۔ وہ بائیں ہاتھ والوں میں شامل ہو چکی تھی جن کے لیے جہنم چنگھاڑیں مار رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ابل ابل کر گر رہے تھے وہ فریاد کر رہی تھی کہ ایک دفعہ اسے دنیا میں بھیج دیا جائے وہ

اللہ کو راضی کرے گی لیکن اسکا فیصلہ ہو چکا تھا۔ وہ جہنم کی گہری وادیوں میں جانے والی تھی کہ یکدم اسے اپنے بازو پر ایک سخت سی گرفت محسوس ہوئی کوئی اس کو زور سے پکڑے ہوئے جہنم کی جانب لے جا رہا تھا۔ وہ چیخ رہی تھی معافیاں مانگ رہی تھی لیکن کوئی نہیں سن رہا تھا۔ اس نے روتے ہوئے چیخ کر اللہ کو پکارا! اللہ۔۔۔۔۔۔۔اور وہ ڈر سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سردی میں بھی اس کا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ کمرے میں ابھی بھی لیمپ کی روشنی پھیلی تھی۔ گانے ابھی بھی اسکے کانوں میں سنائی دے رہے تھے۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا پڑا تھا۔ اس نے ہینڈ فری بے دردی سے کھینچی موبائل کو دیوار کے ساتھ زور سے مارا۔ سارا موبائل ٹوٹ کر بکھر گیا۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ تو کیا اس نے خواب میں قیامت دیکھی تھی وہ سچ نہیں تھا؟ اس نے اگر اللہ کو پکارا تھا تو اللہ نے اسے اب ایک موقع دیا تھا کہ وہ

اب اللہ کو راضی کر سکے۔ اسے لگ رہا تھا کہ شاید اسے دوبارہ زندگی ملی تھی اگر وہ خواب سچ ہوتا تو وہ کیا کرتی؟ وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں دیے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ روتے روتے اس نے نظریں اٹھائیں۔ کلاک پر اسے آنسوؤں کے سبب دھندلا سا ٹائم نظر آ رہا تھا رات کے 3 بجے ہوئے تھے۔ وہ جلدی سے اٹھی اور واشروم چلی گئی کچھ دیر بعد باہر آئی تو اسکے چہرے سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا۔ وہ شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا وجود دیکھ رہی تھی۔ اور پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنے نرم سے سفید چہرے پر پھیرا کیا یہ اتنا خوبصورت چہرہ جہنم کی آگ برداشت کر سکے گا؟ وہ سوچ رہی تھی۔ پھر الماری کھولی اور چیزیں الٹ پلٹ کرنے لگی وہ تو دوپٹا نہیں لیتی تھی اس لئے اسے ہر طرف ٹاپ جینز تھا تو وہ جس کا ہونا یا نہ ہونا برابر تھا تھا ہی مل رہے تھے اور اگر دوپٹے خیر اسے ایک دوپٹہ مل ہی گیا اس نے اپنے چہرے کے ارد گرد لپیٹ لیا

اب اس سے جائے نماز چاہئے تھی اس کے کمرے میں موجود نہیں تھی وہ دروازہ کھولے باہر کی جانب بڑھ گئی نظریں دوڑائیں ایک کونے میں اسے جائے نماز نظر آئی نصرت آپا اکثر عشاء کی نماز ہال میں ادا کرتی تھیں اور ادھر ہی طے لگا کر رکھ دیا کرتی تھی نور نے تیزی سے جا کر جائے نماز کو پکڑا اور اپنے کمرے کی جانب آ گئی وہ نماز نہیں پڑھتی تو کیا ہوا اسے اتنا تو پتہ ہی تھا کہ یہ وقت تہجد کا ہے جب اللہ آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہے کوئی مانگنے والا، مغفرت طلب کرنے والا اتنا تو اس نے اسلامیات کی کتاب میں پڑھا ہی ہوا تھا وہ جائے نماز بچھائے اب تہجد کی نماز ادا کر رہی تھی اور جو نہی سجدے میں گئی تو پورے کمرے میں سسکیوں کی آواز گونجنے لگی تھی۔

اوپر آسمان پر اسے بہت محبت سے دیکھا جا رہا تھا۔ وہ اب اندھیروں سے نکلنے والی تھی اسکا تو نام ہی نور تھا۔ وہ کیسے ساری زندگی اندھیروں میں رہ

سکتی تھی۔اسے چن لیا گیا تھا۔اندھیرے چھٹ رہے تھے وہ چاند جو اسے بادلوں میں چھپے اداسی سے دیکھ رہا تھا اب وہی چاند پوری روشنی سے چمک رہا تھا اور اسکی چاندنی سجدے میں پڑی اس معصوم سی لڑکی پر برس رہی تھی۔

بالکونی کی ریلنگ پر وہ دونوں ہاتھ رکھے آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔اسکی آنکھیں آنسو روکنے کے سبب سرخ ہوئی تھیں۔سیاہ آنکھیں اس سیاہ رات میں مزید سیاہ لگ رہی تھیں۔ٹھنڈے ہوا کے سبب اس کے ماتھے پر گرے بال ہل رہے تھے۔وہ آج بھی ایک اذیت سے گزر رہا تھا۔وہ خواب اسکا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتا تھا۔وہ بچپن سے یہی خواب دیکھتا تھا۔دور کہیں ایک چھوٹا سا بچہ اپنے ننھے ہاتھوں سے اپنے باپ کا سر گود میں رکھے ہوئے انہیں اٹھانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔اس کے کپڑے اور ہاتھ دونوں خون سے لت پت تھے اور اسے اب یوں

لگتا تھا کو وہ یہ خون اپنے ہاتھوں سے کبھی نہیں اتار سکے گا۔اسے اکثر یہ وہم ہوتا تھا کہ اسکے ہاتھ خون سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ ان ہاتھوں کو بار بار دھوتا تھا مگر یہ صرف اس کا وہم تھا۔"ایک خواب کسی کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانا چاہ رہا تھااور ایک خواب کسی کی اذیت کی انتہا بن رہا تھا۔۔"

صبح کا وقت تھا آسمان پر نیلی روشنی ہر جانب پھیل رہی تھی۔پرندے اپنے گھونسلوں سے نکل کر چہچہا رہے تھے۔ صبح ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی فائق اور عمر اپنے بابا کے ہاتھ تھامے فجر کی نماز ادا کر کے گھر واپس آرہے تھے۔بابا جانی! فائق نے سوچوں میں گم چہرہ اوپر اٹھایا۔جی

بابا کی جان! یوسف صاحب نے محبت سے فائق کی جانب دیکھا" بابا یہ اللہ کی رسی کیا ہے؟ آج قاری صاحب کہہ رہے تھے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہے آپ سب بچوں نے کبھی نہیں چھوڑنا۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ کون سی رسی ہے جسے ہم نے تھامنا ہے" بہت ہی خوبصورت سوال کیا ہے آپ نے میرے بچے آؤ میں آپ کو سمجھاتا ہوں۔ یوسف ان دونوں کو قریبی پارک میں لے گئے جہاں لوگ واک کر رہے تھے۔ کچھ جاگنگ اور کچھ ایکسر سائز کر رہے تھے۔

یوسف صاحب نے دونوں بھائیوں کو بینچ پر بٹھا دیا اور خود گھٹنوں کے بل ہری گھاس پر بیٹھ گئے۔ "دیکھو بیٹا" یوسف صاحب نے فائق کے ننھے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے. "اگر آسمان سے ایک خوبصورت سی رسی لٹک رہی ہوں پھولوں سے بھری ہوئی، بہت ہی خوبصورت تو کیا آپ اس کو پکڑو گے" جی بابا میں ضرور پکڑوں گا. فائق سر اثبات میں

ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "آپ کیوں پکڑو گے ؟" یوسف صاحب نے فائق سے سوال کیا۔ فائق کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر کہا، "کیوں کہ یہ آسمان سے آئی ہو گی اور آسمان پر اللہ رہتا ہے، تو مطلب یہ اللہ کی طرف سے آئی ہو گی، اور میں اسے ضرور تھاموں گا ".

جی بالکل" یوسف صاحب نے فائق کے جواب کو سراہا "بیٹا یہ جو اللہ " کی رسی ہے نا، یہ دراصل قرآن ہے جو آپ دونوں بھائی یاد کر کے اپنے سینوں میں محفوظ کر رہے ہیں، جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور دوسرا سرا ہمارے ہاتھ میں، اپنی طرف سے اکثر ہم دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو کر اپنے سرا چھوڑ دیتے ہیں اور پھر جو اس رسی کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور جو اس کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا مطلب قرآن کو پڑھنا، سمجھنا، یاد کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے یہ جو قرآن ہوتا

ہے نااس کے ذریعے ہم اللہ سے ڈائریکٹ بات کرتے ہیں۔اس میں اللہ ہمیں پچھلی قوموں کے واقعات بھی بتاتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں،اور جو اللہ کا ہر حکم مانتے ہیں ان کے لیے جنت کی بشارتیں ہوتی ہیں۔قرآن میں واضح طور پر اللہ نے بتایا ہے کہ قرآن ہمارے لیے رہنمائی کی کتاب ہے"۔فائق اور عمر دونوں یوسف کی جانب پلک جھپکے بغیر سب سن رہے تھے۔"اللہ کی کتاب ہے ہی ایسی جس کے سامنے ذکر کیا جائے وہ ارد گرد کی دنیا بھول جاتا ہے۔

"آپ کو پتا ہے بیٹا! یہ قرآن کا علم صرف اللہ کے چنے ہوئے بندوں کو دیا جاتا ہے جو لوگ بہت خاص ہوتے ہیں اللہ انہیں اپنی کتاب کا علم عطا کرتا ہے. ورنہ آپ دیکھتے ہوں گے کتنے لوگ روزانہ اپنے اپنے دنیاوی کاموں کی طرف نکلتے ہیں لیکن چند اللہ کے چنے ہوئے لوگ اللہ کی کتاب سیکھنے کے لئے نکلتے ہیں۔اور الحمد للہ میرے دونوں بیٹے ان خاص

لوگوں میں شامل ہیں جو اللہ کی کتاب کو اپنے اپنے سینوں میں محفوظ کر رہے ہیں ہیں". یوسف صاحب نے محبت سے دونوں کے کندھوں پر پیار سے اپنا ہاتھ رکھا، "میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا جو اللہ کی کتاب کو اپنے آگے رکھتا ہے وہ ہمیشہ کامیاب کرتا ہے اور جنت اس کے انتظار میں ہوتی ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا، لیکن جو قرآن کو پس پشت ڈال دیتا ہے وہ ناکام رہتا ہے، ہمیشہ وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور یہ گمراہی اسے جہنم تک لے جاتی ہے جو کہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے".

پس پشت ڈالنے کا کیا مطلب ہے بابا؟" اب کی بار سوال عمر نے کیا " تھا۔ "پس پشت ڈالنے کا مطلب ہے اللہ کے احکامات نہ ماننا، قرآن کو کبھی کھول کر نہ پڑھنا، دنیا میں گم ہو جانا۔ آپ دونوں قرآن کو کبھی پس پشت نہیں ڈالنا، ہمیشہ اسے اپنے آگے رکھنا۔ اگر آپ قرآن کو بھول جاؤ گے تو وہ بھی آپ کو بھول جائے گا پھر آپ گمراہ ہو جاؤ گے۔ مجھ سے

وعدہ کرو دونوں کے آپ کبھی قرآن کو نہیں چھوڑو گے "یوسف صاحب نے اپنی ہتھیلی ان دونوں کی جانب بڑھائی۔ "ہم وعدہ کرتے ہیں بابا جان کہ ہم قرآن کو کبھی نہیں چھوڑیں گے". دونوں نے اپنے ہاتھ یوسف کے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ "شاباش یہ ہوئی نا بات "یوسف نے دونوں کو گلے سے لگایا۔ سورج بلند ہو چکا تھا ہر جانب سورج کی کرنیں چمک رہی تھی دونوں یوسف کا ہاتھ تھامے اب گھر واپس جا رہے تھے۔ "پارک میں کیا وعدہ ایک نبھار ہا تھا تو ایک اس وعدے سے "نظریں چرا رہا تھا۔

ایک نئی صبح ایک نئی امید لیے طلوع ہو رہی تھی نور نے رات کے اس پہر خود سے ایک وعدہ کیا تھا کہ وہ نماز اب کبھی نہیں چھوڑے گی اسے اس سجدے میں توبہ کے آنسو گراتے ہوئے اتنا سکون ملا تھا کہ اب وہ کبھی نماز چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن وہ اس خواب کی وجہ

سے ابھی بھی سہمی ہوئی تھی۔ وہ کالج کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی اس کی نظریں حور کو ڈھونڈ رہی تھی۔ انوشہ کی شادی کی وجہ سے وہ اس سے آمنہ والے معاملے پر معذرت نہیں کر پائی تھی کالج کا راؤنڈ لیتے ہوئے اسے سبزہ زار پر سیاہ عبایا میں بیٹھی حور نظر آئی۔ دور سے لگتا تھا جیسے وہ کچھ پڑھ رہی ہو ہلکی ہوا کے سبب اس کا عبایا پھڑ پھڑا رہا تھا نور اس کی جانب بڑھنے لگی, "السلام و علیکم "نور نے مسکراتے ہوئے سلام کیا، حور نے نظریں اوپر اٹھائیں۔ اس کی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔ نقاب کے اندر اس کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھی حور نے ہاتھ میں پاکٹ سائز ترجمے والا قرآن پاک پکڑا تھا۔ ان کا فسٹ لیکچر فری ہوتا تھا تو وہ اس وقت سبزہ زار پر بنے بینچ پر بیٹھ کر قرآن پڑھا کرتی تھی تھی۔ "وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاتہ, کیسی ہیں آپ؟"نور نے کانچ سے بھوری آنکھوں میں نمی دیکھی تھی۔ "جی میں ٹھیک ہوں. آپ کیسی ہیں؟.

"میں الحمداللہ آئیں بیٹھیں". حور نے کھسکتے ہوئے نور کو جگہ دی۔
" تھینکس "، نور حور کے ساتھ بیٹھ گئی۔ نور کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ رو رہی تھی اس لئے اس نے آمنہ کے بارے میں بات کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ "یہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے ؟"نور نے قرآن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو حور نے مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا" یہ پاکٹ سائز قرآن ہے,اس وقت فری ہوتی ہو تو پڑھ لیتی ہوں "نور دل ہی دل میں شرمندہ ہو رہی تھی، اسے تو ایک عرصہ ہو گیا تھا قرآن کو پڑھے، شاید بچپن میں ہی ایک دفعہ مکمل پڑھا تھا اس کے بعد پڑھا ہی نہیں۔ اسے یوں لگتا تھا کہ عربی میں اس نے ایک دفعہ پڑھ لیا تو فرض پورا ہو گیا۔
"اچھا کیا پڑھ رہی تھی ؟"نور نے خیالات کو جھٹکتے ہوئے پوچھا۔
"سورۃ واقعہ "حور کی آنکھوں میں سے نمی ابھری تھی۔ "تم رو رہی ہو ؟"نور نے فکر مند ہو کر پوچھا. "یہ سورۃ رلا دیتی ہے نور "حور نے

انگلی سے آنکھ کا گلابی گوشہ صاف کیا۔"اچھا کس بارے میں یہ سورۃ ہے ؟"وہ جاننا چاہتی تھی کہ آخر اس سورۃ میں ایسا کیا ہے جو حور کو بار بار رونے پر مجبور کر رہا ہے۔"قیامت کا ذکر ہے اس میں". حور نے ابھی الفاظ ادا ہی کیے تھے کہ نور سکتے میں آ گئ۔اس کی آنکھیں پھیل گئیں لب خشک پڑ گئے اسے رات والا خواب یاد آ گیا تھا سارا منظر اس کے سامنے چل رہا تھا۔جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی۔

حور نے نور کی جانب نہیں دیکھا تھا وہ غیر مرئی نقطے اپنی نظر مرکوز کئے سورۃ واقعہ کا ترجمہ سنا رہی تھی"اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں، پست کرنے والی، بلند کرنے والی۔جب زمین سخت ہلا دی جائے گی". نور نے اپنے شل ہوتے قدموں کی طرف دیکھا جو زمین پر اس نے رکھے تھے۔"اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے خوب ریزہ ریزہ

کیا جانا، چنانچہ وہ اڑتا ہوا غبار بن کر رہ جائیں گے اور تم دو قسموں میں ہو جاؤ گے پس دائیں ہاتھ والے کیا ہی خوب ہیں دائیں ہاتھ والے، اور بائیں ہاتھ والے کیا ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے" نور نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تھا جو ٹھنڈا اور پسینے سے شرابور تھا اور کانپ رہا تھا۔ حور آنکھوں کے کٹوروں میں نمی لئے پڑھتی جارہی تھی" وہ انتہائی گرم ہوا اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھویں کے سائے میں ہوں گے". نور کے خواب کا اگلا حصہ بیان ہو رہا تھا اس کے ساتھ نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں مل جانے کے بعد کیا ہونا تھا" نہ ہی ٹھنڈا اور نہ ہی باعزت ہے" نور کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اس کے گلابی رخساروں کو بھگا رہے تھے" اس سے پہلے بلاشبہ وہ نعمتوں میں میں پالے ہوئے تھے اور وہ بہت بڑے گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے". نور کو اپنی زندگی یاد آرہی

تھی کہ اسے بھی نعمتوں سے نوازا جاتا تھا لیکن وہ دنیا کی رنگینیوں میں گم

تھی کبھی اللہ کو یاد نہیں کیا تھا۔

یقیناوہ بلاشبہ قرآن ہے بڑی عزت والا ہے. "حور اب 77 آیت پڑھ "

"رہی تھی اور محبت سے قرآن پر ہاتھ پھیر رہی تھی

ایک ایسی کتاب میں جو چھپا کر رکھی گئ، جسے پاک کیے گئے فرشتوں

کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا، تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل

کردہ ہے۔ تو کیا تم اس کلام سے بے اعتنائی برتنے والے ہو"۔ نور کو پھر

سے ایک آیت نے چونکا دیا تھا۔

نور نے کبھی بھی قرآن کو اہمیت نہیں دی تھی کبھی اسے سنجیدہ نہیں لیا

تھا وہ اب چہرہ ہاتھوں میں دیے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی حور، نور کو

اس طرح روتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو گئ اور نور کی طرف رخ کر

لیا۔"نور کیا ہوا ہے ایسے کیوں رو رہی ہو؟"نور کی روتے روتے

ہچکیاں بندھنے لگی تھی۔ "نور پلیز کچھ بتاؤ؟" حور پریشان ہو گئی تھی۔ نور حور کے گلے لگ کر مزید رونے لگی۔ حور کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ اس کی کمر سہلا رہی تھی جب نور کا دل ہلکا ہو گیا تو وہ اس سے الگ ہوئی، اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جو ابھی بھی کانپ رہے تھے۔ حور نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ "پیاری بتاؤ کیا ہوا ہے آپ کو؟ شاید میں آپ کا مسئلہ حل کر سکوں". نور نے سرمئی آنکھیں حور کی جانب اٹھائی جو رونے کی وجہ سے سرخ ہوئی تھی۔

"حور میں کل گانے سنتے ہوئے سو گئی تھی میری کب آنکھ لگ گئی مجھے پتا نہیں چلا اور میں نے خواب میں قیامت کی ہولناکیاں دیکھیں، میرا نامہ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں تھمایا گیا اور کوئی مجھے زور سے گھسیٹتا ہوا جہنم میں لے جا رہا تھا میں نے چیخ کر اللہ کو پکارا اور میری آنکھ کھل گئی اور آج اس سورت میں سب وہی تھا جو میں نے دیکھا". "اوہ" حور نے

حیران ہوتے ہوئے کہا" دیکھو نور جہاں تک مجھے اندازہ ہو رہا ہے اللہ آپ کو ہدایت کا نور عطا کرنا چاہ رہا ہے اس لیے آپ کو وارن کر دیا خواب دکھا کر، کہ اگر آپ اپنی زندگی ضائع کریں گی تو آپ کے ساتھ یہ ہو سکتا ہے۔ آپ کو ایک نئی زندگی ملی ہے۔ سوچیں اگر وہ خواب سچ ہوتا تو آپ کیا کرتی؟"۔ "حور میں جانتی ہوں کہ مجھے ایک نئی زندگی ملی ہے، میں بہت ڈر گئی تھی لیکن میں بہت گناہگار ہوں اور مجھے نہیں لگتا کہ اللہ کبھی مجھے معاف کرے گا یا میں کبھی آپ کی طرح اللہ کی محبت میں شدید ہوں پاؤں گی". نور کے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔" پیاری نور اللہ کے کام کا آغاز اس کی صفت رحمان اور رحیم سے ہوتا ہے". اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے "آپ کہہ دیں! کہ اے میرے بندوں! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ اللہ تعالی سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے یقیناوہی

بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ (زمر:53) یہ آیت شاید آپ کے لیے ہی ہے اللہ نے یہ لکھ دیا تھا کہ آپ اس وقت میرے پاس آئیں گی اپنا خواب بتائیں گی اور اللہ میری زبان سے یہ آیت سنوا کر آپ کو حوصلہ دے گا۔ "نور ایک بات ہمیشہ یاد رکھئے گا ہم جتنے مرضی گناہ کر لیں اور بس ایک دفعہ سچے دل سے توبہ کر لیں تو وہ رب ذوالجلال ہمیں معاف فرما دیتا ہے وہ تو کہتا ہے اگر انسان زمین سے لے کر آسمان تک گناہ کا انبار لگا دے اور ایک دفعہ مجھ سے توبہ کر لے تو اسے معاف کر نے اللہ سے گڑ گڑا کر معافی دوں گا۔ نور جو ہو چکا اسے بھول جاؤ۔ آپ مانگی تھی تو سمجھو آپ کی توبہ قبول ہو گئی اگر اللہ نے آپ کو معاف نہ کرنا ہوتا تو توبہ کی توفیق کبھی نہ دیتا۔ وہ آپ سے محبت کرتا ہے آپ کو راہ ہدایت پر چلانا چاہتا ہے۔ لوٹ آئیں اس محبت کرنے والے رب کی طرف وہ آپ کا انتظار کر رہا ہے۔" حور نے بہت ہی محبت سے اسے

سمجھایا تھا نور کو لگتا تھا کہ وہ اسے ڈرائے گی کہ اللہ ناراض ہے یہ وہ لیکن اس نے اتنی آسانی اور محبت سے اسے سمجھایا تھا کہ نور کے دل پر اس کے الفاظ نقش ہو رہے تھے۔

لیکن میں اس راستے کا آغاز کیسے کروں؟؟"نور نے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"اللہ کی کتاب سے" حور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ سورت البقرہ میں فرماتے ہیں

"یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، متقین کے لیے ہدایت ہے ۲" "وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۳" اور جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا

اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں ۴" یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے

" ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۵

ہدایت کے راستے پر پہلی سیڑھی اللہ کی کتاب قرآن کا فہم رکھنا ہے۔"

نور ہمیں بچپن میں صرف عربی پڑھائی جاتی ہے کیونکہ عربی ہماری

زبان نہیں اس لیے ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتا کہ اللہ ہمیں کیا سمجھا رہے

ہیں۔اس کے لئے ہمیں قرآن کا فہم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔"

لیکن میں یہ سب کہاں سے سیکھوں گی نور نے دل میں ارادہ کرتے

ہوئے پوچھا- جہاں سے میں نے سیکھا۔میں آپ کو ایڈریس وغیرہ بتا

دوں گی آپ کالج کے بعد وہاں جا سکتی ہیں۔آپ گھر میں بات کر لیجئے گا

آج ان شاءاللہ میں ضرور وہاں جاؤں گی

حور آپ کا بہت شکریہ آمنہ نے جو بھی آپ کے ساتھ کیا میں"

معذرت کرتی ہوں۔مجھے معاف کر دیں حور پلیز "نور افسردہ سی معافی

مانگ رہی تھی۔ کوئی بات نہیں پیاری میں کسی سے بھی ناراض نہیں ہوں۔ حور نے محبت سے نور کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ "کیا ہم دوست بن سکتی ہیں؟" جی ضرور میرے لئے خوشی کا باعث ہوگا حور نے خوش ہو کر کہا۔ اب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے کلاس میں میں جا رہی تھیں۔

عمر نے کلاس کے اندر داخل ہوتے ساتھ سب اسٹوڈنٹس کو سلام کیا۔ آج جمعہ تھا اور جمعہ والے دن لیکچر کا ٹائم شارٹ ہوتا تھا تو اس دن عمر طلبا کے سوالات کا جواب دیا کرتا تھا۔ جو دین سے متعلق ہوتے۔ "جی تو آج کون سوال کرے گا؟" عمر نے کلاس میں نگاہ دوڑاتے ہوئے پوچھا۔ سر! تھر ڈرو سے حسن کی آواز آئی تھی۔ "مجھے آپ سے

کچھ پوچھنا ہے۔ "جی پوچھیے عمر نے متوجہ ہو کر کہا۔ "سر! دراصل مجھے غصہ بہت آتا ہے۔ میں بہت کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن مجھ سے کنٹرول نہیں ہو پاتا میرے ہاتھ میں جو چیز ہوتی ہے میں زمین پر دے مارتا ہوں اور غصہ میں نا جانے کیسے کیسے الفاظ ادا کر جاتا ہوں کہ اگلا بندہ ہرٹ ہو جاتا ہے اور پھر جب مجھے احساس ہوتا ہے تو مجھے معافی مانگتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ "حسن بے بس سا بتا رہا تھا۔ آپ مجھے کچھ بتا دیں کہ میں غصے میں خود پر قابو رکھ سکوں۔ عمر نے ایک گہری سانس لی۔ حسن دراصل یہ آپکا نہیں پوری نوجوان نسل کا مسئلہ ہے۔ بہت اچھا ہوا کہ آج آپ نے اس موضوع پر بات کی۔ تو سب سے پہلے میں آپ کو کچھ احادیث سناؤں گا اور پھر اس کو قابو کیسے کرتے ہیں وہ بھی بتاؤں گا۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پہلوان وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ

پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے "۔ یہ جو غصہ ہوتا ہے نہ یہ دراصل ایک شیطانی عمل ہے۔ اور خون کی طرح رگوں میں دوڑتا ہے اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غصہ شیطان ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے "آپ یہی سے اندازہ لگالیں کہ یہ کتنی بری چیز ہے۔ غصے کی حالت میں بعض اوقات ایسی حرکات ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے انسان کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اس لیے اس سے بچنے کا حکم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غصہ ایمان کو ایسے بگاڑتا ہے جیسے ایلوا شہد کو". نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کم غصہ کو اچھائی کی علامت قرار دیا اور ارشاد فرمایا: "آدم کے بیٹے کئی طریقوں میں پیدا کیے گئے ہیں ان میں سے کوئی ایسا ہے جس کو دیر سے غصہ آتا ہے اور سکون جلد ہو جاتا ہے اور کسی کو غصہ بھی جلد آتا ہے اور سکون بھی جلد ہو جاتا ہے تو ان دونوں میں ایک بات کی دوسری

بات سے اصلاح ہو جاتی ہے اور کوئی ایسا ہے جس کو غصہ جلد آتا ہے اور دفع دیر سے ہوتا ہے تو ہاں ! ان میں سب سے اچھا وہ ہے جسے غصہ دیر میں آئے اور جلد دور ہو جائے اور ان میں سب سے برا وہ ہے جس کو غصہ جلد آجاتا ہو اور دیر تک رہتا ہو۔ ہاں غصہ ابن آدم کے دل کی ایک چنگاری ہے دیکھتے نہیں کہ اس کی آنکھیں لال اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں " (ترمذی) اب آپ سب اپنا جائزہ لیں کہ آپ غصے کی کس سٹیج پر ہیں۔ اور پھر جو اپنا غصہ دبالیتا ہے تو اس پر اللہ سبحان و تعالٰی کا انعام ہوتا ہے اور روز قیامت اسے اجر دیا جاتا ہے ارشاد نبوی ہے " جس نے اپنا غصہ روکا اللہ نے اس پر روز قیامت اپنا عذاب روک لیا" ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود بدلہ نہیں لیتا اور غصے کو دبالیتا ہے اللہ تعالٰی اس کو قیامت کے دن سب کے سامنے انعام خاص کا مستحق ٹھہرائے گا".

یہ تو میں نے غصے کی حقیقت بتا دی اور یہ بھی کہ ہم غصہ دبا لیں گے تو اللہ کا انعام ہو گا ہم پر اب آتے ہیں ان تدابیر کی طرف کہ ہم کیسے غصے پر قابو کر سکتے ہیں۔ سب طلبا خاموشی سے عمر کو سن رہے تھے کیونکہ ان سب میں یہ چیز موجود تھی اور وہ اس کا حل چاہتے تھے۔ اچھا تو غصے سے بچنے اور اس کو قابو کرنے کی اسلام نے چند تدابیر بتائی ہیں۔ ایک ہوتی ہے روحانی اور دوسری ہوتی ہے ظاہری پہلے ہم روحانی تدابیر کو دیکھیں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب غصہ آئے تو تعوذ پڑھنی چاہیے۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ جب ہم تعوذ پڑھتے ہیں تو غصہ کم ہو جاتا ہے غصہ دراصل ایک شیطانی ابال ہے جو شیطان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جب ہم اللہ تعالیٰ سے اس شیطانی وسوسہ سے پناہ طلب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے غصے کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہم کسی بڑے نقصان سے بچ جاتے ہیں۔ غصے کو برا سمجھ کر اس کو کنڑول کیا

کریں کیونکہ جب انسان کسی چیز کو برا سمجھتا ہے تو اس سے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہے اور اگر اس کی برائی کا اس کو احساس ہی نہ ہو تو پھر وہ اس میں ملوث ہو کر بڑا نقصان اٹھاتا ہے۔ اب آتے ہیں ظاہری تدبیر کی طرف۔ حدیث میں غصے کو ٹھنڈا کرنے کی یہ تدبیر بتائی گئی ہے۔ کہ انسان وضو کرے۔ وضو کرنے سے انسان کا غصہ بڑی حد تک سرد پڑ جاتا ہے اور اس کی توجہ غصے سے ہٹ جاتی ہے۔ دوسری چیز لیٹ جانا اکثر اوقات انسان غصے میں زبان اور ہاتھ سے غصے کا اظہار کرتا ہے۔ اس طرح زبان اور ہاتھ سے کوئی بڑا حادثہ بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ حسن نے بتایا کہ غصے میں وہ چیزیں پھینکتا ہے یا کسی کو الفاظ کے ذریعے ہرٹ کر جاتا ہے تو ایسے میں آپ صل اللہ علیہ وسلم نے لیٹ جانے کا حکم دیا اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان سکون حاصل کرے۔ کیونکہ لیٹنے سے انسان سکون محسوس کرتا ہے۔ تیسری چیز پانی پینا۔ پانی پینے سے

غصے کی آگ یا بجھ جاتی ہے یا سرد پڑ جاتی ہیں یوں غصہ اپنی شدت کھو بیٹھتا ہے۔اس لیے آپ صل اللہ علیہ وسلم نے غصے میں پانی پینے کا حکم دیا۔چوتھی چیز بیٹھ جانا۔حدیث میں نبی رحمت عالم صل اللہ علیہ وسلم نے غصے کی حالت میں کھڑے ہونے والے شخص کو بیٹھنے کا کہا تا کہ وہ غصے میں کوئی بڑا حادثہ نہ کر ڈالے۔بیٹھنے سے غصہ کم ہو جاتا ہے۔اور آخری چیز جس جگہ پر کھڑے ہو کر آپ کو غصہ آ رہا ہو وہ جگہ چھوڑ دیں۔اس طرح نفسیاتی طور پر انسان سکون کی طرف لوٹ آتا ہے حدیث میں انسان کو غصے کی فضا اور ماحول سے نکل جانے کا حکم ہے۔امید ہے حسن آپ کو اور باقی سب کو غصے کی حقیقت اور اس سے کیسے بچا جائے سب واضح ہو گیا ہو گا۔" جی سر بہت اچھے سے سمجھا یا آپ نے اللہ آپ کو جزائے خیر دے آمین۔" حسن مطمئن ہو گیا تھا اسکا اتنا بڑا مسئلہ عمر نے احادیث کے ذریعے حل کر دیا تھا۔تو پھر آج سے غصے پر

قابو کون کون کرے گا۔ کلاس میں سب طلبا نے اپنے ہاتھ کھڑے کیے تھے۔ ماشاءاللہ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا اللہ آپ سب کو عمل کرنے والا بنادے آمین۔ بیل کی آواز آئی لیکچر اوور ہو چکا تھا۔ عمر کلاس سے باہر آ گیا۔

نور نے ارادہ تو کر لیا تھا کہ وہ قرآن سیکھے گی مگر اب مسئلہ گھر والوں سے اجازت لینے کا تھا وہ پریشان سی گاڑی کی جانب آئی اپنا بیگ پچھلی سیٹس پر رکھا اور فرنٹ ڈور کھولے گاڑی میں بیٹھ گئی کچھ دیر تک وہ اسٹیئرنگ پر ہاتھ جمائے کچھ سوچتی رہی پھر انگیشن میں چابی گھما کر زن سے گاڑی

بھگالے گئی گاڑی قصر ہاشم کے سامنے آرکی تھی وہ گیراج میں گاڑی

لگائے اب گھر کے اندر داخل ہو رہی تھی لاؤنج میں زریاب بیٹھی

موبائل پر اسکرولنگ کر رہی تھیں "السلام و علیکم ماما جان!" زریاب

نے حیرت سے نظریں اٹھائیں "خیریت ہے آج سلام کہاں سے یاد

آگیا؟" زریاب نے طنزیہ لہجے میں کہا "ویسے ہی ماما آپ اتنی شاک

کیوں ہو رہی ہیں "نور نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا "خیر چھوڑو کیا کھانا

ہے بتادو میں نصرت آپا سے کہہ کر تمہارے کمرے میں بھجوادیتی

ہوں۔" ماما! ابھی بھوک نہیں ہیں میں بھائی اور بابا جب آئیں گے تو ان

ساتھ کھالوں گی "ٹھیک ہے بھئی تمہاری مرضی "زریاب دوبارہ کے

موبائل میں مصروف ہو گئیں

نور تیزی سے زینے پھلانگتے ہوئے اپنے کمرے میں آگئی ابھی تو اس کے

سلام پر تنقید کی جارہی تھی اگر اس نے مدرسہ جانے کی بات کی تو کیا

ہو گا وہ پریشان سی الماری کے پٹ کھول کر کپڑے ادھر ادھر کرنے لگی اور پھر ایک براون لانگ فراک نکال کر واشروم کی جانب بڑھ گئی ناجانے کیوں اسکا دل اب جینز اور شرٹس سے اٹھ گیا تھا وہ اپنے لیے کچھ فراکس لے کر آئی تھی جسے پہن کر وہ سکون محسوس کرتی تھی نصرت آپا ڈائنگ ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھیں ہاشم اور ارسلان ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے "نور کدھر ہے ؟" ہاشم صاحب نے بریانی پلیٹ میں نکالتے ہوئے پوچھا "اوپر ہو گی ۔۔۔ نصرت آپا نور کو بلا لائیں اسے کہیں کھانا لگ گیا ہے " جی اچھا کہتی ہوئی نصرت آپا نور کے کمرے کی جانب بڑھ گئی ارسلان کو آفس سے بار بار کالز آرہی تھیں تو وہ کال اٹینڈ کرتا ہوا باہر نور نے ! چلا گیا تھوڑی دیر بعد نور نیچے آگئی السلام و علیکم باباجان مسکراتے ہوتے کرسی کھینچی اور بیٹھ گئی " و علیکم السلام " ہاشم نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا ان کو نور کا سلام کرنا اچھا لگا تھا البتہ

زریاب کنھکیوں سے نور کو دیکھ رہی تھیں "کیسی چل رہی ہیں اسٹڈیز؟"ہاشم نے نور کی جانب دیکھتے ہوئے کہا"اچھی چل رہی ہیں بابا جان"نور نے نظریں جھکالیں ہاشم صاحب کو وہ کسی کشمکش میں لگ رہی تھی

نور بیٹا کوئی پریشانی ہے؟"ہاشم صاحب نے نرم سے لہجے میں پوچھا۔"
نور نے نظریں اٹھائی اور پھر جھکا کر پلیٹ میں چمچ ادھر ادھر ہلانے لگی۔
"بابا مجھ آپ سے اجازت لینی تھی"زریاب دونوں باپ بیٹی کی گفتگو "غور سے سن رہی تھی۔"کس چیز کی اجازت؟
ہاشم اب پوری طرح نور کی جانب متوجہ تھے۔
وہ بابا جان مجھ مدرسہ جوائن کرنا ہے۔میں قرآن سیکھنا چاہتی ہوں""
نور نے آنکھیں میچتے ہوے آخر بول ہی دیا۔وہ جانتی تھی یہ سب کے

لیے شاک ہو گا۔ زریاب نے نور کے ماتھے پر اپنی ہاتھ کی پشت رکھی۔
"''ویسے بخار تو ہے نہیں تمیں یہ کیسی باتیں کر رہی ہو؟
نور اب حیرانگی سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔ "لیکن ابھی تو بیٹا آپ کالج کی اسٹڈی کر رہی ہو پہلے وہ مکمل کر لو بعد میں سوچیں گے ابھی ساری زندگی پڑی ہے قرآن سیکھنے کو" اب کے ہاشم صاحب بولے تھے۔ "بابا میں مینیج کر لوں گی لیکن میں قرآن سے مزید دور نہیں رہ سکتی۔ "بیٹا اگر دونوں کام آپ ایک ساتھ کرو گی تو آپ کے گریڈز پر اثر پڑے گا۔ اپنے فیوچر کا سوچو۔ ہاشم سنجیدہ سے کہہ رہے تھے۔
ہاشم پتا کروائیں آپ کی بیٹی کس کے ساتھ اٹھتی بیٹھتی ہے کالج میں" کچھ دنوں سے یہ ایسی ہی باتیں کر رہی ہے کوئی اسکا مائنڈ واش کر رہا ہے ۔میں بتا رہی ہوں یہ مدرسہ جوائن نہیں کرے گی۔ آپ اپنی زبان سے اسے سمجھا لیں۔ آپ کے لاڈ پیار نے اسے مزید بگاڑ دیا ہے کہ اب یہ

اپنی من مرضیاں کرنے لگی ہے۔ سارے زمانے میں ہمیں باتیں ہوں گی لوگ کیا کہیں گے کہ ہم اتنے روشن خیال ہیں اور انکی اولاد ملانی بننے چلی ہے" زریاب غصے سے بولتی جارہی تھی۔ "ماما مجھے لوگوں کی فکر نہیں ہے لوگ تو کسی حال میں نہیں چھوڑتے " اب کہ نور ہمت جمع کر کے بولی تھی اسے آج بولنا تھا کیوں کہ وہ اپنی زندگی میں سکون چاہتی تھی۔ بہت کرلی نافرمانیاں اب بس اللہ کی ہو کر رہنا ہے۔ "میں نے بول دیا کہ نہیں تو نہیں تمہاری یہ ضد میں پوری نہیں ہونے دوگی سن رہی ہو نہ تم زریاب اب اس وقت برس رہی تھی" بابا... نور !!!! نے ایک امید کے ساتھ اپنے بابا کی جانب دیکھا تھا

آپ کی ماما ٹھیک کہہ رہی ہیں نور آپ پہلے کالج کی سٹڈی مکمل کرلو "

" اچھی طرح سے

نور کو آخری امید بھی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی اس کے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکنے کے باعث گلا انتہائی درد کر رہا تھا۔ نور نے پلیٹ سائیڈ پر کی اور کرسی پیچھے کر کے تیزی سے زینے پھلانگتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

دیکھا میں کہتی تھی نا کہ اتنا لاڈ پیار نہ دیں پر نہیں میری تو کوئی سنتا ہی نہیں"

ہاشم صاحب نے افسوس سے گہری سانس خارج کی

نور نے کمرے میں داخل ہو کر کمرہ بند کر لیا اور دروازے کے ساتھ ہی ٹیک لگا کر نیچے بیٹھ گئی سر گھٹنوں میں دے کر رونے لگی۔ "اللہ جی! اگر میں خود کو سیدھے راستے پر لانا چاہتی ہوں تو یہ لوگ کیوں نہیں آنے دیتے۔

یااللہ میں کیسے سب کا سامنا کروں گی۔میں نہیں جانتی میری زندگی کتنی ہے کیا پتا آج سوؤں اور صبح نہ اٹھوں۔بس اللہ جی اتنا چاہتی ہوں کہ جب بھی مروں آپ کو راضی کر کے مروں لیکن اللہ جی میرے اپنے ہی میرے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں یہاں تک کہ میرے پیارے بابا جان بھی جن کے آگے میں اپنی ہر ضد منوا لیتی تھی لیکن۔۔۔آج وہ بھی منہ موڑ گئے انہوں نے بھی ساتھ نہیں دیا اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے پلیز اللہ جی کوئی ایک۔۔۔کوئی ایک بھیج دیں جو میرا ساتھ دے میرے گھر میں سے کوئی ایک مددگار پیدا فرما دیں اللہ جی پلیز وہ روئے جا رہی تھی"

عصر کی اذانیں اس کی سماعت سے ٹکرا رہی تھیں اس نے آنسو صاف کیے اور وضو کرنے چلی گئی۔" کبھی کبھی ہم راہ ہدایت پر چلتے ہوئے بہت اکیلے پڑ جاتے ہیں ہمارے اپنے ہمیں قبول نہیں کر رہے ہوتے

تب جو آنسو ہم اللہ کے آگے اکیلے بہاتے ہیں نا وہ اللہ کو بہت پسند ہوتے ہیں کہ میری بندی میرے لیے سب سے لڑ رہی ہے یہاں تک کہ خود سے بھی لڑ رہی ہے اور اصل جنگ تو اپنے نفس کے خلاف جنگ ہوتی ہے جس میں اگر انسان استقامت دکھائے تو کامیابی اسے ہی ملتی ہے ۔ مدنی دور سے پہلے ایک مکی دور بھی آیا کرتا ہے آنسو صاف کرنے والے بھی پاس موجود نہیں ہوتے اس وقت خود ہی اپنے آنسوؤں کو پونچھا جاتا ہے اور ثابت قدمی دکھائی جاتی ہے" وہ نماز ادا کرنے کے بعد بیڈ پر آنکھیں موندھ کر لیٹ گئی وہ اب سکون محسوس کر رہی تھی "کیوں کہ دلوں کو اطمینان اللہ کی یاد سے ہی ملا کرتا ہے" نصرت آپا نے سا دروازہ کھولا کمرے میں اندھیرا چھایا تھا وہ بی بی جی ! کھانا کھالیں ہلکا نیچے آکر۔۔۔ مجھے بھوک نہیں ہے آپا ! نور نے بازو اپنی آنکھوں پر رکھتے ہوئے کہا ۔

جی اچھا!" نصرت آپا دروازہ بند کر کے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد"
ٹھک سے دروازہ کھلا

کسی نے دروازے کے ساتھ لگے بورڈ پر ہاتھ مارا اور سارا کمرہ سنہری روشنی میں ڈھل گیا" اونہوں ....

کون ہے ؟" نور نے بیزاریت سے کہہ کر آنکھوں پر سے بازو ہٹایا۔ ارسلان ہاتھ میں پیزا پکڑے پوری بتیسی نکالے ہوئے کھڑا تھا ساتھ میں نیلے پیکٹ میں کچھ اور بھی تھا۔ "بھائی میرا موڈ آف ہے پلیز مجھے تنگ مت کریں لائٹ آف کریں اور چلے جائیں" واہ! ایک تو اپنے پیسوں سے بہن کے لیے پیزا لاؤ اور پھر بہنوں کے نخرے اٹھاو۔ ارسلان نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔ نور اب ارسلان کو آنکھیں جھپکتے ہوئے دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو میں نے کہا تھا پیزا لانے کو؟ ارسلان لبوں پر مسکراہٹ سجائے نور کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ نور اب نظریں جھکائے گود

میں رکھے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی ارسلان بھی سنجیدہ ہو گیا۔ چیزیں سائیڈ پر رکھیں اور نور کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے پوچھا "میری گڑیا کو کیا ہوا ہے ؟" ارسلان نے محبت سے نور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا بس اس کا پوچھنا تھا کہ نور پھوٹ پھوٹ کر رو دی "ہوا کیا ہے یار کیوں رو رہی ہو اتنا؟" نور نے جواب نہیں دیا وہ روئے جا رہی تھی۔ ارسلان نے نور کے آنسو صاف کیے اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا "کیا بات ہے مجھے بتاؤ۔ تم کھانا بھی چھوڑ کر آ گئی ماما بابا نے بھی مجھے کچھ ٹھیک سے نہیں بتایا کہ کیا بات ہے اوپر سے ماما کہتی جا کر اپنی لاڈلی بہن سے خود ہی پوچھ لو۔ ادھر دیکھو میری طرف اور بتاؤ کیا بات ہے ؟؟" نور نے بھیگی نظریں اٹھائی تھیں۔

" بھائی آپ میرے ہاتھ دیکھ رہے ہیں یہ بالکل خالی ہیں بھائی ان ہاتھوں میں اللہ کی رسی نہیں ہے بھائی میں ان خالی ہاتھوں میں اللہ کی

رسی تھامنا چاہتی ہوں پر کوئی میرا ساتھ نہیں دے رہا جب میں گمراہی میں تھی تب کوئی کچھ نہیں کہتا تھا اب ہدایت کے راستے پر چلنا چاہتی ہوں تو کوئی چلنے نہیں دے رہا" وہ رو دی تھی۔ "تمہارا بھائی ابھی زندہ ہے تمہارا ساتھ دینے کے لئے اور

اسے تم ہمیشہ اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گی ہر دھوپ ہر بارش میں "نور کو لگ رہا تھا کہ اس کی دعا قبول ہو گئی وہ بھی اتنی جلدی کہ اس کے گھر میں سے ہی مددگار پیدا ہو گیا اور وہ بھی وہ انسان جس سے اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس کا ساتھ دے گا۔

اللہ ایمان والوں کا دوست ہوتا ہے اسی نے ارسلان کے دل میں نرمی ڈالی کہ وہ اپنی بہن کے آنسو پونچھ سکے۔ بے شک وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ "ماما کیوں ناراض ہیں تم سے ؟؟" ارسلان نے پوچھا نور نے ساری بات بتا دی جو ڈائٹنگ ٹیبل پر ہوئی تھی۔

ہمم... ارسلان نے سوچتے ہوئے جواب دیا" تو کیا یہ ابھی سیکھنا ضروری ہے؟" جی بھائی میری زندگی نہ جانے کتنی ہے کب موت آجائے کچھ نہیں پتا میرے پاس تو ایسا کچھ بھی نہیں بھائی کہ میں اللہ کو منہ دکھا سکوں۔

قرآن پورا نہ بھی سیکھ سکوں اور موت آجائے تو اللہ سے یہ تو کہہ سکوں گی نہ کہ اللہ جی میں آپ کی کتاب سیکھ رہی تھی میرے پاس کچھ تو ہو گا نا۔ ارسلان نور کی جانب حیرت سے دیکھ رہا تھا اس نے ایسی باتیں کبھی نہیں کی تھیں اور پتہ تو نور کو بھی نہیں تھا کہ ایسی باتیں اسے کہاں سے آرہی تھیں۔ ارسلان نے گہری سانس لی۔" اچھا بہنا تم فکر نہ کرو میں بات کروں گا ماما بابا سے منالوں گا ان کو چاہے ان کے پاؤں ہی کیوں نہ پکڑنے پڑیں لیکن ایک شرط پر کہ تم اب دوبارہ نہیں روؤ گی تم ایک شیر کی بہن ہو مضبوط بنو بات بات پر کمزور نہیں پڑو گی تم ارسلان

ہاشم کی بہن ہو اور تمہارا بھائی تمہاری طاقت ہے سنا تم نے..."جی بھائی۔۔۔ نور بہت خوش ہوئی تھی اور مسکراتے ہوئے اس کی آنکھیں پھر سے نم تھیں لیکن یہ آنسو خوشی کے تھے شکر کے تھے کہ اللہ اس کی کیسے مدد کر رہا تھا"اب پیزا کھالیں؟؟ ٹھنڈا ہو رہا ہے"ارسلان مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا جی بھائی نور نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

اور ہاں ایک اور چیز وہ نیلے پیکٹ میں سے کچھ نکال رہا تھا۔ یہ لو موبائل تمھارا پچھلے والا ٹوٹ گیا تھا نا میں نے نصرت آپا کو ٹوٹے ہوئے موبائل کو ڈسٹ بن میں پھینکتے ہوئے دیکھا تھا۔

"غصے میں آکر چیزیں توڑنے والا کام کب چھوڑو گی ویسے؟"

ارسلان نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے پوچھا "تھینک یو سوچ بھائی سوری آئندہ ایسا نہیں کروں گی "نور کا دل کافی ہلکا ہو گیا تھا اب اس کے کمرے سے قہقہوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

وہ سیاہ رات میں گھنے جنگل میں کھڑا تھا الوؤں کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ کہیں سے کوئی سے ایک دو بھیڑیے ں ھی بول رہے تھے۔ وہ سہما ہوا تھا۔ وہ پتھریلی جگہ پر تیزی سے چل رہا تھا اس کے پاؤں میں جوتے نہیں تھے اسکے پاؤں پتھر اور کانٹے لگنے سے زخمی ہو رہے تھے اور ان میں سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا۔ وہ آواز دے رہا تھا۔۔۔

ماما۔۔۔ بابا۔۔۔ "آپ کہاں ہیں ؟؟ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ یہاں بہت اندھیرا ہے پلیز مجھے یہاں سے لے جائیں۔ "اس کا گلہ چیخ چیخ کر پکارنے پر خشک ہو رہا تھا جیسے گلے میں کانٹے رکھے ہوں۔

اس کے پاؤں مزید زخمی ہو رہے تھے مگر وہ رک نہیں رہا تھا چلتا جا رہا تھا دور اسے کہیں روشنی نمودار ہوتی دکھائی دے رہی تھی اور وہ روشنی دیکھ کر خوش ہوا تھا۔ وہ اس روشنی کی جانب تیزی سے بڑھ رہا تھا اس روشنی میں اسے دو پاکیزہ نفوس دکھ رہے تھے جو بے داغ سفید لباس میں ملبوس تھے وہ پہچان گیا تھا ہاں وہ اس کے والدین تھے وہ خوشی سے اچھلا تھا اور بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا تھا دونوں فائق کو دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے فائق جیسے ہی ان کے قریب گیا ان کو چھونا چاہا۔۔۔ لیکن اس نے جیسے ان کو چھونا چاہا وہ ایک کرنٹ لگنے کے ساتھ اندھیرے میں جا گرا تھا۔ اس نے دو تین دفعہ کوشش کی کہ وہ اپنے والدین کے گلے لگ سکے لیکن ہر دفعہ وہ کرنٹ کھانے پر گر جاتا تھا وہ اب رونے لگا تھا۔۔۔ "ماما! بابا! میں آپ تک کیوں نہیں آ پا رہا۔ مجھے اپنے پاس بلا

لیں بابا! ماما! میں آپکی گود میں سر رکھ کر سونا چاہتا ہوں۔ پلیز مجھے لے
لیں"

وہ رونے لگا تھا یوسف اور بانو بیگم اپنے بچے کو تکلیف میں دیکھ کر رو پڑے تھے "بیٹا میں نے اور تمہاری ماں نے کبھی قرآن نہیں چھوڑا تھا ہم نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا تھا بیٹا اگر آج ہم اس روشنی میں موجود ہیں تو اسی قرآن کی وجہ سے "یوسف صاحب آنکھوں میں نمی لئے بول رہے تھے۔ "میرے بچے آپ نے قرآن کو کیوں چھوڑ دیا میں نے آپ کو یہی سکھایا تھا کہ اگر آپ اس رسی کو چھوڑ دو گے تو گہری اندھیری کھائی میں جا گرو گے۔ آپ نے کیوں قرآن کو چھوڑ دیا میرے بچے۔۔۔" بابا آپ کے جانے کے بعد میں نہیں پڑھ پایا ۔۔۔ بابا آپ ہی تھے جو مجھے اندھیری رات میں اکیلے چھوڑ کر چلے آئے تھے اس کے بعد میں اندھیروں میں ہی ڈوب گیا تھا بابا فائق روتے

ہوئے بتا رہا تھا "میرے بچے ہم نے تو اللہ کے پاس آنا ہی تھا ہماری موت ایسے ہی لکھی تھی آپ بھی ایک دن اللہ کے پاس لوٹ جاؤ گے لیکن اگر آپ انہی اندھیروں میں رہے تو کبھی نور نہیں پا سکو گے آپ کبھی اس روشن دیوار کو پار کر کے ہمارے پاس نہیں آ سکو گے۔

ان اندھیروں سے نکل آؤ میرے شہزادے! اللہ کی رسی کو پھر سے تھام لو توبہ کر لو اللہ تمہیں معاف کر دے گا وہ خود تمہیں نور کا سفر طے کروائے گا آ جاؤ نور کی طرف۔۔۔ آ جاؤ نور کی طرف۔۔۔" یوسف صاحب کی آواز مدھم پڑ رہی تھی بانو بیگم رو رہی تھی فائق اپنی ماں کے گلے لگنے کو ان کی طرف لپکا تھا مگر روشنی غائب ہو گئی تھی وہ دو وجود بھی غائب ہو گئے تھے ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔ ماما۔۔۔ بابا۔۔۔ فائق چلایا تھا اور پھر اس کی آنکھ کھل گئی اس کا دل تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی تھی اس نے

جلدی سے اپنے پاؤں کی جانب دیکھا جو بے خون تھے اس نے پاس پڑے جگ سے پانی گلاس میں ڈالا اور ایک ہی سانس میں سارا پانی پی گیا۔

وہ اب گہرے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کر رہا تھا وہ ابھی بھی اس خواب کے زیر اثر تھا۔اس نے موبائل پر ٹائم دیکھا جس کے والپیپر پر یوسف اور بانو بیگم مسکرا رہے تھے۔رات کا ایک بجا تھا۔

ان دونوں کو دیکھ کر فائق کی آنکھوں میں نمی آئی تھی اور پھر وہ اٹھا اور واش روم میں چلا گیا کچھ دیر بعد باہر آیا تو اس کے ماتھے پر گیلے بھورے بال آگے کو گرے تھے۔وہ کف کو بازوں سے نیچے کر رہا تھا اور اب اس نے اپنی الماری کا پٹ کھولا تھا جس میں سے سفید قرآن پڑا تھا جس پر سنہری رنگ سے قرآن حکیم لکھا تھا اس نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اسکو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔یہ وہ قرآن تھا جو یوسف پڑھا کرتے تھے۔

اس نے اسے مضبوطی سے پکڑا اور بیڈ پر آکر بیٹھ گیا ابھی اس نے کھولا ہی تھا کہ اسے قرآن کے اندرونی جلد پر اسٹکی نوٹ یوسف کی لکھائی میں سامنے آیا جس پر سورت زمر کی آیت کا ترجمہ لکھا تھا

"آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے"۔

یوسف صاحب کو یہ آیت بہت پسند تھی کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے اس سے گناہ ہوتے رہتے ہیں اور اکثر انسان گناہ کرنے کے بعد اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے پھر توبہ کرتے ہوئے بھی ہچکچاتا ہے تب یہ آیت حوصلہ دیتی ہے کہ جو بھی زیادتی کی ہے انسان نے خود پر یا گناہ کیا ہو تو اس آیت کو پڑھ کر اللہ کی طرف دوبارہ رجوع کر لے توبہ کر لے کیونکہ اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے فائق کی آنکھوں سے دو

آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔ اسے پتا چل گیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اللہ نے اسے اس کے پیاروں کے ذریعے دوبارہ اپنی طرف بلایا تھا کیونکہ وہ قرآن کا طالبعلم رہا تھا۔ اللہ اسے مزید اندھیروں میں نہیں رکھنا چاہتا تھا اسے مکمل نور عطا کرنا چاہتا تھا اس نے اپنے دل میں ایک عزم کیا تھا اور پھر توبہ کے نوافل ادا کرنے لگا۔ نوافل ادا کرنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اپنے تمام گناہوں کی معافی طلب کی۔ اور سچے دل سے بس ایک ہی دعا کی "اے اللہ! مجھے ہدایت کے راستے پر چلا دے اور مجھے قرآن سے جوڑ دے، قرآن کو میرے دل کی بہار اور آنکھوں کا نور بنا دے اور پھر چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔
اور آسمانوں کے اس پار اس کی دعا سنی جا چکی تھی اندھیروں کا سفر ختم ہو کر روشنی میں تبدیل ہونے والا تھا۔

نور آج حور سے پہلے اس بینچ پر بیٹھے اس کا انتظار کر رہی تھی وہ ادھر ادھر بے چینی سے حور کو ڈھونڈ رہی تھی "ماشاءاللہ آج تو مجھ سے بھی پہلے آ گئیں آپ" حور پیچھے کھڑی مسکراتی ہوئی کہہ رہی تھی۔ نور نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ہاتھوں میں کتابیں لئے لبوں پر مسکراہٹ سجائے حور کھڑی تھی۔ سفید اسکارف میں اس کا چہرہ دمک رہا تھا اس کی کانچ سی بھوری آنکھیں سورج کی روشنی پڑنے پر مزید بھوری لگ رہی تھی۔

نور کو وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی اس کے چہرے پر ایک نور تھا۔

"بیٹھنے کی اجازت ہے ؟؟" حور نور کو گم سم پا کر شرارت سے بولی۔

"اوہ ہاں !" نور نے جلدی سے بیگ ہٹا کر سائیڈ پر رکھا اور حور کو بیٹھنے کی

جگہ دی۔ ''گھر پر بات کی تھی پھر؟'' حور کتابیں بینچ پر رکھتے ہوئے بولی۔ہاں کی تو تھی لیکن!!! ''لیکن کیا'' حور نے رخ اسکی جانب مڑ کر پوچھا۔ماما بابا نہیں مان رہے تھے۔میں خاموش ہو کر اپنے کمرے میں چلی گئی مجھے بابا سے امید تھی کہ وہ مان جائیں گے لیکن وہ بھی ماما کا ساتھ دینے لگے۔لیکن اللہ نے میرے بھائی کو میرا مددگار بنا کر بھیجا بھائی کہہ رہے تھے کہ بات کریں گے ان سے اور منا بھی لیں گے۔ صبح میری بات نہیں ہوئی بھائی سے اور نہ ماما بابا سے سامنا ہوا۔بس جلدی سے ناشتہ کیا اور کالج آگئی۔ ''ہمم پریشان نہ ہو. اللہ تعالیٰ ان شاءاللہ بہتر کریں گے۔اگر بھائی کے کہنے پر بھی نا مانے تو دوبارہ کوشش کرنا ہم دنیاوی خواہشات بھی تو منوا لیتے ہیں والدین سے رو دھو کر جیسے بھی تو پھر یہ کیوں نہیں۔ہمیں ہار مان کر نہیں بیٹھ جانا چاہیے بار بار کوشش کرنی چاہیے۔کیونکہ جو شوق ہوتا ہے نہ وہ بیٹھنے نہیں دیتا'' نور نے بات

سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا میں ایڈریس لکھ دیتی ہوں آپ کو آپ چلی جانا جب اجازت مل جائے۔

جی ٹھیک ہے۔"نور نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔"

دیکھا وہی ہوا نا جس کا مجھے ڈر تھا۔ چھین لیا نہ میری دوست کو مجھ سے"آمنہ غصے میں حور کے سامنے کھڑی بد تمیزی سے بول رہی تھی۔

دیکھیں آپ غلط سمجھ رہی ہیں حور نے نرمی سے جواب دیا تھا۔

ہاں ! ہاں پتا ہے مجھے بس کر جاؤ تم۔۔۔"آمنہ آرام سے بات کرو جو بھی کرنی ہے نور کو اب غصہ آیا تھا کہ ہر دفعہ آمنہ حور کے ساتھ یونہی بد تمیزی کرتی تھی تب نور چپ تھی لیکن اب وہ چپ نہیں رہ سکتی تھی۔ آمنہ حیرانی سے نور کو دیکھ رہی تھی"اب تم اس۔۔۔کی وجہ سے لڑائی کرو گی مجھ سے۔۔۔۔اپنی بیسٹ فرینڈ سے۔۔۔آمنہ نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی

نور۔۔۔مجھے بھی تم سے اس بد تمیزی کی امید ہر گز نہیں تھی آمنہ نور بھی تپ کر بولی۔ حد ہے ویسے۔۔۔ آمنہ پیر پٹختے ہوئے چلی گئی۔ نور کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔ حور نے نرمی سے نور کو پکارا نور۔۔۔ ہمم۔۔۔ نور نے ہلکے سے جواب دیا" وہ ناراض ہو کر گئی ہے تم سے یار جاؤ مناؤ اسے "نور حور کی طرف حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ وہ بد تمیزی کر کے گئی ہے یہ پھر بھی اس کا سوچ رہی ہے۔ حور میں نہیں جانے والی یہ ہر دفع ایسے ہی کرتی ہے اب بس۔۔۔ "ادھر دیکھو میری طرف نوریوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر قطع تعلقی نہیں کیا کرتے پیاری اللہ کو رشتے جوڑنے والا پسند ہے وہ جو صلہ رحمی کرتے ہیں در گزر کرتے۔ آپ جا کر اسے پیار سے سمجھاؤ وہ مان جائے گی۔ "یہ لو ایڈریس میں نے لکھ دیا ہے حور کاغذ کا ٹکڑا پکڑاتے ہوئے بولی۔ نور نے کاغذ کا ٹکڑا پکڑ کر بیگ میں رکھا اور آمنہ کے پیچھے جانے لگی۔

نور گیٹ کے پاس کھڑے ہو کر بے صبری سے انتظار کر رہی تھی آج اسے ارسلان نے لینے آنا تھا اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہاشم اور زریاب کو نور کے مدرسہ جانے پر راضی کر لے گا اسے یہ فکر کھائے جا رہی تھی نہ جانے ماما بابا مانے ہوں گے یا نہیں۔ وہ ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ سفید رنگ کی گاڑی آ کر نور کے سامنے رکی۔ وہ گاڑی میں بیٹھے شخص کو بخوبی پہچان سکتی تھی وہ روحان ابراہیم تھا نور نے بیزاریت سے نظریں پھیری تھیں۔ "اگر آپ کو لینے نہیں آئے تو میں ڈراپ کر دوں ویسے بھی بیچ سڑک میں کھڑی ہے آپ لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بن رہی ہیں۔ "روحان نے ارد گرد لوگوں کو ان کی طرف دیکھتے ہوئے پا کر کہا۔ "نو تھینکس ! آپ جدھر جا رہے ہیں ادھر ہی جائیں۔ مجھے آپ کی کوئی مدد نہیں چاہیے" سوچ لیں آج تو موقع ملا ہے آ جائیں مل کر لنچ کر لیتے ہیں۔ روحان خباثت سے مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا" بھاڑ

تمہارا لنچ۔۔۔"نور غصے سے بولی تھی۔اور پیر پٹختی کالج میں جاؤ تم اور کے اندر چلی گئی۔"اف۔۔۔ایک یہ اور دوسرا اس کا بھاڑ میں بھیجنے کا ارادہ کوئی بات نہیں نور ہاشم ایک دن تو تمہیں مسسز روحان بننا ہی ہے۔پھر بتاؤں گا تمہیں کہ بھاڑ میں کیسے بھیجتے ہیں۔"روحان ایکسلیٹر پر پاؤں دباتا زن سے گاڑی بھگا لے گیا۔تھوڑی دیر بعد باہر ہارن کی آواز سن کر نور باہر آئی تو ارسلان گاڑی میں بیٹھ کر اسکا انتظار کر رہا تھا "بھائی آپ کہاں رہ گئے تھے کب سے آپ کا ویٹ کر رہی تھی۔"نور نے فرنٹ ڈور کھولتے ہوئے خفگی سے کہا۔"سوری بہنا! راستے میں "دوست مل گیا تھا آئندہ خیال کروں گا۔

اٹس اوکے۔اب جلدی سے بتائیں جو میں سننا چاہ رہی ہوں۔"ارے باباصبر۔۔۔کیا ہو گیا سانس تو لے لو یہ لو پانی"ارسلان نے پانی والی بوتل نور کے جانب بڑھائی۔اچھا لے لیتی ہوں پانی بھی آپ جلدی سے

بتائیں نور بوتل سے ڈھکن اترتے ہوئے بولی۔"میں نے صبح ماما سے بات کی تو ماما مجھ سے لڑ پڑی۔میں نے کافی دیر منایا پھر جب کوئی حل نظر نہیں آیا تو میں ماما کے قدموں میں بیٹھ گیا اور پاؤں پکڑ لئے ماما نے جھٹ سے اپنے پاؤں پیچھے کئے اور کہا ارسلان تم اس گھر کے اکلوتے بیٹے ہو جس میں میری جان بستی ہے۔میں تمہاری بات نہیں ٹال سکتی البتہ نور سے خفا ہوں کہ اس نے تمہیں ہتھیار بنا کر استعمال کیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ تم میری کمزوری ہو خیر۔۔۔اتنی دیر میں بابا بھی آ گئے ان سے بھی بات کی میں نے". پھر؟نور پانی کا گھونٹ لیتے ہوئے بولی۔پھر کیا بابا نے کہا کہ کالج کی اسٹڈیز میں اگر تمہارا تھوڑا سا بھی نقصان ہوا تو وہ تمہیں مدرسے جانے نہیں دیں گے اور دوسرا یہ کہ تم پہلے کالج جاؤ گی۔ سیکنڈ ٹائم میں مدرسہ جوائن کرو گی۔

- الحمدللہ-الحمدللہ۔الحمدللہ

یا اللہ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ارسلان بھائی جیسا بھائی دیا۔"اہم ! اہم ! تعریف ہضم نہیں ہو رہی مجھ سے "ارسلان نے شرارت سے کھنکارتے ہوئے کہا" بھائی ریلی تھینکس آپ نہیں جانتے آپ نے میری کتنی بڑی خواہش پوری کرنے میں میری مدد کی۔اللہ آپ کو بہت زیادہ اجر دے "اور ایک خوبصورت بیوی بھی ارسلان بتیسی نکالتے ہوئے بولا۔آمین۔آمین۔میں خود ڈھونڈو گی اپنی چاند سی بھابھی "اچھا ! اچھا !

اب بس زیادہ مکھن نہ لگاؤ" ارسلان نے سنجیدہ ہو کر کہا" بھائی... آپ کو لگتا ہے میں مکھن لگا رہی ہوں ؟؟"نور نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔ ارے ! مذاق لگا تھا بہنا تم تو سیریس ہی ہو گئی "نور کا پھولا ہوا منہ " دیکھ کر ارسلان کو ہنسی بھی آئی تھی اور بہت سارا پیار بھی۔اس نے کافی دنوں بعد نور کے چہرے پر خوشی دیکھی تھی۔"بھائی مجھے آج ہی جانا

ہے پلیز آپ مجھے وہاں چھوڑ آنا ایڈریس میرے پاس ہے۔ماما کو میں بعد

"میں منالوں گی اور کالج کی اسٹڈیز پر بھی پورا فوکس کروں گی

اوکے بہنا! ابھی فی الحال گھر تو چلتے ہیں۔ کھانا کھالیں پھر میں تمہیں

- چھوڑ آؤں گا تمہاری منزل تک۔۔۔ارسلان نے مسکراتے ہوئے کہا

نورا اتنی خوش تھی کہ روحان والا واقعہ ارسلان کو بتانا ہی بھول گئی

دونوں اب ہنستے مسکراتے گھر جارہے تھے تھے " کبھی کبھی ہم ایک چیز

کو لے کر مکمل طور پر ناامید ہوتے ہیں کہ ایسا شاید کبھی ہو ہی نہیں سکتا

لیکن اللہ مسبب الاسباب ہے۔وہ راستے نکال دیتا ہے وہاں سے جہاں

سے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا اور پھر جو اس کی طرف رجوع کرے

اسے تو وہ کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا اس انسان کے لیے اپنی طرف آنے

والے سارے راستے کھول دیتا ہے کہ انسان اندھیروں سے نکل کر

"روشنی کا سفر طے کر جاتا ہے

نور گھر آئی تو کچن میں کھڑی نصرت آپا کو کھانا لگانے کا کہہ کر تیزی سے زینے پھلانگتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔المار ی میں کپڑے الٹ پلٹ کر دیکھتی رہی۔

گھر میں تو وہ جینز اور شرٹس پہن لیتی تھی مگر اب اس نے باہر جانا تھا وہ بھی کسی عام جگہ نہیں بلکہ قرآن سیکھنے آخر کار اسے ایک فراک مل ہی گئی جو اس نے انوشہ کا رشتہ ہوتے وقت پہنی تھی۔سکائی بلو فراک نکال کر وہ واش روم میں شاور لینے چلی گئی۔نصرت آپا ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھیں جب انہوں نے نور کو زینے اترتے دیکھا تو ٹھٹھک گئیں

۔اس نے سکائی بلو فراک پر ہم رنگ دوپٹے کا حجاب کیا تھا۔جو وہ بار بار ہاتھ لگا کر سیٹ کر رہی تھی۔"آپا ماما کدھر ہیں؟

نور نے کرسی کھینچتے ہوئے پوچھا نصرت آپا جو کہ نور کو دیکھ کر ہوش میں آئی۔جی وہ صاحب جی کے ساتھ باہر گئی ہیں شاید شاپنگ کرنے۔

نصرت نے سوچ سوچ کر جواب دیا۔

کھانا کھانے کے بعد اب نور مدرسہ جانے کے لیے تیار تھی۔ کچھ دیر بعد وہ حور کے بتائے ایڈریس پر مدرسہ کے سامنے کھڑی تھی۔ ارسلان کو اس نے واپسی کا ٹائم دے کر بھیج دیا تھا۔ اب وہ تیز دھڑکنوں کے ساتھ گیٹ عبور کر رہی تھی۔

سرمئی ٹائلز پر اس نے اپنے قدم رکھے تو اسے اندر تک سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔ خوبصورت سی بلڈنگ جس پر گہرے اور براؤن کلر کا پینٹ ہوا تھا اس نے آنکھیں بند کر کے اس سکون کو اپنے اندر جاتا محسوس کیا تھا کہ اس کی سماعت سے خوبصورت سی آواز ٹکرائی۔ ایک لڑکی تجوید کے ساتھ قرآن پڑھ رہی تھی اور آیتوں کو اپنے حافظے میں محفوظ کر رہی تھی وہ قدم قدم چلتی اس کمرے کے پاس آئی اور ادھ کھلے دروازے سے اندر دیکھنے لگی۔ تین چار لڑکیاں سفید اسکارف میں

قرآن یاد کر رہی تھیں اور ایک دوسرے کو زبانی سنا رہی تھیں۔ نور نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ قرآن حفظ کر رہی ہیں کیا وہ بھی کبھی اللہ کی کتاب کو یوں اپنے سینے میں محفوظ کر سکے گی اس نے خود سے سوال کیا تھا۔

"السلام و علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!"

اسے نرم اور میٹھی سی آواز اپنے پیچھے سنائی دی تھی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو مسکراتا ہوا چمکتی آنکھوں والا چہرہ سامنے پایا۔ "میں عائشہ ہوں اور آپ؟" اس نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا

۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!" نور نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ملایا اور میں نور ہاشم۔۔ نور نے نرم سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔ "مجھے لگتا ہے آپ نیو اسٹوڈنٹ ہیں آئیں میں آپ کو آپ کی کلاس دکھاتی ہوں" نور سر اثبات میں ہلاتی اس کے قدم سے قدم ملاتی چلنے لگی۔

آپ بھی نیو سٹوڈنٹ ہیں ؟؟ نور نے چلتے ہوئے پوچھا

جی نہیں ! الحمد للہ میں نے ڈپلومہ کیا ہے قرآن کی تفسیر، احادیث، "
سیرت النبی اور پروڈکٹو مسلمہ کا۔ میں پچھلے دو سال سے یہی کی
سٹوڈنٹ ہوں اور ہمیشہ رہنا چاہتی ہوں۔" عائشہ نے مسکراتے ہوئے
کہا اور نور اسے رشک بھری کی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی کہ اس کے
سامنے اللہ کی محبوب بندی کھڑی ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب کے لیے
چنا کیا وہ بھی کبھی ایسی بن پائے گی۔ "یہ آگئی آپ کی کلاس آپ بیٹھیں
اندر جا کر تھوڑی دیر تک آپی میرا مطلب ٹیچر دراصل ادھر ہم ٹیچر
نہیں آپی یا باجی کہہ کر بلاتے ہیں اس لئے۔

دوبارہ ملاقات ہو گی ان شاءاللہ مجھے امید ہے آپ کو یہاں کا ماحول اور
لوگ بہت پسند آئیں گے " عائشہ نور کا کندھا تھپتھپاتی واپس چلی گئی
۔ نور نے کلاس کا دروازہ کھولا تو وہاں اور بھی بہت سی لڑکیاں موجود

تھیں اور اسے حیرت اس بات سے ہوئی تھی کہ وہاں لڑکیاں ہی نہیں عورتیں اور بوڑھی عورتیں بھی موجود تھیں۔ کیونکہ دین سیکھنے کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ بس لگن اور نیت دیکھی جاتی ہے اللہ جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے وہ سب کو سلام کرتی پہلی قطار میں پڑی خالی کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد نور کی ہم عمر لڑکی کلاس میں داخل ہوئی جس کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا وہ اسے ٹیبل پر رکھ کر اب اسپیکر اٹیچ کر رہی تھی اور تھوڑی دیر بعد پوری کلاس میں مشاری الفاسلے کی آواز میں اسماء الحسنی چل رہے تھے۔

نور آنکھیں بند کر کے گردن جھکائے اللہ کے نام سن رہی تھی اس کے دل پر سکنیت اتر رہی تھی اور وہ اسے بخوبی محسوس بھی کر رہی تھی اسے آج تک کبھی دل میں اتنا سکون اترتا محسوس نہیں ہوا تھا جتنا آج اسے محسوس ہو رہا تھا اس کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔ اللہ کے خوبصورت

نام سن کر ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی گود میں گرا تھا۔اسماء الحسنی مکمل ہونے کے بعد اب وہ لڑکی سب کی طرف متوجہ تھی "السلام و علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ! کیسے ہیں آپ سب؟"سب نے ایک ساتھ جواب دیا الحمد للہ۔

"میرا نام زائمہ ہے اور الحمد اللہ میں یہاں پچھلے پانچ سالوں سے پڑھا رہی ہوں اس سے پہلے میں نے خود یہاں سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔پانچ سال۔۔۔نور زیر لب بڑبڑائی"سب سے پہلے میں آپ سب کو اہلاو سہلا مرحبا کہتی ہوں"زائمہ آپی مسکراتے ہوئے سب کو ویلکم کر رہی تھیں۔"ماشاءاللہ آپ سب اپنے گھروں سے نکلیں۔کوئی پاس سے آیا تو کوئی بہت دور سے نیت صرف ایک تھی کہ اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرنا ہے اللہ کی خاص بندی بننا ہے اللہ کی محبت حاصل کرنی ہے آپ سب بہت ہی خوش قسمت ہیں بہت سے لوگ اپنے دنیاوی کام

سرانجام دے رہے ہوں گے بہت سی لڑکیاں کالج یونیورسٹی سے لوٹ کر گھر آرام کر رہی ہو نگی لیکن آپ سب کو اللہ نے چنا اللہ نے آپ سب کو چن کر الگ کر دیا کہ یہ لوگ میرے خاص بندے ہیں چنے ہوئے جو اسکی کتاب کا علم حاصل کریں گے اور یہ اللہ کی محبت ہی تو ہے جو آج آپ یہاں موجود ہیں "نور پوری توجہ سے زائمہ آپی کی باتیں سن رہی تھی ان کی ایک ایک بات اس کے دل پر نقش ہو رہی تھی "کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی جس سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے ہے اللہ نے آپ سے بھلائی کا ارادہ کیا آپ کو چنا کہ آپ اس کے دین کو سیکھیں، سمجھیں، عمل کریں اور آگے سکھائیں۔آپ سب کا اپنا قیمتی وقت نکال کر یہاں آنا کبھی ضائع نہیں جائے گا۔اس کے لئے میں آپ کو ایک خوبصورت حدیث سناتی ہوں "۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول " اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے اللہ تعالی اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں اور فرشتے طالب علم کے اس عمل پر خوش ہوتے ہوئے اس کے لئے اپنے پر بچھادیتے ہیں۔ صاحب علم کے لئے آسمان وزمین کی تمام ترمخلوقات حتی کہ مچھلیاں پانی کی تہہ میں بخشش طلب کرتی ہیں عالم کو مجاہد پر اتنی ہی برتری حاصل ہے جتنی چودھویں کے چاند کو ستاروں پر۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں جبکہ انبیاء علیہ السلام نے درہم دینار کا ورثہ نہیں چھوڑا انھوں نے صرف علم کا ورثہ چھوڑا ہے لہذا جو اسے حاصل کرے وہ بڑا نصیب والا ہے،،

اللہ اکبر! ہمیں قرآن کا علم حاصل کرنے پر کتنی خوشخبریاں دی گئی ہیں ۔سب سے پہلے کہ جو شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے اللہ سبحانہ وتعالی جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔یعنی یہ جو علم کا راستہ ہے دراصل یہ جنت کا راستہ ہے۔

اور پھر فرشتے اس طالب علم سے خوش ہوتے ہیں ان سے دوستی کرنا چاہتے ہیں تصور کریں فرشتوں جیسی نورانی مخلوق ہم سے دوستی کرنا چاہ رہے ہیں ہمارے علم حاصل کرنے کی وجہ سے۔اور یہی نہیں جب ہم اپنے گھروں سے نکلتے ہیں تو وہ ہمارے راستوں میں ہمارے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔اتنی عزت سے نوازا جا رہا ہے ہمیں۔ نور پلک جھپکے بغیر سب سن رہی تھی اسے کبھی کسی نے ایسے بتایا ہی نہیں تھا۔

دین اتنا خوبصورت تھا وہ کیوں اتنے سال دنیاوی زندگی میں ضائع کرتی رہی اسے افسوس ہو رہا تھا۔ اور پھر جب کوئی اس علم کو حاصل کرنے کے لیے نکلتا ہے تو آسمانوں زمین کی تمام تر مخلوقات اس انسان کے لیے بخشش طلب کرتی ہے حتی کہ پانی کے اندر جو مچھلی موجود ہوتی ہے وہ بھی ہمارے لئے مغفرت طلب کرتی ہے ہم جن کچے پکے راستوں سے گزر کر آتے ہیں راستے میں جو بھی چیزیں آتی ہیں کیوں کہ حدیث میں تمام مخلوقات کا ذکر کیا گیا سب ہمارے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں جبکہ وہ ہمیں نہیں جانتے لیکن صرف ہمارے اس قرآن کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے وہ ہمارے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں علم حاصل کرنے والے کو عبادت کرنے والے پر برتری حاصل ہے جیسے تمام ستاروں پر چودھویں کے چمکتے ہوئے چاند کو انبیاء کرام علیہم السلام نے درہم کا ورثہ نہیں چھوڑا انہوں نے علم کا ورثہ چھوڑا ہے اور پھر جو اسے

بہت خوش نصیب ہے الحمدللہ کثیرا کہ آپ سب حاصل کرلے وہ

خوش نصیب ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کا ورثہ پالیں گے

ان شاءاللہ! زائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا باقی سب نے بھی خوش

ہوتے ہوئے ان شاءاللہ کہا- تو پھر اس جنت کے راستے پر چلنے کے لئے

خود کی رجسٹریشن کروادیں۔

زائمہ آپی ایڈمیشن فارم سب کی جانب بڑھا رہی تھیں۔ کچھ سارا پڑھ رہے تھے تو کچھ نے فل کرنا شروع کردیا نور نے مزید کچھ سوچے بغیر پنسل نکالی اور جلدی سے فارم فل کرنے لگی۔ وہ اب ذرا سی بھی دیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آج بس آپ کو انٹرو کروانا تھا آپ سب بھی کروا دیں۔ کل سے ان شاءاللہ باقاعدہ کلاسز کا آغاز کروایا جائے گا سب نے اپنا اپنا تعارف کروایا نور سوچوں میں گم تھی "بلیو حجاب آپ کا کیا نام ہے ؟"

زائمہ نے مسکراتے ہوئے مخاطب کیا اور نور

اچانک سیدھی ہو کر بیٹھ گئی جی میں نور ہاشم "ماشاءاللہ نام تو بہت پیارا

ہے آپ کا نور۔۔

اللہ آپ کے نام کی طرح آپ کے دل کو نور سے منور کر دے

آمین۔۔۔"نور ہلکا سا مسکرائی تھی۔

انوشہ ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھی اپنے ہاتھوں پر موئسچرائزنگ لوشن لگا رہی تھی وہ یونہی خود کی کیئر کیا کرتی تھی۔اور شادی کے بعد تو وہ اور زیادہ خود کو سنوار کر رکھتی تھی۔روحیل اور انوشہ ایک دوسرے کیساتھ خوش رہ رہے تھے۔"انوشہ مجھے ضروری بات کرنی ہے تم سے۔۔۔"روحیل لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر انگلیاں چلاتے ہو بولا۔

"جی کہیے "انوشہ نے آئینے میں روحیل کے عکس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"دراصل ماما نے مجھے بلایا تھا" روحیل لیپ ٹاپ کی سکرین نیچے کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔" وہ روحان کے لیے تمہاری چھوٹی بہن نور کا ہاتھ مانگنا چاہ رہی ہیں۔" انوشہ حیرت سے پیچھے کو مڑی تھی" کیا مطلب ؟"مطلب یہی کہ وہ چاہتی ہیں کہ روحان کی شادی نور سے ہو جائے اور وہ بھی اس گھر کی بہو بن جائے۔ کیا روحان میں کوئی کمی ہے جو تم ایسے حیران ہو رہی۔ روحیل نے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔" ارے وہ دراصل اچانک آپ نے اس بارے میں نہیں! ایسی بات نہیں ہے ذکر کیا تو حیران ہوئی ان فیکٹ روحان بہت اچھا لڑکا ہے نور خوش رہے گی اس کے ساتھ اور میرے لیے تو خوشی کا باعث ہو گا کہ میری بہن میرے پاس آجائے گی۔" انوشہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔" ہمم۔۔ اگلی دفعہ گھر جاؤ گی تو انکل آنٹی سے بات کرنا انکی کیا رائے ہے منگنی ہی

کریں گے ابھی تو دونوں اسٹڈی کر رہے شادی بعد میں بھی ہو جائے گی "

"ٹھیک ہے میں کروں گی بات ماما بابا سے بھی اور نور سے بھی مجھے نہیں لگتا کہ وہ انکار کریں گے۔" ہمم اوکے روحیل نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔

حور کرسی پر بیٹھے آنلائن قرآن کلاس لے رہی تھی کہ رضیہ بیگم کی آوازیں آنے لگی۔ حور! حور! بیٹا جلدی سے آؤ رضیہ بیگم پریشانی سے پکار رہی تھی۔ حور جلدی سے دوپٹے سر پر رکھتی ہوئی باہر آئی۔ "جی امی جان کیا ہوا ہے؟" بیٹا وہ نہ بی جان سیڑھیوں سے گر گئی ہیں ان کے پوتے کا فون آیا تھا میں اُدھر جا رہی ہوں وہ اپنی چادر سے نقاب کرتی

ہوئی پریشانی سے بتا رہی تھی تھیں۔اوہ اللہ خیر کرے حور نے فکر مندی سے کہا امی میں بھی آپ کے ساتھ چلوں ؟"نہیں بیٹا آپ کے ابو آنے والے ہیں آپ ان سے کھانا وغیرہ پوچھ لینا پھر بعد میں چلی جانا آپ بس دعا کرنا کہ ان کو زیادہ چوٹ نہ آئی ہو ان کے گھر تو کوئی عورت بھی نہیں جو ان کی اچھے سے دیکھ بھال کرے چاہے ان کے پوتے ہیں مگر جو خیال عورت عورت کا رکھ سکتی ہے وہ لڑکے نہیں رکھ سکتے۔"جائیں سے امی آپ بی جان کے پاس میں دیکھ لوں گی گھر کو۔رضیہ جلدی داخلی دروازے کو عبور کرتی ہوئی بی جان کے گھر کی جانب بڑھ گئیں ۔بی جان بیڈ پر لیٹی تھیں۔عمران کی دوائیاں نکال نکال کر ان کی ہتھیلی پر رکھ رہا تھا پھر ان کو بیٹھا کر بیڈ سے ٹیک لگوائی۔اور پانی کا گلاس تھما دیا۔ بی جان نے تمام دوائیاں کھالیں اور پانی کا گلاس عمر کو پکاراتے ہوئے عمر سے مخاطب ہوئیں۔عمر بیٹا!جی دادی جان عمر نے دادی کا ہاتھ اپنے ہاتھ

میں نرمی سے پکڑا تھا۔"بیٹا میں دن بہ دن بوڑھی ہوتی جارہی ہوں۔
مجھ سے تو اب ہی سے چلا بھی نہیں جاتا نہ جانے کتنی زندگی بچی ہے مزید
نہ جانے کتنے دن زندہ رہوں گی۔"بی جان بات کرتے ہوئے کھانسی
تھیں۔"دادی جان! پلیز ایسا مت کہیں ماما بابا کے بعد آپ ہی ہیں
ہمارے پاس ہم آپ کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتے ہیں صحیح سلامت اللہ
آپ کو صحت اور ایمان والی زندگی دے اور آپکا سایہ ہمارے سر پر
رکھے۔"وہ تو ٹھیک ہے بیٹا بات یہ ہے کہ موت تو سب کو آنی ہے
سب نے اس رب کریم کے پاس لوٹ جانا ہے۔میں چاہتی ہوں اپنی
زندگی میں ہی تم دونوں کی خوشیاں دیکھ لوں دیکھو بیٹا تمہاری اب عمر
ہے شادی کی کب تک دادی کو سنبھالتے رہو گے کچھ اپنے بارے میں
بھی سوچو۔"سوچ لوں گا دادی جان! پہلے آپ ٹھیک ہو جائیں آپ
ٹھیک ہونگی تو میری دلہن ڈھونڈیں گی نا میں خود ہی کیسے ڈھونڈوں"عمر

نے بی جان کو ہنسانے کے لیے معصوم سا منہ بنا لیا۔اور بی جان کو ہنسی بھی آئی تھی اور بہت سارا پیار بھی ___ان شاءاللہ مجھے ٹھیک ہونے دو میں خود اپنے دونوں بچوں کیلیئے دو پیاری سی دین پر چلنے والیاں ڈھونڈوں گی جن کے آنے سے گھر میں خوشیاں آجائینگی" دونوں بچے نہیں صرف عمر بھائی۔۔۔" فائق دروازے میں کھڑا مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "کیا مطلب پھر ؟" عمر نے مڑتے ہوئے کہا۔ "ارے بھائی ! آپ تو خود کو نہیں بڑے ہیں آپ کی عمر ہے شادی کی۔۔میں تو ابھی بچہ ہوں سنبھال سکتا ایک عدد بیوی کو کیسے سنبھالوں گا" فائق نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ "ارے ارے ! اس بچے کا فیڈر کہاں پر ہے دادی جان جناب سی۔اے کر رہے اور ابھی یہ بچے ہیں۔" دادی جان دونوں کی نوک جھونک پر ہنس رہی تھیں اور انجوائے بھی کر رہی تھی۔

یعنی فائق سیریس معاملے کو سیریس نہیں رہنے دیتا تھااور وہ ایسا صرف

اپنی دادی کو ہنسانے کے لئے کرتا تھا۔ ''عمر مجھے لگتا ہے فائق اپنی دلہن

خود ہے ڈھونڈ لے گا یونیورسٹی جاتا ہے لڑکیاں بھی ہوتی ہیں وہاں کوئی

نہ کوئی تو پسند کی ہی ہوگی۔''بی جان نے فائق کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

''توبہ! توبہ! دادی جان میں تو آنکھ اٹھا کر بھی کسی لڑکی کو نہیں دیکھتا۔

آپ مجھ معصوم پہ اتنا بڑاالزام عائد کر رہی ہیں'' فائق ہاتھ باندھے منہ

لٹکاتے ہوئے بولا۔ ''ارے میرے بچے میں تو مذاق کر رہی تھی میں

جانتی ہوں میرے دونوں پوتوں کی جو تربیت میں نے کی ہے وہ غلط

راستے پر پڑ ہی نہیں سکتے'' جی دادی جان سہی کہا آپ نے الحمدللہ اس

فتنوں کے دور میں ہم دونوں نے خود کو بچا کر رکھا ہوا ہے۔ فائق سچ کہا

رہا یونیورسٹی میں کبھی کسی لڑکی کی ساتھ نہیں دیکھا میں نے اسے عمر نے

فخر سے کہا تھا۔'' بہت اچھی بات ہے بیٹا میرا فخر ہو تم دونوں'' اتنے میں

باہر ڈور بیل کی آواز آئی۔ فائق دروازہ کھولنے چلا گیا۔ دروازہ کھولا تو رضیہ بیگم سامنے کھڑی تھیں۔ "السلام علیکم بیٹا! میں رضیہ ہوں بی جان سے ملنے آئی ہوں۔" وعلیکم السلام آنٹی! آئیں اندر آئیں دادی جان اندر رہی ہیں

فائق ان کو بی جان کے کمرے تک لے آیا۔ عمر نے سلام کیا اور پھر دونوں بھائی کمرے سے باہر آ گئے۔ "السلام علیکم بی جان! طبیعت کیسی ہے اب آپ کی؟" وعلیکم السلام! بہتر ہوں پہلے سے گرنے کی وجہ سے کچھ دن چل نہیں سکی۔ دونوں پاؤں پر موچ آ گئی ہے۔ اور ٹانگوں میں بھی کھنچاؤ محسوس ہوتا ہے

معذرت چاہتی ہوں آنے میں دیر کر دی "ارے کوئی بات بیٹا عمر" مجھے وقت پر ہسپتال لے گیا تھا۔ ڈاکٹرز نے دوائیاں دی ہیں اور مالش کا کہا ہے تا کہ میں چلنے کے قابل ہو سکوں۔ "آپ فکر نہ کریں بی جان

میں اور حور ہم دونوں آپ کا خیال رکھیں گی ہم ہمسائے نہیں آپ کے اپنے ہیں حور ورزش وغیرہ بھی کروا لیتی ہے۔ مجھے بھی ایک دفعہ موچ آئی تھی۔ حور نے بہت اچھی سے ٹریٹ کیا تھا مجھے میں چند دنوں میں ٹھیک ہو گئی تھی ان شاءاللہ آپ بھی جلدی چلنے لگ جائیں گی۔" رضیہ بیگم نے بی جان کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا

نور کا مدرسے میں آج دوسرا دن تھا۔ معمول کے مطابق اسماء الحسنی سنائے گئے اور پھر ایک پر سکون سی شخصیت اپنے لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ سجائے اندر داخل ہوئی۔

اسلام و علیکم ور حمتہ اللہ و بر کاتہ ! میر انام نائی رہ ہے "سب سے پہلے "
آپ سب کو اھلاو سھلا مر حبا گہ آپ چنے ہوئے لوگ ہیں اللہ کے
خاص لوگ جو اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کے لیے یہاں پر
موجو د ہیں۔ شخصیت انسان کی پہچان ہوتی ہے جیسے اوصاف کوئی انسان
اپنے اندر پیدا کر لے وہی اس کی شخصیت ہے وہی اس کا تشخص
ہے۔ وہی اس کی پہچان ہے۔۔۔ تشخص کے لیے کوئی نہ کوئی علامت
ہوتی ہے اور مومن کا تشخص اس کے اوصاف اس کے اخلاق ہوتے
ہیں۔ اور ان اخلاق کی وجہ سے وہ پہچانا جائے گا تو آج ہم اخلاق سیکھیں
گے اور امید ہے آپ سب اپنے اخلاق کو بہترین بنائیں گی۔

توسب سے پہلے ہم اخلاق کی اہمیت کو دیکھیں گے۔ قرآن حکیم کی آیت
آپ سب کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں جس سے اس کو سمجھنا آسان ہو
جائے گا۔

انشاءاللہ اور اچھی مائنڈ سیٹنگ ہو گی۔

نائی رہ آپی نے مسکراتے ہوئے کہا۔رب العزت نے سورت المطففین میں فرمایا:

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ۙ﴿۲۲﴾ عَلَی الۡاَرَآئِکِ یَنۡظُرُوۡنَ ۙ﴿۲۳﴾
تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡہِہِمۡ نَضۡرَۃَ النَّعِیۡمِ ﴿ۚ۲۴﴾

یقیناً لوگ ضرور نعمتوں میں ہوں گے (22) تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہوئے گے (23) ان کے چہرے پر نعمت کی تازگی کو پہچان لو گے" (24)۔

اب تعرف کا روٹ کیا ہے؟

(ع۔ر۔ف) اس کا مطلب ہے پہچان جسے معرفت بھی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تعرف "آپ پہچانو گے" جنتی لوگوں کی پہچان کیسے ہو گی؟

نہ آنکھ سے نہ ناک سے نہ ہونٹوں سے نہ چہرے سے نہ قدو قامت سے نہ رنگت سے۔ جنت تو ایسی جگہ ہے جہاں پیمانے مختلف ہوں گے۔

"فرمایا" آپ پہچانو گے ان کے چہروں سے

جیسے آج ہمارا ایک چہرہ ہے ایسے ہی آخرت میں بھی ہمارا ایک چہرہ ہو گا

وہ چہرہ کیا ہو گا؟۔

ہم مٹی سے بنے ہیں۔مادے سے اس لیے ہمارے ذہن میں ہمیشہ ایک مادی شکل آتی ہے۔اور یہ شکل اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بنا کر بھیجی ہے۔ خلق اللہ تعالیٰ کی ہے اور خُلق انسان کا۔۔ خُلق کی وجہ سے دنیا اور جنت ملے گی۔

آج ہم خُلق کے بارے میں پڑھیں گئے۔

سورۃ المومنون کے حوالے سے ایک بات انسان کی پیدائش کے بارے میں واضح کرتے ہوئے آگے چلیں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اور بلاشبہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ ٹھکانے میں نطفہ بنا دیا۔ پھر ہم نے نطفے کو جما ہوا خون بنایا، پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو بوٹی بنا دیا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنایا، پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنایا، پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر ہم نے اسے ایک دوسری صورت میں بنا کھڑا کیا، سو بڑا ہی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ، بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ پھر یقیناً اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو۔ پھر یقیناً قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے"۔

قیامت کا ذکر سن کر نورا یکدم سے چونکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اتنی خوبصورتی سے ترتیب دیا تھا یہ سب اس نے سائنس میں پڑھ رکھا تھا

لیکن سائنس تو بعد میں آتی ہے اور اللہ کی کتاب تو چودہ سو سال پہلے نازل ہوئی۔ اس میں اس کی پیدائش کے مراحل موجود تھے، پر اس نے کبھی اس کتاب کو کھول کر پڑھا ہی نہیں۔ دنیا جہاں کی ساری کتابیں پڑھ ڈالی پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ذکر کیا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ اللہ نے اسے تخلیق کرنے کے بعد اسے سمجھا دیا ہے کہ اس نے مرنا بھی ہے۔ اور پھر قیامت والے دن دوبارہ اٹھائی بھی جائے گی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔ اس آیت میں دنیا میں رہنے کا تزکرہ نہیں ملتا بلکہ دنیا سے جانے کا تزکرہ ملتا ہے۔ یہ جو بھی آیات تھی خلق کے بارے میں مراحل تھیں جو کہ ہمارا وجود ہے۔ اب ہم زندگی اور اس کے بعد کے بارے میں جانیں گے سب لڑکیاں نائی رہ کی طرف متوجہ تھیں اور خاموشی سے ان کو سن رہی تھی۔

ہماری زندگی کے تین مراحل ہے

۔زندگی 2۔ موت 3۔ بعدالموت 1

کیااس بات کا ہمیں یقین آتا ہے کہ کبھی ہم نہیں تھے ان میں سے کوئی بات ایسی ہے جس پر یقین نہ ہو؟

نائی رہ آپی نے سب سے پوچھا سب نے کہا کہ ہمیں ان تینوں مراحل پر یقین ہے۔ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا؛

کیاانسان پر زمانے میں سے کوئی وقت ایسا بھی آیا جب وہ قابل ذکر چیز "

ہی نہ تھا؟۔

پھر کیا تھا؟۔ مٹی۔۔۔اس کے بعد اگلے مراحل شروع ہوتے ہیں اور اب وہ وجود بن گیا۔اور پھر یہ ختم ہونے والا سلسلہ ہی نہیں ہے۔ مٹی کو موت آئے گی لیکن روح کو نہیں آئے گی۔یعنی جسم کو موت آئے گی اور جب بعث ہو گا اس وقت اس مٹی یعنی جسم کو دوبارہ اٹھایا جائے

گا۔ لیکن روح کو کبھی موت نہیں آئی گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہو گی۔ روح کا پہلا لباس خلق ہے اور اس کا دوسرا لباس جس کے ساتھ ہمیں آخرت میں اٹھایا جائے گا وہ لباس خُلق ہے۔ یہ روح کا پہناوا ہے جیسا کہ خود کو بنایا ہو گا ویسا ہی اللہ تعالیٰ اسے اٹھائیں گے۔ آپ نے وہ حدیث سنی ہو گی جس میں رسول اللہ نے فرمایا،

کہ "طعنہ دینے والے، پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرنے والے قیامت والے دن کتوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے۔"

امام غزالی فرماتے ہیں کہ "اخلاقی برائیاں اور غلطیاں جانوروں کی طرح ہیں"۔ احیاد العلوم میں دیکھتے ہیں کہ "جس گھر میں کتے ہوتے ہیں وہاں فرشتے نہیں آتے، روشنی نہیں آتی اور جس دل کے اندر برائیاں ہوں جس انسان کے اخلاق خراب ہوں، اس دل کے اندر نہ تو اللہ تعالیٰ کا نور آتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ہدایت جگہ پاتی ہے۔" اس سے ہمیں یہ پتہ

چلتا ہے کہ انسان اس دنیا میں اپنے روح کے لباس کے لیے خود کوشش کرتا ہے۔ تو کیا آپ سب اپنے روح کے لباس کے لیے خود کوشش کریں گی اپنے اخلاق بہتر کریں گی ؟؟؟ ان شاءاللہ سب ایک ساتھ بولیں۔ جو گزر گیا سچے دل سے توبہ کرلیں باقی کی زندگی کو بہتر بنائیں۔ نائی رہ آپی مسکراتی ہوئے اٹھیں خُلق کے بارے میں تفصیل انشاءاللہ ہم اگلے لیکچر میں پڑھیں گے کہتے ہوئے کلاس سے چلی گئی۔ اور نور بس بار بار اپنی تخلیق والی آیات پر غور کرتی رہی۔

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ بی جان !"حور دھیرے سے دروازہ" کھولتے ہوئے اندر داخل ہوئی. "وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ، پیاری گڑیا کیسی ہو؟"بی جان نے محبت بھری نگاہوں سے حور کو دیکھا جو سیاہ

عبایا میں ملبوس تھیں اور نقاب کی پِن اتار رہی تھی۔ بی جان گھر میں اکیلی تھیں تو رضیہ بیگم نے حور کو ان کی عیادت کے لیے بھیج دیا تھا۔ "جی میں الحمدللہ، آپ کیسی ہیں؟ بی جان پاؤں کا درد ٹھیک ہوا کہ نہیں؟" حور بی جان کے بیڈ پر آ کر ان کے پاس بیٹھ گئی۔ "الحمداللہ علی کل حال بیٹا، بس چل نہیں پاتی، کھڑا بھی نہیں ہوا جاتا۔ کھڑے ہونے سے پاؤں میں شدید تکلیف ہوتی ہے"۔ "میں آ گئی ہو نا بی جان، اب دیکھیے گا آپ اللہ کے فضل سے بہت جلد شفایاب ہوں گی۔ تب تک آپ اس تکلیف پر صبر کریں کیونکہ مومن کو کانٹا بھی چبھ جائے تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے" حور مسکراتے ہوئے بولی "بے شک بیٹی! بلکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے گڑیا؟"۔ بی جان نے حور کے ہاتھ میں پکڑی چھوٹی سی بوتل کے بارے میں پوچھا۔ "یہ آپ کی تکلیف کا علاج ہے۔" حور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "بی جان یہ زیتون کا

تیل ہے اور اس پہ میں نے رقیہ شریعہ پڑھا ہے۔ ہماری اساتذہ کہا کرتی تھیں کہ رقیہ شریعہ روحانی اور جسمانی دونوں بیماریوں کا بہترین علاج ہے اس تیل سے میں آپ کی ٹانگوں اور پاؤں کی اچھے سے مالش کروں گی۔ انشاءاللہ آپ بہت جلد ہی چلنے لگیں گیں اور انہی خوبصورت پاؤں پر چل کر آپ ہمارے گھر آئیں گی". حور نے جھریوں والے سفید پاؤں اپنی گود میں رکھے اور ہتھیلی پر زیتون کا تیل نکال کر آہستہ آہستہ مالش کرنے لگی۔ "اللہ تمہیں بہت جزائے خیر دے گڑیا. میری بڑی خواہش رہی تھی کہ مجھے تمہاری جیسی بیٹی ملے لیکن میرا ایک ہی بیٹا تھا یوسف اور اس کی بیگم بانو کو میں نے اپنی بیٹی ہی سمجھا تھا لیکن دونوں چل بسے". بی جان کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ "بی جان آپ کیوں رو رہی ہیں, میں ہونا آپ کی بیٹی "آپ کو کوئی بھی کام ہو مجھ سے کہا کریں. اُن دونوں کا وقت دنیا میں بس اتنا ہی تھا، وہ امانت تھے

ہمارے پاس جو کہ اللہ نے واپس لے لی اور اللہ بہت رحم کرنے والا ہے۔مجھے امید ہے اللہ ان دونوں کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھے گا۔اللہ ان دونوں کی قبروں کو نور سے بھر دے اور ان کی مغفرت فرمائے آمین". آمین ثم آمین !بی جان نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔"تم بہت پیاری بچی ہو گڑیا۔اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے آمین". بی جان نصیب اچھے کی دعا دیتے وقت اچانک سوچ میں پڑ گئی تھی

نصرت !آج انوشہ اور روحیل آرہے ہیں۔کھانا اچھا سا بنا دینا اور ساتھ" میں رس ملائی بھی بنا دینا انوشہ کو میٹھے میں بہت پسند ہے". زریاب نصرت آپا کو لاؤنج میں کھڑے ہو کر ہدایات دے رہی تھی۔"اسلام

وعلیکم ماما جان!''نور نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔زریاب نے خفگی سے نظر اٹھا کر نور کی طرف دیکھا۔''جو بتایا ہے اچھے سے بن جانا چاہیے زریاب نصرت کو بتاتے ہوئے بغیر سلام کا جواب دیے اپنے کمرے میں چلی گئی''آج کوئی آرہا ہے نصرت آپا؟''نور نے نصرت آپا کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔''جی وہ انوشہ بی بی آرہی ہیں۔آپ کے لیے کھانا لگاؤں ؟''نصرت آپا نے کچن کی جانب بڑھتے ہوئے کہا۔

''نہیں آپا، بس جوس کا گلاس میرے کمرے میں دے جایئے گا''. نور پریشانی سے زینے عبور کررہی تھی کہ زریاب کو کیسے منائے۔ چلو آج انوشہ آپی آئیں گی تو مل کر منالیں گے۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ کے باہر آواز آئی تو زریاب داخلی دروازے میں جا کر کھڑی گاڑی کے ہارن کی ہو گئی۔روحیل انوشہ کو چھوڑ کر چلا گیا انوشہ آکر زریاب سے گلے ملی۔

''بیٹا روحیل کیوں نہیں آیا اندر؟''ذریاب نے روحیل کو جاتے ہوئے

دیکھ کر پوچھا۔" وہ دراصل ماما جان ان کی ضروری میٹنگ تھی, آفس میں کلائنٹ ویٹ کر رہے تھے شام کو آئیں گے وہ ڈنر ہمارے ساتھ ہی کریں گے "۔ "اچھا! اچھا! چلو ٹھیک ہے آؤ اندر اور کیا حال ہے سسرال میں سب ٹھیک ہے کوئی مسئلہ تو نہیں تمہیں وہاں؟"" نہیں ماما جان سب بہت اچھے اور پیار کرنے والے ہیں میں خوش ہوں وہاں پر" چلو اچھی بات ہے". "نور کہاں ہے ماما جان؟"انوشہ نے گھر میں نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا ".

نور کا تو تم نہ ہی پوچھو". زریاب نے خفگی سے سے کہا۔" کیوں کیا ہوا ہے ماما؟"

میڈم کالج کے بعد اب مدرسے جاتی ہیں۔ کہتی ہے میں نے قرآن کا" علم سیکھنا ہے"۔" واٹ؟"انوشہ نے حیرانگی سے ابرو اچکائے۔" ہاں جی یہی بات ہے میں نے تو اجازت نہیں دی تھی لیکن اس نے ارسلان

سے کہا اور وہ مجھے کافی فورس کرتا رہا، میں نے اجازت تو دے دی لیکن

جب سے وہاں جا رہی ہے میں اسے نہیں بلا رہی۔ دیکھو، ایک ماں اپنے

بچوں کا مستقبل روشن دیکھنا چاہتی ہے دیکھو اب تم اتنی اچھی فیملی میں

گئی ہو، سب لونگ اور کیئرنگ ہیں۔ سوچا تھا نور کے لیے بھی اچھی سی

ویل بیک گراؤنڈ والی فیملی دیکھوں گی لیکن یہ جس راستے پر پڑ گئی ہے

مجھے لگتا ہے کسی مولوی سے ہی شادی ہو گی اس کی اور بعد میں بس جنت

جہنم سناتی رہے گی۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتا اسے ہو کیا گیا ہے اچانک

سے" میں خود حیران ہوں، ماما جان آج میں ایک خاص مقصد کے لئے

یہاں آئی تھی"۔ "خاص مقصد مطلب؟" زریاب نے حیرانگی سے

وہ دراصل روحیل نے مجھ سے یہ بات کی تھی۔ وہ نور کا پوچھا۔ "جی ماما

رشتہ روحان کی لیے لینا چاہ رہے ہیں". "کیا! یہ تو اچھی بات ہے".

زریاب نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ "ہاں لیکن ماما اگر ان کو پتہ چلا کہ

نور مدرسہ جاتی ہے، ملانی بن رہی ہے تو شاید وہ انکار کر دے کیونکہ ان کو اپ ٹو ڈیٹ بہو چاہیے میرے جیسی "۔ "ہائے۔۔۔ کیا کروں میں اس لڑکی کا، ٹھہرو میں بلاتی ہوں اسے. نصرت آپا". "جی بیگم صاحبہ" وہ دوپٹہ سے ہاتھ صاف کرتی ہوئی آئیں۔ "اوپر سے نور کو بلا کر لاؤ. اسے بولو انوشہ آئی ہے جلدی نیچے آئے". نصرت آپا جلدی سے زینے پھلانگتے ہوئے اوپر جانے لگیں کچھ دیر بعد نور زینے اترتے ہوئے نیچے آ رہی تھی سر پر ہلکا سا دوپٹہ لیا ہوا تھا "السلام وعلیکم انوشہ آپی "نور انوشہ کو دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے آگے بڑھی اور انوشہ کو گلے لگا لیا "نور یہ سب کیا ہے؟ "انوشہ نے نور سے علیحدہ ہو کر پوچھا۔ "کیا مطلب ہے آپی؟ "نور حیرانگی سے انوشہ کو دیکھ رہی تھی۔ یہ دوپٹہ، یہ سلام کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ آر یو ان یور سینسز؟" "آپی کیا ہو گیا ہے؟ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جو آپ ایسے ری ایکٹ کر رہی ہیں". نور کی آخری امید بھی

چھن سے ٹوٹی تھی، اسے لگا تھا بچپن سے اس کو سمجھنے والی بہن اس کے ہر دکھ سکھ کی ساتھی اس کا ساتھ دے گی لیکن آج وہ بھی سب کی طرح ری ایکٹ کر رہی تھی۔ "خیر چھوڑو ان سب باتوں کو اور ادھر بیٹھو تم سے ضروری بات کرنی ہے" زریاب نے نور کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور نور بیٹھ گئی۔ انوشہ کسی خاص مقصد کے لیے یہاں آئی ہے "نور نے سوالیہ نگاہیں اٹھائیں۔" عالیہ اور ابراہیم چاہتے ہیں کہ تمہارا رشتہ ان کے چھوٹے بیٹے روحان سے طے ہو جائے۔ وہ تمہیں اپنی بہو بنانا چاہتے ہیں". "کیا روحان؟ "نور ایکدم سے کھڑی ہو گئی۔ ماما میں یہ نہیں کر سکتی وہ ایک اچھا لڑکا نہیں ہے "بس کر جاؤ نور اور مجھے مزید غصہ مت دلاؤ۔ میں ہوں کہ تمہارے مستقبل کو روشن کرنا چاہتی ہوں اور تم ہو کے ہر دن نیا تماشہ لگا کر کھڑی ہوتی ہو". زریاب غصے میں آ گئی تھیں۔ "میری طرف دیکھو, میں اس گھر میں رہتی ہوں اتنا اچھا لڑکا ہے بلکہ

اس سے اچھا رشتہ مل ہی نہیں سکتا" انوشہ نے نور سے کہا۔ "ہاں لیکن آپی وہ فلرٹی ہے اس نے آپ کی شادی پر بھی بد تمیزی کی تھی مجھ سے۔ کبھی کہتا تھا اس حسن سے کتنے لوگوں کا قتل کرو گی. کبھی میرے بالوں میں لگے جھومر کو اپنے ہاتھوں سے سیٹ کرنے لگتا تھا اور ایک دن تو میرے کالج کے باہر آگیا کہ آؤ لنچ کرتے ہیں ساتھ میں". "کیا کروں میں تمہارا" زریاب اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "نور یہ سب نارمل باتیں ہیں وہ تمہیں پسند کرتا ہے اس لیے ایسا کہا۔ اور اگر تم لنچ کر بھی لیتی تو اس میں کیا برائی تھی۔ اکیسویں صدی میں ہو تم یہاں سب ایسے ہی ہوتا ہے".

لیکن ماما" نور بے بسی سے بولی۔ "بس چپ اب ایک لفظ اور نہیں"" "شام کو تمہارے بابا آئیں گے ان سے بات کر کے میں رشتہ پکا کرنے لگی ہوں ہر بار تمہاری مرضی نہیں چلے گی سنا تم نے اور یہ چھوڑ

دو مدرسے کی پڑھائی۔ان کو ایک اپ ٹو ڈیٹ بہو چاہیے انوشہ کی طرح اس کا لائف سٹائل اپناؤ۔اس جوانی میں نہ جانے کن کاموں میں پڑ گئی ہو میں نے تمہاری شادی کسی مولوی سے نہیں کرنی"، زریاب غصے سے بول رہی تھی۔نور سے وہاں بیٹھا نہیں جارہا تھا وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

رات کو سب بیٹھ کر ڈائننگ ٹیبل پر ڈنر کر رہے تھے "بیٹا سٹڈی کیسی جا رہی ہے آپ کی"، ہاشم صاحب نے جوس کا گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے پوچھا. "بہت اچھی جا رہی ہے بابا فائنل ایگزامز ہونے والے ہیں"۔ "ہمم فائنل ایگزامز ہونے تک مدرسہ جانا چھوڑ دو نا. ایگزامز کی تیاری کرو اچھے سے آگے آپ نے یونیورسٹی جانا اور جس یونیورسٹی میں آپ نے ایڈمیشن لینا وہاں کا میرٹ بہت ہائی ہے آپ کو بہت محنت کرنی پڑے گی". "جی بابا میں مینیج کر لوں گی آپ فکر نہ کریں ان شاءاللہ

فرسٹ ڈویژن لوں گی" ,نور نے مسکراتے ہوئے کہا"اورانوشہ بیٹا آپ کیسی ہو؟ سسرال میں سب ٹھیک ہے ؟"ہاشم نے انوشہ کی طرف رخ کیا تھا۔ "جی باباجانی۔ سب ٹھیک ہیں، خوش ہوں وہاں پر، سب بہت کیئرنگ ہیں". "ہاشم مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے "زریاب نیپکن سے لب تھپتھپاتے ہوئے بولی۔ "جی کہیں "ہاشم بہترین رشتہ آیا ہے "زریاب نے متوجہ ہو کر کہا. "نور کے لیے ایک نور کی طرف آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہااور نور وہی ساکت ہو گئی "اچھا کب اور کہاں سے ؟ مجھے بتایا کیوں نہیں؟ "ہاشم نے آبرو اچکتے ہوئے پوچھا. "آپ کے دوست ابراہیم کے گھر سے ہی آیا ہے روحان کا نور کے لئے۔۔۔انوشہ نے آج مجھے بتایا ہے". "اچھا" ,ہاشم سوچ میں پڑ گئے۔ "سوچ کیا رہے ہیں اتنا اچھا رشتہ ہے دونوں بہنیں

ساتھ میں رہیں گی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے. میری طرف سے

"تو ہاں ہے آپ بتا دیں؟

"نور سے پوچھا تم نے کیا وہ راضی ہے؟"

نور نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے تھے لیکن زریاب نے فوراً کہہ دیا"

نور راضی ہے اسے کیا مسئلہ ہونا ہے بھلا اتنا اچھا لڑکا ہے روحان

۔۔۔"اچھا چلو ٹھیک ہے جیسے تم کہو ہاشم مسکراتے ہوئے اٹھے کرسی کی

پشت سے اپنا کوٹ اٹھا کر بازو پر ڈالا اور کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

"دیکھا انوشہ میں نے کہا تھا نا ہاشم مان جائیں گے"

نور نے اب آنکھوں میں آنسو لیے ارسلان کی جانب دیکھا

بھائی"اس نے آہستگی سے بولا تھا کہ ارسلان کو اس کے لب ہلنے سے"

ہی معلوم ہو گیا کہ وہ اسے پکار رہی ہے

ارسلان نے سمجھتے ہوئے زریاب کی جانب رخ کیا

لیکن ماما اتنی جلدی ہاں کرنے کی ضرورت کیا ہے مجھے وہ لڑکا ویسے "
" بھی تھوڑا عجیب سا لگتا ہے

کیا مطلب عجیب سا اتنا اچھا ہے روحان اتنی کیئر کرتا ہے میری، کہتا ہے بھابھی کسی بھی چیز کی ضرورت ہو مجھے کہیے گا آپ کا چھوٹا بھائی ہوں

انوشہ نے بات ٹوکتے ہوئے کہا

لیکن ماما! بس ارسلان یہ نور کی زندگی کا معاملہ ہے اور ہم نے جو فیصلہ کیا ہے ٹھیک کیا ہے ہر بار تمہاری مرضی نہیں چلے گی ارسلان خاموش ہو گیا تھا نور کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اس کی گود میں گرا تھا

ارسلان نے اس کے گود میں رکھے ہاتھ کے اوپر نرمی سے اپنا ہاتھ رکھا تھا اور آنکھوں سے اشارہ کیا تھا کہ میں دوبارہ کوشش کروں گا اور نور نفی میں سر ہلاتی اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا

''کیا یار ماما! آپ نے میری گڑیا جیسی بہن کو رلا دیا''

ابھی رو رہی ہے ایک دن خوش ہو گی خوش ہو گی میرے فیصلے سے ماں باپ اولاد کے لیے کبھی غلط فیصلہ نہیں کرتے۔ زریاب نے نور کو اوپر جاتے ہوئے دیکھ کر کہا اور ارسلان گہری سانس لیتا رہ گیا۔

وہ بیڈ پر چت لیٹا چھت کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا وہ کیوں اتنا بے چین ہے کیوں اسے سکون نہیں مل رہا سب کچھ تو ہے اس کے پاس پھر کیوں اس کی راتیں جاگ کر کٹتی تھی کیوں وہ ایک انجانی سی کیفیت میں مبتلا تھا یونہی سوچتے ہوئے اس نے کروٹ لی تھی اور آنکھیں بند کی تھیں مگر نیند اس سے کوسوں دور تھی اس نے تھک کر پھر آنکھیں کھولیں وال کلاک کی جانب دیکھا تو 4 بج رہے تھے گھر کی قریبی مسجد سے پر

سکون سی آواز میں اذان کہی جا رہی تھی اس نے سونا چاہا مگر نا جانے وہ آواز اسے اپنی جانب بار بار متوجہ کر رہی تھی۔ بہت بار اس نے سونے کی کوشش کی اب وہ سرہانے کے نیچے اپنا سر دینے لگا تھا کہ اس کی سماعت سے الفاظ ٹکرائے "الصلوۃ خیر من النوم" نماز نیند سے بہتر ہے"

اور اب وہ اٹھ کر بیٹھ گیا کچھ دیر سوچتا رہا پھر اپنے کمرے سے نکل کر وہ گیٹ کھول کر انجانے سے رستے پر چل پڑا سامنے سفید ٹائلز سے بنی عمارت اندھیرے میں چمک رہی تھی۔ اس نے باہر جوتا اتارا اور اپنے برہنہ قدم سفید ٹائلز پر رکھے تو اک سکون سا اس کے اندر اترا تھا بس اسی سکون کی ہی تو تلاش تھی اسے اور وہ اسے دنیا میں ڈھونڈ رہا تھا۔ پانی کے نل کو کھولا تو ٹھنڈی آبشار کی مانند پانی نکلا تھا۔ بسم اللہ پڑھ کر اس نے وضو کا آغاز کیا اور مکمل وضو کرنے کے بعد اب وہ ایک کمرے میں

کھڑا تھا جہاں صفیں بچھائی گئی تھیں دروازے کے بالکل سامنے دیوار پر سفید ٹائل پر بڑا سا سنہری رنگ میں اللہ لکھا تھا پاس ہی ایک نوجوان اسپیکر آف کر کے اسے سائیڈ پر رکھ رہا تھا۔

فائق کے چہرے سے وضو کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے گیلے بھورے بال بے نیازی سے ماتھے پر گرے تھے

السلام علیکم ! فائق نے اس نوجوان سے سلام لیا تھا

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ماشاءاللہ آج آپ سب سے پہلے مسجد" میں آئے لگتا بہت خاص بندے ہیں آپ اللہ کے "نوجوان نے نرمی سے مسکراتے ہوئے کہا

فائق نے شرم سے نگاہیں جھکا لی تھی

حافظ عبدالرحمن ہوں میں اور آپ ؟" فائق کے سامنے کھڑا وہ اس" سے اب اس کا تعارف پوچھ رہا تھا۔ "میں فائق یوسف۔۔" فائق نے

اٹکتے ہوئے کہا تھا کاش وہ بھی کہہ سکتا کہ میں حافظ فائق یوسف مگر الفاظ دم توڑ گئے تھے۔ وہ حفظ مکمل نہیں کر پایا تھا اس نے قرآن چھوڑ دیا تھا یا اس کی مایوسی کی وجہ سے اس سے قرآن لے لیا گیا تھا۔

آؤ بیٹھتے ہیں عبد الرحمن نیچے قالین پر بیٹھ گیا اور فائق بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

پریشان لگ رہے ہو دوست کیا بات ہے ؟" عبد الرحمن نے فائق کے " گود میں رکھے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ نرمی سے رکھا تھا فائق کو ایک اپنائیت محسوس ہوئی تھی اس سے جیسے کوئی بہت اپنا ہو۔ "سکون کہاں سے ملتا ہے عبد الرحمن ؟" فائق نے سیاہ آنکھیں اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ عبد الرحمن اس کے سوال پر مسکرایا تھا" یہاں "رحمن نے اس کے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ "مگر یہ بے سکون ہے بے چین ہے یہاں سکون کیسے ہوگا؟" ارے تم نے سنا نہیں "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

"دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے۔ فائق جب تک ہم اللہ سے
دور رہیں گے یہاں سکون نہیں آسکتا چاہے ساری دنیا کی آسائشیں مل
جائیں ہمیں جیسے اگر کوئی پودا ہو اور اسے پانی نہ دیا جائے تو وہ مرجھا جاتا
ہے سورج کی گرمی اسے جھلسا دیتی ہے۔ ایسے ہی ہمارے دل جب اللہ
کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں ہمارے گناہ اس دل کو سیاہ کر دیتے
دل کی آبیاری اللہ کے ذکر سے کرتے رہو گے ہیں۔ جب تک تم اس
سکون نشو و نما پاتا رہے گا۔" عبدالرحمن مجھے لگتا ہے میرا دل مرجھا گیا
ہے میں اللہ سے بہت دور آگیا ہوں اتنا دور کہ مجھے لگتا ہے کہ میں واپس
نہیں آسکتا میں نے اللہ کی کتاب کو چھوڑ دیا عبدالرحمن میں نے نمازیں
بھی چھوڑ دیں میں اپنے بابا سے کیے گئے تمام وعدوں کو توڑ بیٹھا ہوں۔
مجھے نہیں لگتا کہ اب میں پہلے والا فائق بن سکتا ہوں۔ اللہ کی محبت کو

محسوس کرنے والا یہ فائق مایوسیوں میں ڈوبا ہے تاریکیوں میں ڈوبا روشنیوں کا یہ سفر طے کیسے کروں۔" وہ اداس سا کہہ رہا تھا۔

اے میرے بھائی! مومن اتنے مایوس نہیں ہوتے وہ گرتے ہیں اٹھتے ہیں سنبھلتے ہیں مگر وہ مسلسل کوشش کرتے ہیں راہ ہدایت پر چلنے کی مگر وہ ہمت نہیں ہارتے وہ تاریکیوں میں ڈوب بھی جائیں تو روشنی کی کرن کو تھام کر روشنیوں میں آجاتے ہیں۔ قرآن نور ہے ہدایت ہے جب تک تمہارے پاس قرآن ہے تم یونہی مسلسل اندھیروں میں نہیں رہ سکتے۔ یہ نور ہے تمہارا قلب نور سے بھر دے گا۔ اور یہ قلب ایک دن نور سے چمک اٹھے گا ان شاءاللہ" عبدالرحمن نے فائق کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

میں حفظ مکمل کر رہا تھا عبدالرحمن قرآن کو سینے میں حفظ کر رہا تھا مگر میں چھوٹا تھا جب رات کی تاریکی میں قہر آلود سردی میں میں نے اپنے

والدین کو خون میں لپٹے دیکھا تھا۔ وہ والدین جنہوں نے مجھے قرآن کے قریب کیا تھا جنہوں نے بہت اچھی تربیت کی تھی میری مگر ان کے جانے کے بعد میں اللہ سے خفا ہو گیا میں نے چھوڑ دیا قرآن حفظ کرنا۔ میری دادی میرے بھائی نے بہت سمجھایا مجھے مگر میں خفا تھا کہ کیوں مجھ سے میرے والدین لے لیے گئے۔ مجھے ضرورت تھی ان کی وہ کیوں چلے گئے اس کے بعد میں قرآن کو دوبارہ تھام نہیں سکا۔ "تو اب تھام لو" عبدالرحمن نے امید کی کرن تھمائی تھی۔ "تمہارے والدین کا سن کر مجھے دکھ ہوا بہت مگر ایک بات بتاؤں فائق ہمارے پیارے نبی بھی تو بغیر والدین کے بڑے ہوئے تھے حضرت آمنہ کی وفات کے وقت ان کی عمر 6 سال تھی وہ بار بار ان کی قبر سے لپٹ کر روتے تھے۔ بہت چھوٹے تھے وہ فائق انہوں نے تو نہیں کہا کہ اللہ نے میرے والدین مجھ سے لے لیے اب میں دور ہو جاؤں گا خفا ہو جاؤں گا۔

انہوں نے صبر کیا اور آج وہ ہمارے لیے ایک مثالی کردار ہیں۔ ہم آج سے ہی ہر چیز کا آغاز کریں گے آج کا سورج امید کی کرنیں لیے طلوع ہو گا میں تمہارا ساتھ دوں گا تم دوبارہ سے حفظ شروع کرو گے۔" مگر مجھ سے نہیں ہو گا فائق نے بے بس ہوتے ہوئے کہا۔

دیکھو پیارے! اب تم پھر سے مایوس ہو رہے ہو ایسا نہیں کہتے ان شاءاللہ کہتے ہیں۔اللہ کی مدد آجایا کرتی ہے یقین رکھو" اکا دکا لوگ مسجد میں آکر وضو کرنے لگے تھے۔" ابھی اٹھو ہم نماز فجر ادا کرتے ہیں پھر ہم مل کر سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے اور آج ہی جماعت کے بعد ہم قرآن شروع کریں گے۔ میری دہرائی ہو جائے گی اور تمہارا حفظ پھر سے شروع ہو جائے گا ہم مل کر تاریکیوں سے نکل کر نور میں آجائیں گے۔ یہ میرا وعدہ ہے تم سے فائق" عبدالرحمن نے اس کے دونوں

کندھوں کو تھاما تھا اور فائق کو اپنے کندھوں پر سے منوں بوجھ اترتا محسوس ہوا تھا۔

امام صاحب نے امامت شروع کروائی تو فائق نے بھی خود کو اللہ کے آگے سرینڈر کر دیا تھا۔اس کی روح کو سکون ملا تھا وہ روشنی کا مسافر بننے جا رہا تھا۔پارک میں برسوں پہلے کیا وعدہ وہ اب نبھانے لگا تھا۔ہاں وہ اللہ کی رسی کو پھر سے تھامنے جا رہا تھا۔"اور اللہ ان کو ضرور ہدایت سے نوازتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں"۔

حور ایک ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے پکڑے دوسرے ہاتھ سے گیٹ کا لاک کھول رہی تھی۔بی جان نے ایک چابی حور کو دی تھی جب عمر اور فائق یونیورسٹی ہوتے تھے تو حور یا کبھی رضیہ بیگم بی جان کے پاس آجایا

کرتی تھی "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بی جان صبح بخیر!" حور کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے بولی "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" بی جان جو بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹی تھی اٹھ کر بیٹھ گئیں اور بیڈ کی پشت سے ٹیک لگالی "حور بیٹا آج آپ کالج نہیں گئی؟" نہیں بی جان ہمارے ایگزامز ہونے والے ہیں تو تیاری کے لیے ہمیں جلدی فری کر دیا گیا ہے حور ناشتے کی ٹرے بیڈ پر رکھتے ہوئے بولی۔ "اچھا اللہ آپ کو دنیا آخرت "میں کامیابی سے نوازے آمین

ارے بیٹا! اس کی کیا ضرورت تھی میں نے صبح فروٹس کھائے تھے" بھوک نہیں تو عمر کچھ فروٹس زبردستی کھلا کر گیا ہے" بی جان ناشتے کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں۔ "لیکن آپ ناشتہ بھی کریں گی کیونکہ آپکی حور بیٹی خاص آپ کے لئے بنا کے لائی ہے" وہ اب ٹوسٹ اور انڈے کے ساتھ چائے نکال کے بی جان کے آگے کر رہی تھی" آپکو یاد ہے نا

آئی آج ہم نے لان میں واک بھی کرنی ہے کیونکہ اگر آپ چلیں گی نہیں تو آپ جلدی ٹھیک نہیں ہوں گی" واک نہ بھی کروں تو میں ٹھیک ہوں پچھلے چند دنوں سے تم میری دیکھ بھال کرتی آرہی ہو روز میرے پاؤں کی مالش کرتی ہوں میں پہلے سے بہت بہتر محسوس کر رہی ہوں بیٹا دل سے بہت دعائیں دیتی رہتی ہوں تمھیں بی جان حور کی رخسار پر ہاتھ رکھتے ہوئے بول رہی تھیں "ارے ! یہی دعائیں تو چاہیے مجھے "حور مسکراتے ہوئے بولی۔

عمر آج یونیورسٹی سے جلدی آگیا تھا جب اسکا گزر لان سے ہوا تو لب خود بخود مسکرانے لگے۔ "بی جان ! میرا ہاتھ تھام لیں اتنی تیزی سے قدم نہ اٹھائیں پلیز آرام آرام سے چلیں پورے دو ہفتے بعد آپ چل رہی ہیں ایکدم سے چلیں گی تو مسلز ان ریلکس ہوں گے "بی جان حور کے مخملی سفید ہاتھوں کو تھامے آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ عمر کی

جانب دونوں کی پشت تھی۔ عمر نے کھنکھارتے ہوئے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔بی جان نے پلٹ کر دیکھااور حور نے جلدی سے نقاب کر لیا۔"ارے عمر بیٹا آج جلدی آ گئے ؟؟"جی بی جان آج لاسٹ لیکچر فری تھا اسلئے بس۔۔۔اچھا۔۔اس سے پہلے بی جان اسے بلاتی وہ شاور کا کہہ کر اپنے کمرے کی جانب چل دیا اسے وہاں رہنا مناسب نہیں لگا تھا۔

نور اپنے کمرے میں کتابیں پھیلائے ایگزامز کی تیاری کر رہی تھی زریاب آہستہ سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی نور نے نگاہیں اٹھائی تو حیران رہ گئی کیونکہ جب سے اس نے مدرسے ایڈمیشن لیا تھا زریاب یوں اس کے کمرے میں نہیں آئی تھیں نہ ہی ٹھیک سے بات کرتی تھیں اور اب وہ پیزا لیے اس کے ساتھ بیڈ پر آ بیٹھی تھیں۔"اور کتنا

پڑھو گی نور بیٹا کچھ کھانے کا بھی خیال رکھو دن بہ دن کمزور ہوتی جا رہی ہو تمھیں پیزا پسند ہے نا اس لیے میں اپنی بیٹی کے لیے لائی ہوں" نور تو بس حیرت سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔ "ماما میں نے جوس پیا تھا"

ارے! جوس سے بھوک تھوڑی نا مٹتی ہے یہ لو یہ کھاؤ زریاب نے پیزا کا ٹکڑا کانٹے سے نور کے منہ میں ڈالا "تھینک یو ماما" نور نے مسکراتے ہوئے کہا مجھے لگا آپ سخت ناراض ہے مجھ سے۔۔۔ "میں کیوں ناراض ہوں گی بھلا انوشہ کے بعد تم ہی تو ہو اس گھر کی رونق جو کہ اب رخصت ہو جائے گی" زریاب نے مسکراتے ہوئے نور کو خود وہ بھی سے لگایا تھا اور وہیں نور ٹھٹھکی تھی "کیا مطلب ماما؟؟"

نور نے زریاب سے جدا ہوتے ہوئے پوچھا" وہ میں تمھیں بتانے آئی تھی کہ اس ہفتے کو تمھاری منگنی ہے روحان سے میری بات ہوئی تھی عالیہ سے وہ جلد از جلد تمہیں اپنی بہو بنانا چاہتے ہیں" زریاب نے نور

کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا مگر ماما آپ جانتی ہیں مجھے وہ نہیں اچھا لگتا۔۔۔ "کیوں نہیں اچھا لگتا ہینڈسم ہے ویل بیک گراؤنڈ ہے تمھیں شہزادیوں کیطرح رکھے گا تمھیں اور کیا چاہیے ہاں؟؟ لیکن مما" نور نے آنکھوں میں نمی لاتے ہوئے کہا" لیکن ویکن کچھ "نہیں میں نے ہاں کر دی ہے۔ کیا اسلام تمھیں ماں کی نافرمانی کرنا سیکھاتا ہے؟؟" زریاب نے ابرو اچکاتے ہوئے کہا" نہیں مما ایسی بات نہیں ہے ماں کا تو بڑا رتبہ ہے اسلام میں یہاں تک کہ جنت کو ماں کے پاؤں تلے رکھ دیا گیا ہے۔ مگر مما اسلام میں لڑکی کی زبردستی شادی پر بھی ممانعت ہے جب تک لڑکی راضی نہ ہو والدین نکاح نہیں کر سکتے کسی سے بھی اسکا" نور نے نرمی سے الفاظ ادا کئے تھے۔ "چپ کرو اب تم مجھے اسلام سیکھاو گی؟؟" زریاب غصے میں آگئی تھی ہفتے کو تمھاری

منگنی ہے اور تمھاری طرف سے بھی رضامندی ہے۔ سنا تم نے مزید کچھ نہیں سننا چاہتی۔

وہ غصے سے کہتی دروازہ زور سے مارتی چلی گئی اور نور پیچھے بے بس سے ہو کر رودی۔ "یا اللہ پلیز ہیلپ می" وہ رو رہی تھی اسے اب اپنی ماں کی بات ماننی پڑنی تھی وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

اگلے روز نور لائٹ پنک فراک پہنے ہم رنگ دوپٹے سے حجاب کر کے زینے اتر رہی تھی "نصرت آپا ڈرائیور سے کہیے کہ گاڑی نکالے میں نے کالج جانا ہے رولنمبر سلپ لینے" نصرت آپا کے ڈسٹنگ کرتے ہوے ہاتھ رکے "وہ بی بی جی ڈرائیور تو آج اپنے گاؤں گیا ہے اس کی

بیوی کی طبیعت کچھ ناساز تھی اس لیے وہ چند دن چھٹیوں پر ہے"جی

اچھا ٹھیک ہے کہتی نور نے موبائل کے کی پیڈ پر نمبر ڈائل کر کے کان

سے لگایا تھا تیسری بیل پر اٹھالیا گیا تھا"ارسلان بھائی میں نے کالج جانا

ہے ڈرائیور گھر پر نہیں ہے پلیز مجھے چھوڑ آئیں "ارسلان جو آفس میں

بکھری ہوئی فائلز میں الجھا تھا سیدھا ہو کر بیٹھا"بہنا یار! میں نے تمہیں

ڈرائیونگ کس لیے سیکھائی ہے۔میں بہت زیادہ مصروف ہوں آفس

"میں سر کھجانے کا ٹائم نہیں مل رہا تمھیں کیسے لینے آجاؤں

پر بھائی آپ جانتے ہیں میری ڈرائیونگ اتنی اچھی نہیں ہے ابھی"نور"

کرو گی تو اچھی ہو گی نہ بس نارمل سپیڈ سے چلاتی ہوئی کالج چلی جاو

پلیز۔۔۔میری پیاری بہنا نہیں پھر"ارسلان نے پیار سے کہا تھا

"او کے بھائی چلی جاتی ہوں"نور نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا

تھا۔"تھینک یو سو مچ ٹو انڈرسٹینڈ می"نور موبائل پرس میں ڈالتی ہوئی

باہر نکلی۔ سیاہ سیوک کا دروازہ کھولے اندر بیٹھی سیٹ بیلٹ باندھا اور گاڑی سٹارٹ کر کے کالج کے راستے پر ڈال دی اور راستے میں دعا کرتی رہی کہ اس کی ملاقات حور سے ہو جائے وہ اس سے اپنا دل ہلکا کرنا چاہتی تھی۔ کالج کے گیٹ پر گاڑی روکتے ہوئے ابھی وہ سیٹ بیلٹ اتارنے لگی تھی کہ اچانک اس کی نظر کالج سے نکلتے ہوئے میک اپ سے اٹی ہوئی لڑکی پر پڑی اور اس کے لب حیرت سے کھل گئے تھے وہ لڑکی اب گرے کلر کی گاڑی کی جانب مسکراتی ہوی بڑھ رہی تھی۔ ٹائٹ جینز پر شارٹ شرٹ پہنے کھلے بال چھوڑے چہرے پر بھرپور میک اپ کیے وہ لڑکی کوئی اور نہیں آمنہ تھی "اسکی گاڑی یہ تو نہیں پھر یہ کس کی گاڑی میں جا رہی ہے اور اتنا میک اپ تو اس نے کبھی کسی پارٹی پر بھی نہیں کیا جتنا آج کیا ہے "نور سوچ رہی تھی۔ کچھ غلط تھا۔ آمنہ گاڑی کا دروازہ کھولے اندر بیٹھ چکی تھی گرے کار تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔ نور

نے ایک منٹ کے اندر فیصلہ کیا اور انگیشن میں چابی گھماتی گاڑی زن

سے بھگا لے گئی گرے کار ایک شاندار سے ریسٹورنٹ پر جا کر رکی تھی

نور نے بھی اپنی گاڑی سڑک کے دوسری جانب کردی تھی وہ اب گاڑی

میں بیٹھے غور سے سب دیکھ رہی تھی کہ گرے کار میں سے ایک

نوجوان نکلا تھا۔ سفید پینٹ پر رائل بلیو ٹی شرٹ پہنے بالوں کو جیل سے

سیٹ کیے ہوئے تھے اب وہ کار کی دوسری جانب کا دروازہ کھولے

مسکراتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ آگے کر رہا تھا اور اس ہاتھ میں آمنہ اپنا

ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے باہر نکلی تھی۔

اوہ اللہ یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں مجھے لگا تھا موبائل پکڑے جانے کے "

بعد یہ سدھر گئی ہو گی مگر بات تو یہاں تک آپہنچی ہے۔ یہ میری بیسٹ

فرینڈ ہے اور میں اسے روکوں گی کیونکہ یہ میرا فرض ہے" وہ اپنا پرس

کندھے پر ڈالے کار سے باہر نکلی اور پھر ریسٹورنٹ کے اندر داخل ہو گئی

جہاں نعمان اور آمنہ ابھی ابھی اندر گئے تھے۔ نعمان نے ویٹر کو آواز دے کر بلایا مینیو کارڈ سے دیکھ کر کچھ آرڈر کیا اور ویٹر سر ہلاتا کچن کی جانب چلا گیا۔ "آج کا دن بہت حسین ہے آمنہ اور تم اس سے بھی زیادہ حسین لگ رہی ہو" آمنہ نے مسکراتے ہوئے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑسہ تھا" تمھارے لیے ایک چیز ہے "کیا؟؟؟ آمنہ نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

نوران کے پیچھلے ٹیبل پر بیٹھ کر مینیو کارڈ کے پیچھے سے منہ چھپائے سب دیکھ رہی تھی۔ نعمان نے جیب سے ایک سیاہ رنگ کی ڈبیا نکالی اور اس میں سے گولڈ کی رنگ نکال کر آمنہ کی جانب ہاتھ بڑھایا اور آمنہ نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ہاتھ آگے کر دیا۔ نعمان اب اسے انگھوٹھی پہنا کر اسکے ہاتھ کی پشت کو بوسہ دے رہا تھا۔ نور نے آنکھیں پھیر لیں تھی "یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

تم اب میری ہو آمنہ تمھیں مجھ سے کوئی چھین نہیں سکتا میں جب" جب تم سے ملنے کا کہوں تم آؤ گی کیونکہ تم صرف میری ہو میرا حق ہے "تم پر۔۔۔

وہ کیا جانے حق صرف نکاح کے بعد جتایا جاتا ہے اس سے پہلے سب دیکھاوا اور فراڈ ہوتا ہے۔۔آمنہ اس کے مزید قریب ہو کر اس کے کندھے پر سر رکھ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے آرام سے بیٹھ گئی نور کے بس سے باہر ہو گیا تھا اس سے پہلے وہ کوئی اور حرکت کرتے نور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ان دونوں کے سر پر جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

یہ میں کیا دیکھ رہی ہو آمنہ "نور اب سنجیدہ سی ہاتھ باندھے اس کے" سامنے کھڑی تھی آمنہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔"آمنہ یہ سب غلط ہے تم آنٹی انکل کو دھوکے میں رکھ رہی ہو اگر اتنا پسند کرتا ہے یہ تمھیں تو نکاح کا پیغام کیوں نہیں بھجواتا یوں سڑکوں پر لے کر کیوں پھر رہا ہے تم

کو؟؟" نعمان خباثت سے مسکراتا ہوا نور کو غور سے دیکھ رہا تھا۔"میں کوئی غلط کام نہیں کر رہی جلد ہماری شادی ہو جائے گی تم اپنے کام سے کام رکھو"۔ آمنہ بھی دو بدو بولی تھی۔"میں تمھاری بیسٹ فرینڈ ہوں آمنہ میں تمھیں دلدل میں دھنستا ہوا نہیں دیکھ سکتی تم نہیں جانتی یہ تمہارا استعمال کر کے ٹشو پیپر کی طرح تمھیں پھینک دے گا۔ چلو میرے ساتھ "نور نے آمنہ کی کلائی زور سے پکڑی تھی اور آمنہ نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑوائی تھی اگر پیچھے ٹیبل نہ پڑا ہوتا تو نور گر پڑتی۔"تم ہوتی کون ہو مس نور میری لائف میں انٹرفئیر کرنے والی ہاں؟؟ میری زندگی میری مرضی میں جو کچھ مرضی کروں تم جاؤ اپنی نئی دوست حور کے پاس اور خبردار میرے اور نعمان کے بارے میں اپنی گندی زبان سے ایک لفظ بھی نکالا تو میں تمھارا منہ نوچ لوں گی" آمنہ شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے انتہائی بدتمیزی سے جواب دے رہی

تھی۔ ''گیٹ لاسٹ فرام ہیئر ناؤ... '' آمنہ نے دروازے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

نور کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔ ''میں نے بہت سی قریبی دوستیاں لڑکوں کے پیچھے ٹوٹتی دیکھیں ہیں آمنہ اور بعد میں وہ لڑکے بھی انہیں پیروں تلے روندتے ہوئے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور آج تم ایک لڑکے کے پیچھے اپنی بیسٹ فرینڈ کو چھوڑ رہی ہو۔ ''

'' ہاں چھوڑ رہی ہوں جاسکتی ہو اب تم۔۔۔ میرا اتنا حسین دن برباد کرنے کا شکریہ۔ میں مروں یا جیوں تم سے کوئی مطلب نہیں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں یہاں تماشا نہ لگاؤ جو تھوڑا وقت میں نعمان کے ساتھ خوشگوار گزارنا چاہتی ہوں گزارنے دو پلیز اور آئندہ میری پرسنل لائف میں انٹرفئیر نہ کرنا اس کا کوئی حق نہیں ہے تمہیں آئی سمجھ ''

آمنہ لائیز سے بھری ہوئی آنکھیں دکھاتی ہوئی کہہ رہی تھی۔ نعمان

دونوں کی گفتگو سے محظوظ ہو رہا تھا چلو ایک کانٹا تو ہٹا راستے سے نعمان نے ہنسی دباتے ہوئے سوچا۔ نور رخسار پر آئے ہوئے آنسوؤں کو رگڑتی تیزی سے باہر چلی گئی کار میں بیٹھ کر روتی رہی اور پھر آنسو پونچھ کر کالج کی جانب چل دی۔

"سالوں پرانی دوست جب یوں کسی اجنبی کی خاطر ٹھکرا دے اور اتنی انسلٹ کر دے سہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے" ابھی تو نور نے بہت کچھ سہنا تھا۔ نور نے گاڑی دوبارہ کالج کے راستے پر ڈال دی۔ کالج پہنچ کر نور کی نگاہیں حور کو ڈھونڈ رہی تھیں مگر وہ وہاں موجود نہیں تھی۔

لڑکیوں سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ آدھا گھنٹہ پہلے کی چلی گئ۔ اسی وقت جب نور آمنہ کا پیچھا کر رہی تھی۔ نور نے دکھی سی سانس خارج کی تھی نور نا امید سی کلریکل آفس کی جانب بڑھ گئی اپنا نام بتایا تو کلرک نے رول نمبر سلپ نکال کر اسے تھما دی۔ وہ اب ایک بڑا اسار جسٹر اس کے

آگے کر رہا تھا کہ "اپنے نام کے آگے دستخط کر دیں کہ آپ نے سلپ لے لی ہے"

نور اداس سی پنسل پکڑے دستخط کرنے لگی تو اس کی نظر سب سے اوپر والے نام پر پڑی حور نفیس اس کے آگے حور کے دستخط ہوئے تھے اور ساتھ میں اس کا موبائل نمبر بھی لکھا تھا نور نے موبائل کے کی پیڈ پر جلدی سے حور کا نمبر ڈائل کیا اور رجسٹر پر دستخط کرتے ہوئے کالج سے گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ گھر آکر نور سب سے پہلے اپنے کمرے میں گئی موبائل نکال کر حور کا نمبر ملایا اور دوسری جانب جاتی رنگ کو بے چینی سے سنتی رہی کہ کال دوسری جانب سے اٹھائی گئی تھی۔ "اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! "حور کی مدھم سی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی "وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! کیسی ہو حور؟ "میں نور بات کر رہی ہوں آفس سے آپ کا نمبر لیا" الحمدللہ میں ٹھیک ہوں۔

آپ کیسی ہیں نور؟" حور نے مسکراتے ہوئے پوچھا- "فلحال تو اداس ہو

ں" اللہ اکبر مگر کیوں؟ حور کی پریشان سی آواز گونجی تھی۔ "حور

دراصل میری ماما نے میرا رشتہ کسی ایسی جگہ کر دیا ہے جہاں میں رضا

مند نہیں میں نے ماما کو بتایا بھی ہے کہ مجھے وہ لڑکا نہیں پسند ماما پھر بھی

ضد پر اٹکی ہوئی ہیں اور اس ہفتے میری منگنی رکھ دی۔ میں کیا کروں حور

کچھ سمجھ نہیں آرہا۔" وہ پریشانی سے ٹہلتی ہوئی بتا رہی تھی

دیکھو پیاری! ہمارے والدین ہم سے بے لوث محبت کرتے ہیں وہ"

ہمیشہ ہمارا اچھا سوچتے ہیں بہت سی ایسی چیزیں یا خواہشات ہوتی ہیں جو

ہم کرنا چاہ رہے ہوتے ہیں مگر وہ پوری نہیں ہوتی اور کچھ چیزوں کو ہم

ناپسند کرتے ہیں اور وہ ہماری جھولی میں ڈال دی جاتی ہیں۔ پیاری اللہ

کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ اگر اللہ نے آپ کے نصیب میں اس

لڑکے کو لکھا ہے تو آپ کو انکار کیے بغیر قبول کرنا ہوگا۔ آپ کو کیا پتا کہ

اس میں کیا خیر چھپی ہو۔اور ابھی تو صرف منگنی ہو رہی ہے نا نکاح تو نہیں نا ہوا اگر وہ لڑکا آپ کے لیے ٹھیک نہ ہوا تو اسے اللہ آپ سے دور کر دے گا۔آپ کے کہے بغیر

ابھی جو آپ دیکھ رہی ہو وہ آپ کی ماما کو نہیں دکھ رہا۔کیا پتا منگنی کے بعد آپ لوگوں کے ہاں آنا جانا ہو تو آپ کی ماما آپ کو سمجھ جائیں۔ابھی کے لیے اپنی ماما کو ناراض نہ کریں خاموشی سے حامی بھر لیں۔اللہ آپ کے لیے بہت سی آسانیاں فرمائے آمین "نور باتوں کو کچھ کچھ سمجھ گئی تھی۔"جی ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ حور میں پوری کوشش کروں گی کہ ماما کو ناراض نہ کروں ان شاءاللہ ..."

اچھا ذرا نور مجھے ذرا کسی کے گھر جانا ہے بعد میں بات ہو گی۔جی ٹھیک ہے نور نے اللہ حافظ کہہ کر فون بند کر دیا- عمر بی جان کے پاس بیٹھا ہاتھوں میں چھری لیے سیب کاٹ رہا تھا اور فائق بی جان کی ٹانگیں دبا رہا

تھا۔ "عمر بیٹا مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے "عمر نے چونک کر دیکھا تو ادھر فائق کے چلتے ہاتھ بھی رکے تھے "دیکھو بیٹا میں نے پہلے بھی تم سے ذکر کیا تھا کہ میں دن بدن بوڑھی ہوتی جارہی ہوں میں چاہتی ہوں کہ تم دونوں بھائیوں کی اپنی زندگی میں ہی خوشیاں دیکھوں "لیکن

دادی جان میں ابھی ....

چپ کرو فائق ابھی پوری بات سن لو۔ دادی نے فائق کو ڈپٹا تھا اور وہ منہ لٹکائے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ "عمر بیٹا رضیہ بیگم کی بیٹی حور کو میں نے تمہارے لیے پسند کیا ہے اس سے اچھی اور نیک ہمسفر مجھے تمہارے لئے نہیں مل سکتی "حور کے نام پر عمر کا دل تیزی سے دھڑکا تھا اس نے کبھی اس سے بات تک نہیں کی تھی نہ ہی کبھی آنکھ اٹھا کر دیکھا تھا مگر اس کی غیر موجودگی میں اس کا بی جان کا خیال رکھنا انہیں

دوبارہ سے چلنے کے قابل بنانا سب بہت اچھا لگا تھا مگر وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ دور آسمانوں میں ان دونوں کا ساتھ لکھ دیا گیا تھا۔

" اور پاک مردوں کے لیے پاک عورتیں ہیں"

سورۃ النور کی آیت اس کے ذہن میں آئی تھی۔" تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟؟ عمر میں بات کروں رضیہ سے "بی جان نے عمر کو سوچوں میں گم پا یا دیکھ کر پوچھا۔"جی...جی دادی جان جیسے آپ کہیں عمر ہڑبڑایا تھا"ہائے۔۔۔اوئے۔۔۔ عمر بھائی کے تو کان سرخ پڑ گئے۔ہائے عمر بھائی آپ کتنے شرمیلے ہیں ناا۔ فائق نے ہنستے ہوئے کہا۔" فکر مت کرو میرے پیارے سے پوتے تمہارا ابھی رشتہ عنقریب میں ڈھونڈ ہی لوں گی۔چھ ماہ کے اندر تم دونوں نکاح کے رشتے میں بندھ جاؤگے

یہ کیا بات ہوئی بھلا'' فائق نے معصوم سا منہ بناتے ہوئے کہا''یہی '' بات ہے جناب ''اب کی بار عمر فائق کو چھیڑ رہا تھا۔

گیٹ پر بیل ہوئی تو فائق اٹھ کر دیکھنے چلا گیا کہ کون آیا ہے۔گیٹ کھولا تو رضیہ بیگم چادر میں لپٹی اور ان کے پیچھے سیاہ عبایا میں ملبوس حور نظریں جھکائے کھڑی تھی۔فائق نے سلام کر کے انہیں اندر آنے کا کہا اور خود سائیڈ پر ہو گیا۔عمر بھی باہر دیکھنے آیا کہ کون آیا ہے۔رضیہ بیگم نے عمر کے سر پر پیار دیا اور حال احوال دریافت کرنے لگیں عمر شرماتا ہوا جواب دے رہا تھا۔

وہ دونوں اندر گئیں۔

اہم۔۔۔اہم۔۔۔'' فائق شرارتی انداز میں کھنکھارا تھا عمر تنگ آ کر '' اس کے پیچھے بھاگا'' ٹھہر وابھی بتاتا ہوں تمہیں '' دونوں بھائی لان میں ادھر ادھر بچوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔بی جان سے سلام لینے کے

بعد رضیہ بیگم اب ان سے ان کی صحت کے متعلق پوچھ رہی تھیں۔

"الحمدللہ کافی بہتر ہوں پہلے سے حور نے بہت خیال رکھا میرا مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ میری بیٹی میرا خیال رکھتی ہے" "یہ تو میرا فرض تھا بی جان حور نے مسکراتے ہوئے کہا-" اچھا چلو پھر اپنے ہاتھ کی چائے پلا دو آج بہت دن ہو گئے تمہارے ہاتھ کی چائے پیئے" بی جان نے بہانے سے اسے باہر بھیج دیا۔ جی ابھی بنا کر لاتی ہوں وہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ کچن کی جانب جاتے ہوئے حور کی نظر لان کی طرف پڑی تو لان کا منظر دیکھ کر اسے بے اختیار ہنسی آئی تھی جسے وہ بمشکل روک رہی تھی فائق بندروں کی طرح کبھی لان میں پڑی کرسیوں پر پھلانگ رہا تھا تو کبھی ٹیبل کے گرد بھاگ رہا تھا اس کے پیچھے عمر سانس پھولائے اسے پکڑنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ مگر وہ ہاتھ ہی نہیں آرہا تھا۔ حور سر

جھٹک کر کچن کی جانب بڑھ گئی چولہے پر ساس پین رکھ کر اس میں چائے کی چیزیں ڈالنے لگی۔

"تم نے کہیں حور کا رشتہ ڈھونڈا ہے رضیہ ؟؟ "

بی جان نے حور کے جانے کے بعد رضیہ بیگم سے سوال کیا۔ "نہیں بی جان ابھی تک تو نہیں اگر کوئی نیک سا ہمسفر ملے گا تو اس فرض کو بھی ادا کر دیں گے "

رضیہ دراصل تم مجھے بھی جانتی ہو اور میرے پوتوں کو بھی میں نے اپنے پوتوں کی تربیت بہت اچھی کی ہے کہ انہوں نے کبھی کسی عورت سے چھپی دوستیاں نہیں رکھیں نہ ہی کبھی آنکھ اٹھا کر کسی کو دیکھا ہے حور اپنی بچی ہے مجھے عمر کے لئے وہ بہت پسند ہے اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو بچوں کا رشتہ طے کر دیں "بی جان نے نرمی سے پوچھا -

مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے بی جان۔۔۔میں ایک دفعہ حور اور اس" کے بابا سے پوچھ کر بتاؤں گی ماشاءاللہ عمر بہت نیک اور اچھا لڑکا ہے مجھے امید ہے وہ میری بچی کو خوش رکھے گا اور اس کے دین کا ساتھی بنے گا۔ ان شاءاللہ "بی جان نے سکون کی سانس لی انہیں بہت خوشی ہوئی تھی رضیہ کی طرف سے ہاں سن کر "مجھے امید ہے کہ حور اور نفیس انکار نہیں کریں گے۔ چھ ماہ بعد ہم عمر اور حور کا نکاح رکھ لیں گے "بی جان کے یہ الفاظ دروازے پر کھڑی حور کے کانوں میں پڑے تھے جو چائے کی ٹرے اندر لا رہی تھی اور ان الفاظ کو سن کر اس نے ٹرے کو اور مضبوطی سے تھام لیا تھا کہ کہیں چائے گر نہ جائے اس کی زندگی کا اہم ترین فیصلہ ہونے جا رہا تھا "اور چھ ماہ بعد رخصتی کر کے میں اپنی حور کو گھر لے آؤں گی "حور کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔

نور کی منگنی کی تیاریاں زور و شور پر تھیں۔عالیہ نے انوشہ کے ہاتھ نور کی منگنی کا ڈریس بھجوایا اور ساتھ میں ڈائمنڈ کی جیولری بھی۔۔۔

نور ڈریسنگ ٹیبل میں لگے شیشے کے سامنے بت بنی بیٹھی تھی۔گھر میں دونوں کے ڈریس کے مطابق سفید اور گلابی پھولوں کی ڈیکوریشن کی گئی تھی۔زریاب آج بہت خوش تھی۔ملازموں کو ہدایات دے رہی تھی اور ساتھ میں فون پر کال ملائے منگنی کی دعوت دے رہی تھی۔نور نے عالیہ کی دی ہوئی پنک کلر کی کامدار
میکسی پہنی تھی اور کندھے پر سفید دوپٹہ اوڑھا تھا اور اب بیوٹیشن
اسے منگنی میک اپ کر رہی تھی۔

میک اپ کرنے کے بعد وہ اسے اب ڈائمنڈ جیولری پہنا رہی تھی کہ زریاب اندر داخل ہوئی "بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم نور۔۔۔"نور

نے شیشے میں نظر آتی زریاب کو دیکھ کر اداس سا مسکرا کر دیکھا تھا کہ اس کے رخساروں پر ہلکے سے ڈمپل نمایاں ہوئے تھے "میرا یقین کرو نور وہ تمہیں بہت خوش رکھے گا" جی ماما نور بس اتنا ہی کہہ پائی تھی

"......

"یہ دوپٹہ کیسے سیٹ کرنا ہے میم؟؟" بیوٹیشن نے نور سے پوچھا۔" سر پر سیٹ کروانا ہے "ارے پاگل ہوگئی ہو نور تمہاری منگنی ہے میلاد نہیں جو سر پر دوپٹہ اوڑھنا ہے۔اس کے دائیں کندھے پر دوپٹہ لٹکادو اور اس کے بال جوڑے میں کیوں باندھے ہیں انہیں کھولو اور کرل ڈالو اچھے سے اور کان کے قریب سفید اور گلابی گلاب لگا دینا" زریاب بیوٹیشن کو ہدایات دے رہی تھی۔

" ماما آپ کو پتہ ہے نا کہ میں اب وہ نور نہیں رہی جو بغیر دوپٹے کے فنکشنز اٹینڈ کرتی تھی۔پلیز مجھے دوپٹہ سیٹ کروانے دیں" بالکل نہیں

نور میرا موڈ خراب نہ کرو آج میں بہت خوش ہوں۔اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تمہیں ساری زندگی نہیں بلاؤں گی۔یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔۔۔زریاب شہادت کی انگلی اٹھائے نور کو دھمکی دے رہی تھیں۔"ماما وعدہ نہ کریں"نور منمنائی تھی۔"ہو چکا وعدہ جو تمہیں کہا ہے وہ کرو"زریاب بیوٹیشن کو کہتے ہوئے نیچے چلی گئیں۔بیوٹیشن سر اثبات میں ہلاتے بالوں کو کرل کرنے لگی اور نور کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔کچھ دیر بعد ارسلان نے دروازہ ناک کیا تو بیوٹیشن وہاں سے چلی گئی۔ارسلان مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔"ماشاءاللہ بہنا بہت پیاری لگ رہی ہو اللہ بری نظر سے بچائے اور نصیب اچھے کرے ہو نہ آمین"نور نے ضبط کیے آنسوؤں کو حلق میں اتارا تھا"تم خوش اس رشتے سے بہنا؟؟"ارسلان نے نور کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔"جی بھائی"وہ بمشکل الفاظ ادا کر پائی تھی اس کے حلق

میں آنسو روکنے کے باعث اب شدید درد ہو رہا تھا۔ "تو پھر اس

"خوبصورت سے چہرے پر اداسی کیوں؟

ارسلان نے اپنے ہاتھ سے نور کی ٹھوڑی کو اوپر کی جانب کیا۔ "اگر بہنا

تم نہیں راضی بتاؤ مجھے میں ابھی جا کر نیچے سب بند کروا دیتا ہوں" نہیں

بھائی ایسا مت کیجئے گا۔ میں خوش ہوں ماما کو خوش دیکھ کر ان کی خوشی

میں ہی میری خوشی ہے" مطلب تم ماما کی خوشی میں خوش ہو مگر تمہاری

"خوشی اس کا کیا؟؟

ارسلان سنجیدہ سا اس سے پوچھ رہا تھا۔ "بھائی اللہ کے ہر فیصلے میں

حکمت چھپی ہوتی ہے اگر میرے نصیب میں روحان ہی لکھا ہے تو میں

لاکھ کوشش بھی کر لوں تو اس حقیقت سے دور نہیں بھاگ سکتی۔ اور

اگر وہ میرے حق میں بہتر نہ ہوا تو میرا اللہ میرے کہے بغیر اسے مجھ سے

دور کر دے گا۔ نور اپنی تقدیر پر راضی ہے بھائی اور صبر بھی کر رہی ہے

اور صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے بھائی "نور نے پُر امید لہجے میں کہا تو ارسلان کی بھی ڈھارس بندھی۔ "اللہ میری بہنا کو ہمیشہ خوش رکھے آمین" ارسلان نور کو ساتھ لگائے دعا دے رہا تھا اور بھائی کی آغوش میں نور خود کو محفوظ محسوس کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ اور عالیہ اپنے دونوں بیٹوں کے ہمراہ قصر ہاشم پہنچ چکی تھی۔

روحان تو آج حد سے زیادہ خوش تھا وہ جو چاہتا تھا وہی ہو رہا تھا قسمت اس پر مہربان تھی ابراہیم روحیل کی شادی کے بعد لندن واپس چلے گئے تھے تو منگنی میں وہ شرکت نہیں کر پائے۔ روحان نے سفید رنگ کا پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا جس پر گلابی رنگ کی ٹائی لگائی تھی۔ کلائی میں مہنگی گھڑی پہنے بالوں کو جیل سے اچھی طرح سیٹ کیے وہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔ نیچے میوزک پلے کر دیا گیا تھا۔ میوزک کی آواز نور کے کمرے تک

جا رہی تھی۔اس نے کانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے تھے وہ میوزک کو بہت پہلے اس رات چھوڑ چکی تھی وہ دوبارہ اس بری عادت میں نہیں پڑنا چاہتی تھی۔ "اللہ میں جتنا چاہتی ہوں کہ آج آپ کی کوئی نافرمانی نہ ہو اتنی زیادہ ہی ہو رہی ہے اللہ جی مجھے معاف کر دیں اور میری مدد فرمادیں " پلیز میں بے بس ہوں مجھے طاقت دیں کہ میں یہ سب روک سکوں انوشہ نور کو لینے اس کے کمرے میں آگئی۔ "واٹ آ بیوٹی فل گر ل۔۔۔۔آجاؤ نیچے سب تمہارا ویٹ کر رہے "۔نور میکسی سنبھالتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔انوشہ نور کا ہاتھ تھامے زینے اتر رہی تھی۔پنک میکسی میں اور لائٹ میک اپ میں وہ دنیا کی معصوم اور خوبصورت ترین لڑکی لگ رہی تھی۔روحان کی دھڑکنیں تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ڈی جے نے جلدی سے گانا لگا دیا۔ "چاند آسمانوں سے لاپتہ ہو گیا چل کر میرے گھر میں آگیا۔ "سب اس سین کو انجوائے کر رہے

تھے مگر نور کو سخت کوفت ہو رہی تھی میوزک سے۔اسے لا کر عالیہ کے ساتھ بٹھا دیا گیا وہ نور کے صدقے واری جا رہی تھیں۔سامنے سے ارسلان گزرا تو نور نے آنکھوں کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا۔"جی بہنا کیا بات ہے" وہ اب سر جھکائے نور سے پوچھ رہا تھا۔"بھائی پلیز میوزک بند کروا دیں مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا" نور ماما غصہ ہوں گی ارسلان نے کہا۔

مجھے نہیں پتا کچھ کریں کہ میوزک دوبارہ پلے نہ ہو میوزک کے" ہوتے ہوئے میں یہاں نہیں بیٹھ سکتی میرا دم گھٹ رہا ہے۔"اچھا میں کچھ کرتا ہوں بہنا تم فکر نہ کرو ارسلان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک دم سے لائٹ بند ہو گئی۔ارسلان نے مین سوئچ بند کر دیا تھا اور جنریٹر چلنے میں بھی ابھی کچھ ٹائم لگنا تھا۔

وہ خاموشی سے دبے پاؤں اب ڈی جے کی جانب بڑھ رہا تھا۔اندھیرا ہونے کی وجہ سے کھلبلی مچ گئی تھی۔

سب نے موبائل کی ٹارچز آن کر لی تھیں۔زریاب ملازموں کو پکار رہی تھیں کہ جلدی سے جرنیٹر آن کیا جائے۔جس بورڈ میں میوزک کے سوئچ لگے تھے ارسلان نے اسے کھول کر اس کے اندر سے ساری تاریں کاٹ دیں اور جلدی سے اسے دوبارہ فکس کر دیا کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ کچھ بھی ہوا ہے۔نور کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا بھائی کچھ کر رہا ہے۔اچانک لائٹ بحال ہوئی تو پورا گھر روشنیوں سے جگمگا اٹھا۔

نور نے دائیں جانب دیکھا تو ارسلان بڑے مزے سے اس کے ساتھ کھڑا تھا جیسے کہیں گیا ہی نہ ہو۔ڈی جے بار بار سوئچ کو ہلا رہا تھا مگر میوزک پلے نہیں ہو رہا تھا اسے لگا شاید اچانک لائٹ جانے کی وجہ سے سسٹم میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔"میم مجھے لگتا ہے سسٹم خراب ہو گیا

ہے اچانک لائٹ جانے کی وجہ سے "ڈی جے زریاب کو بتا رہا تھا۔

"تمہارا سسٹم آج ہی خراب ہونا تھا اٹھاؤ اپنا یہ خراب ساؤنڈ سسٹم اور جا سکتے ہو تم یہاں سے "غصے سے کہتی زریاب وہاں سے چلی گئیں

ارسلان اور نور دبی دبی ہنسی ہنس رہے تھے۔ شکر ہے اللہ آپکا آپ نے میری مدد فرمائی منگنی کی رسم شروع ہو چکی تھی نور کو لگا تھا شاید عالیہ اسے انگوٹھی پہنائے گی مگر وہ بھول گئی تھی ان کی فیملی میں لڑکے لڑکی کا ایک دوسرے کو رنگ پہنانا معیوب نہیں سمجھا جاتا دونوں کو صوفے پر بیٹھا دیا گیا عالیہ نے روحان کو انگوٹھی کی سرخ ڈبیا تھمائی۔ روحان نے ڈبیا کھولی تو اس میں ہیرے کی انگوٹھی پورے آب و تاب سے چمک رہی تھی۔ اس نے انگوٹھی نکالی اور اپنا ہاتھ آگے کیا تا کہ نور کو انگوٹھی پہنا سکے نور کے ہاتھ کانپ رہے تھے وہ ایسے کیسے کسی نامحرم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیتی جبکہ آج تک اسے کسی نامحرم نے چھوا تک نہیں تھا۔

روحان نے ہاتھ بڑھا کر اس کا دودھیا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مظبوطی سے پکڑا تھا اور اب وہ اسے انگوٹھی پہنا رہا تھا" ہو گئی ہو تم میری اب اپنا موڈ ستاؤ گی مجھے "نور اس سے ہاتھ چھڑوانے کی ٹھیک کر لو یار۔۔۔اور کتنا کوشش کر رہی تھی مگر اس نے مظبوطی سے پکڑا ہوا تھا اس کا ہاتھ سرخ ہونے لگا تھا۔" ہاتھ چھوڑو میرا "نور نے اس سے سرگوشی میں کہا تھا۔ یہ ہاتھ کبھی نہ چھوڑنے کے لیے تھاما ہے میڈم۔۔۔" روحان نے " مسکراتے ہوئے کہا۔" ہاتھ چھوڑو ورنہ میں یہی منگنی ابھی توڑ دوں گی "نور نے غصے سے کہا" نہیں! نہیں! ایسا مت کرنا پلیز "روحان نے جلدی سے نور کا ہاتھ آزاد کیا تھا نور سرخ پڑتے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے دبا رہی تھی۔" بدتمیز انسان "نور بڑبڑائی تھی "کیا کہا؟؟" روحان نے پوچھا" کچھ نہیں تمھاری تعریف کی ہے" یہ لو نور زریاب نے نور کی جانب انگوٹھی بڑھائی تھی نور نے ڈبیا سے گول انگوٹھی نکالی روحان

کو لگا وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے پہنائے گی مگر وہ غلط تھا روحان نے اپنا ہاتھ آگے کیا نور نے بغیر ہاتھ تھامے دور سے ہی انگوٹھی اس کی انگلی میں ڈال دی۔ روحان کا سارا کا سارا مزہ کر کرا ہوا تھا۔ سب ایک دوسرے سے گلے مل کر مبارک باد دے رہے تھے خوش ہو رہے تھے عالیہ نور کو گلے لگا رہی تھی "بہت جلد میں تمھیں لے جاؤ گی یہاں سے اپنے گھر شہزادی بنا کر۔۔۔" نور اداس سا مسکرائی تھی زریاب نے نور کے کی ماتھے پر بوسہ دیا تھا "تھینک یو سوچ میرا مان رکھنے کے لیے" نور کو بہت سا رونا آیا تھا اس نے اپنی ماں کا مان رکھ کر اللہ کو ناراض کر دیا تھا اسے پتہ تھا کہ یہ سب غلط تھا منگنی کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں تھی اسلام میں اور اوپر سے بے پردہ ہو کر اس کا منگنی میں آنا اور لوگوں کی نظروں کا مرکز بننا ایک نامحرم کا اسکا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی پہنانا سب غلط تھا مگر وہ بے بس تھی تھوڑی سی کوشش کر کے بس میوزک بند کروا سکی تھی

باقی سب ویسے ہی ہوا تھا جیسا شیطان چاہتا تھا۔ ہاشم نور کو اپنے ساتھ لگائے پوچھ رہے تھے "نور بیٹا آپ راضی ہو نا اس رشتے سے؟" جی بابا آپ پریشان نہ ہوں آپ میرے والدین ہیں میرا اچھا ہی سوچیں گے "خوش رہو بیٹا ہاشم نے نور کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد سب اپنے گھروں کو چل دیے زریاب عالیہ اور روحان سب کو الوداع کر کے ملازموں کو صفائی کا کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی صبح سے وہ گھر میں ادھر ادھر بھاگ کر تھک گئی تھی نور بھی اپنے کمرے میں آگئی ڈریس چینج کیا جیولری اتاری اور ایک نظر اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھا پھر گہرا سانس خارج کرتی وضو بنانے چلی گئی وہ کافی تھک چکی تھی عشاء کی نماز ادا کر کے اسے سونا تھا۔ وہ وضو بنانے چلی گئی آکر عشاء کی نماز ادا کی اور نماز میں اس نے بس الفاظ ہی ادا کیے تھے پتا نہیں کیوں اسکا نماز میں دل لگ نہیں رہا تھا اس کا دل بوجھل ہو رہا تھا وہ

عجیب سی کیفیت کا شکار ہو رہی تھی نماز ادا کرنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو ٹھیک سے دعا بھی نہیں کر پائی تھی ویسے ہی جائے نماز طے لگا کر صوفے کے بازو پر رکھ دی اور سورہ ملک اور سونے کے اذکار بغیر پڑھے نیند کی وادیوں میں چلی گئی۔

وہ کچی جگہ پر تیزی سے بھاگ رہی تھی اس کے سر پر دوپٹہ نہیں تھا اس کے پیچھے ایک خوفناک چہرے والی چیز لگی تھی اس کے سارے جسم پر بال ہی بال تھے منہ کتے کی شکل جیسا تھا اور اسے دانتوں سے سرخ خون بہہ رہا تھا لمبے لمبے ناخنوں والا جانور تھا بہت ہی خوفناک شکل والا نور بھاگتے بھاگتے ایک قبرستان میں جا پہنچی قبرستان سنسان پڑا تھا وہاں کوئی موجود نہیں تھا وہ اتنا تیز بھاگ رہی تھی کہ اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔

وہ خوفناک شکل والا جانور اس کے قریب آگیا تھا اور اس نے اپنے لمبے ناخنوں کے ساتھ اس کے بازو پکڑنا چاہا مگر نور تیزی سے بھاگ رہی تھی لمبے ناخنوں کی وجہ سے اس کے بازو کا کپڑا اپھٹ گیا تھا اور بازو سے دو تین خون کی لکیریں ابھری تھیں وہ جانور جب بھی اس کے قریب آتا تو اسکے کپڑے پھاڑتا اور اس کے ناخنوں کی وجہ سے اسکا جسم بھی زخمی ہو رہا تھا جگہ جگہ سے اسکے کپڑے پھٹے ہوے تھے اور زخمی جسم اس میں سے نظر آرہا تھا وہ خود کو چھپانا چاہ رہی تھی مگر اس کے پاس کوئی دوپٹہ یا چادر موجود نہیں تھی جس سے وہ خود کو ڈھانپ سکتی وہ بے بس سے بھاگ رہی تھی آنسو ابل ابل کر گر رہے تھے حلق خشک ہو چکا تھا وہ خوفناک صورت والا جانور مسلسل اسکا پیچھا کر رہا تھا۔ بھاگتے بھاگتے اسکا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا تو وہ دھم سے نیچے گری اسکے رخساروں پر

مٹی لگ چکی تھی ہمت کر کے اٹھی تو دیکھا اس کے نیچے قبر تھی اور کسی انسان کا ڈھانچہ وہاں پڑا ہوا تھا وہ حد درجہ تک سہم گی تھی۔

اس نے ہاتھوں سے ڈھانچے کو پرے دھکیل دیا وہ اٹھنا چاہ رہی تھی مگر اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا وہ جانور اب اس کے قریب آ چکا تھا اور جو چند کپڑے کے ٹکڑے اس کے جسم پر رہ گئے تھے وہ عجیب عجیب سی آوازیں نکال کر انہیں بھی پھاڑ رہا تھا نور نے زوردار چیخ ماری تھی بچاؤ کے لیے اس نے ادھر ادھر ہاتھ مارنے شروع کر دیے تھے اسکا ہاتھ نیند میں ٹیبل پر پڑے جگ پر لگا کانچ ٹوٹنے کی آواز پر وہ چیختی ہوئی اٹھی تھی اسکا دل پھٹنے کے قریب تھا ارسلان کا کمرہ نور کے کمرے کے قریب ہی تھا وہ دہلا دینے والی چیخ سن کر بھاگتا ہوا نور کے کمرے میں آیا تھا آکر اس نے جلدی سے لائٹیں آن کی بیڈ پر لمبے لمبے سانس لیتی نور کو دیکھا اور اس کے پاس چلا آیا "کیا ہوا بہنا؟؟" ارسلان نے پریشانی

سے پوچھا "بھائی ! بھائی !۔۔۔وہ بہت زیادہ رو رہی تھی "بہنا کیا ہوا بتاؤ

تھامے وہ اس سے پوچھ رہا تھا تو سہی "وہ اب نور کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں

"بھائی میرے کپڑے۔۔۔میرے کپڑے پھٹ گئے وہ مجھے مار دے گا

"نور تمھارے کپڑے بالکل ٹھیک ہے دیکھو تو سہی وہ اب اس کی توجہ

اس کے کپڑوں کی جانب کروا رہا تھا نور نے اپنے کپڑوں کو دیکھا تو وہ

بالکل ٹھیک تھے نور ہچکیاں لیتے ہوئے رو رہی تھی۔

بھائی ! بھائی وہ۔۔۔وہ قبرستان میں وہ۔۔۔ڈھانچہ۔۔۔وہ ارسلان "

کے گلے لگ کر ٹوٹے پھوٹے لفظ ادا کر رہی تھی۔" کونسا قبرستان کیا

کہہ رہی ہو بہنا ؟؟ "بھائی وہ بہت خوفناک تھا۔وہ ارسلان سے چمٹی ہوئی

تھی وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی "کچھ بھی نہیں ہوا بہنا میں

تمھارے پاس ہوں تم نے ایک برا خواب دیکھا ہے بس ریلیکس ہو جاؤ

"وہ اب نور کے بالوں کو سہلا رہا تھا اور اس کے آنسو صاف کر رہا تھا

"چلو شاباش سو جاؤ" وہ اب نور کو خود سے الگ کیے بیڈ پر لیٹا رہا تھا۔

"بھائی وہ پھر سے آ جائے گا مجھے نہیں سونا" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی "کوئی نہیں آئے گا میں تمھارے پاس ہوں تم سو جاؤ۔ تمھارا بھائی ہے نہ کوئی نہیں آئے گا میں ماروں گا اسے تم سو جاؤ میری پیاری گڑیا۔۔۔" وہ اب نور کو پیار سے سمجھا رہا تھا نور نے زور سے ارسلان کا ہاتھ پکڑا تھا "آپ مجھے چھوڑ کر نہ جایئے گا" نہیں جاتا بہنا کیا ہو گیا ہے ادھر ہی ہوں تمھارے پاس وہ اب زمین پر بیٹھا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا ارسلان نے آیت الکرسی پڑھ کر نور پر پھونکی تو وہ سکون میں آ گئی روتے روتے سو گی۔ مگر اس نے مظبوطی سے ارسلان کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا

" یا اللہ میری بہن کی حفاظت فرما"

الصلوۃ خیر من النوم نور کا فجر کے وقت الارم بج رہا تھا وہ الارم سن کر اٹھی تو دیکھا ارسلان زمین پر بیٹھا ہوا نور کا ہاتھ پکڑے بیڈ کے کنارے پر سر رکھے سو رہا تھا۔ نور نے اپنا ہاتھ نرمی سے نکالا اور محبت سے اپنے بھائی کو دیکھنے لگی۔ " یا اللہ میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں آپ نے مجھے ارسلان بھائی جیسے محافظ سے نوازا ہے " وہ خواب کے بارے میں سوچ کر پھر سے خوفزدہ ہوئی تھی یا اللہ میری حفاظت فرما آمین بھائی۔۔

بھائی۔۔۔ نور ارسلان کے بازو کو ہلا رہی تھی ارسلان کی اچانک آنکھ کھلی جو نیند کی وجہ سے سرخ ہوی تھی "بھائی میں ٹھیک ہوں آپ اپنے " کمرے میں چلے جائیں بلکہ اٹھیں اور فجر کی نماز ادا کر آئیں

تم ٹھیک ہو نا بہنا؟؟ "ارسلان نے فکر مندی سے پوچھا" جی بھائی میں " بہت برا خواب دیکھ لیا تھا آپ فکر نہ کریں جائیں مسجد میں ورنہ جماعت کھڑی ہو جائے گی "میں بھی نماز ادا کر لوں" کل سے شروع کروں گا

نمازابھی بہت نیند آرہی ہے سونے جارہاہوں "ارسلان نیند کی حالت میں کھڑاہواتھا" بھائی بری بات آپ نمازپڑھنے جارہے ہیں" بہنا

" یارررر۔۔

کچھ نہیں سننا مجھے چلیں "نورنے اپنے واش روم میں ارسلان کو" دھکیلتے ہوئے داخل کیاتھاارسلان وضوکرکے مسجد چلا گیااورنوروہی کمرے میں جائے نمازبچھائے نمازاداکرنے لگی۔دعاکے لیے ہاتھ اٹھائے توٹپ ٹپ آنسوگرنے لگے "یااللہ میں جانتی ہوں کہ میں آپ کی نافرمان بندی ہوں میں نے رات کوآپ کویادکیے بغیرازکارکیے بغیر سوگئی مجھے معاف کردیں آئندہ سے ایسانہیں کروں گی لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی اللہ جی وہ جانورمیرے کپڑے کیوں پھاڑرہاتھااے اللہ مجھے اس خواب کے شرسے بچالے اگراس خواب میں مجھے آپ کوی میسج دینا چاہ رہے ہیں تومجھے آج مدرسے میں اپنی آیتوں سے اسکاجواب دے

دیں میں کم عقل ہوں نہیں جانتی آپ کے اشاروں کا مطلب پلیز راہنمائی فرمادیں میری اور مجھے راہ ہدایت پر چلادے آمین۔"

نور مدرسے میں داخل ہوئی تو سب لڑکیاں ہال کی جانب بڑھ رہی تھیں، نوران سب کو ہال میں جاتا دیکھ رہی تھی۔ "نور ادھر کیا کر رہی ہو؟ آجاؤ سب ہال میں جارہے ہیں" پاس سے گزرتی صدف نے نور کو کہا تھا "ہال میں آج کیا ہے صدف؟" نور نے پوچھا "وہ نہ آج ایک عالمہ آرہی ہیں عالمہ خدیجہ سعودی عرب رہتی ہیں۔ وہاں سے انہوں نے دین کی تعلیم حاصل کی ہے۔ پاکستان آئیں تھی پچھلے ہفتے سب مدرسوں سے ہو کر آئی ہیں۔ آج انہوں نے ادھر آنا ہے اس وجہ سے

سب ادھر ہال میں جارہی آجاؤ ہم بھی چلتے ہیں" صدف نور کا ہاتھ تھامے اب اسے ہال میں لے جارہی تھی۔

سب اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ چکی تھیں۔ ہر طرف خاموشی چھائی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اسٹیج پر سیاہ عبایا میں مبلوس ایک لڑکی نمودار ہوئی تھی جو کہ سر سے لیکر پاؤں تک پردے میں تھی بمشکل اس کی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ اس نے سیاہ گلوز پہنے ہاتھوں سے مائیک کو تھاما تھا

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ،" مٹھاس سے بھرپور لہجہ تھا۔ سب نے " سلام کا جواب دیا۔ اللہ کا نام لیکر اس نے بات شروع کری۔ "رب الشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھو قولی" میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے اللہ کی بات کو آگے رکھنا چاہوں گی حکم رب کا ہوگا اور اس پر آپ سب کی رہنمائی کرنا میرا فرض ہوگا" تعوذ و تسمیہ پڑھنے کے بعد خدیجہ نے سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کی

تلاوت کی۔ تلاوت کرنے کے بعد اب وہ اس کا ترجمہ سنا رہی تھیں

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے

اور مسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا

کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی

جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''

سب سے پہلے میں آپ سے پوچھنا چاہوں گی کہ آپ کے پاس جیولری

ہوتی ہے سونے یا ہیرے کی آپ اسے کھلا چھوڑ دیتے ہیں یا اسے ڈبوں

میں محفوظ کر کے رکھتے ہیں۔ ظاہری سی بات ہے ہم اسے محفوظ کر کے

رکھیں گے تا کہ کوئی چور اس پر حملہ نہ کر سکے۔

آپ سنار کی دکان پر جائیں گی نہ تو ہیرے کی جیولری دکھانے کو کہیں گی

تو وہ بڑے سے لاکر کا تالا کھولے گا اور پھر اس بڑے لاکر میں موجود اور

بھی چھوٹے چھوٹے لاکرز کو کھولے گا ان کو کھولنے کے بعد ایک

خوبصورت سی مخملی ڈبی کے اندر میں وہ ڈائمنڈ کی جیولری چھپا کر رکھی ہو گی اور بہت محبت سے نکال کر وہ آپ کو دکھائے گا۔ کیوں؟ کیوں کہ وہ قیمتی ہے۔اور قیمتی چیزیں چھپا کر رکھی جاتی ہیں۔ آپ کو پتہ ہے زمانہ جاہلیت میں عورتیں زیور پہنے سنگھار کیے گھومتی تھیں۔ بدماش لڑکے ان کے پیچھے پڑ جاتے تھے تنگ کرتے تھے جیسے آج اگر کوئی لڑکی تنگ لباس پہنے میک اپ سے اٹا چہرہ لیے بال کھلے چھوڑے جب باہر جاتی ہے تو کیا لڑکے اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں؟ نہیں! حوس سے بھرپور نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ کیوں کہ ام المومنین اور صحابیات پاکیزہ تھی۔ تو اللہ نے ان کے لیے اور ہمارے لیے یہ آیات نازل فرمائی۔ کچھ عورتیں یہ تاویلیں دیتی ہیں کہ یہ حکم تو صحابیات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، بیٹیوں کے لیے ہے اس پوری آیت کو پڑھیں اس میں ہمارا ذکر بھی آیا ہے "اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو" تو کیا ہم

مسلمان نہیں ہیں؟" الحمدللہ ہم مسلمان ہیں۔ اور ایک مومن کا رویہ پتہ ہے کیا ہوتا ہے؟

اللہ کے حکم کے آگے سر خم کر دینا۔ صحابہ اکرام کہا کرتے تھے "سمعنا و اطعنا، ہم نے سنا اور اطاعت کی"۔ ہم نے یہودیوں کی طرح یہ نہیں کہنا "سمعنا و عصینا" ہم نے سنا اور نافرمانی کی۔ آپکو پتہ ہے جب یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابیات اور امیر المومنین نے بڑی سی چادریں بنا ڈالیں جبکہ اس وقت بجلی نہیں ہوا کرتی تھی تو انہوں نے چراغ تلے سوئی دھاگے کے ساتھ بڑی سی چادریں بنائیں تاکہ جب وہ نماز فجر ادا کرنے جائیں تو اللہ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے اور ہم ہوتے تو ہم یہی کہتے کہ اچھا چلو صبح دیکھی جائے گی کر لیں گے پردہ بھی۔ اب اچانک سے ہم کیسے بدل ڈالیں خود کو۔ ایسا تو نہیں ہوتا نہ۔ مگر صحابیات کا عمل دیکھا آپ نے "سمعنا و اطعنا" کہا انہوں نے اور اس حکم کو مان لیا۔ نور بنا پلک

جھکے سامنے اسٹیج پر باپردہ لڑکی کو غور سے دیکھ اور سن رہی تھی اور وہ کے اس حکم کو مانے گی۔ جانتی دل میں ارادہ کر چکی تھی کہ وہ اپنے رب تھی سب خلاف ہونگے مگر رات والے خواب کو یاد کر کے وہ خوفزدہ ہو گی تھی۔

وہ درندہ اس کے پیچھے اس لیے لپک رہا تھا اسے ستا رہا تھا کیونکہ وہ بے پردہ تھی۔ اور اگلے ہی دن اللہ نے اسے محبت سے سمجھا دیا کہ وہ اس کی حفاظت کرنا چاہتا ہے۔ نور اپنی سوچوں میں گم تھی کہ ایک لڑکی نے کھڑے ہوتے ہوئے سوال کیا" میم مگر کچھ لوگ کہتے ہیں چہرے کا پردہ نہیں ہوتا بس خود کو ڈھانپ لیں بس یہی کافی ہے۔" ایسی بات بالکل بھی نہیں ہے پیاری شہزادی ! چہرہ تو ہماری باڈی کا مین پارٹ ہے۔ ہم جب کسی کو کہتے ہیں کہ تم بہت خوبصورت ہو تو چہرہ دیکھ کر ہی کہتے ہیں۔ اگر پورے چہرے پر پردہ ڈال دیا جائے تو ہم کیسے کہیں گے

کہ اس کپڑے کے پیچھے جو لڑکی ہے وہ خوبصورت ہے کہ نہیں۔ یہاں تک کہ جب نکاح بھی کیا جاتا ہے تو لڑکے والے لڑکی کو آکر دیکھتے ہیں اور پھر پسند کرنے کے بعد نکاح کرتے ہیں۔ باقی سب کچھ احادیث سے ثابت کرنا چاہوں گی۔ سیدہ اسما بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "کہ ہم اپنے چہروں کو مردوں سے چھپایا کرتی تھیں" (صحیح ابن خزیمہ 269)

اس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "سفر حج میں جب ہم احرام باندھنے جارہی ہوتیں تو جب بھی حجاج کے قافلے ہمارے سامنے سے گزرتے تو ہم چہرے پر چادر کھینچ لیا کرتی تھیں اور جب قافلے گزر جاتے تو پھر ہم چہرے کھول لیتیں۔"

یہ جس جگہ کی بات ہو رہی ہے وہ کوئی عام جگہ نہیں اللہ کا گھر خانہ کعبہ ہے۔ جہاں ہر کوئی صاف نیت سے آتا ہے وہاں صحابیات اور ام

المومنین پردہ کرتیں تھیں تو ہم یہاں کیوں نہیں کرتی۔ شادیوں پر منگنیوں پر بازاروں میں ہر فنکشن پر بے پردہ ہو کر گھوم رہی ہوتیں ہیں جبکہ وہاں سب نامحرم ہوتے ہیں۔" بے پردہ عورت شیطان کا شکار ہے ۔ عورت پردہ کی چیز ہے جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا رہتا ہے (ترمذی) جب ہم خود کو ڈھانپ کر نکلیں گی شیطان تو دور نامحرم بھی ہماری طرف متوجہ نہیں ہونگے۔ اب ایک اور بات میں واضح کرتی چلوں ہم نامحرم صرف ان کو سمجھتے ہیں جو باہر انجان مرد ہوتے ہیں جبکہ بہت بڑی تعداد میں نامحرم ہمارے رشتے داروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کی رہنمائی کے لئے بھی ہمارے رب نے آیات نازل فرمائی سورۃ النور کی آیت نمبر 31 میں اللہ فرماتا ہے:

"مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں، اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں۔ اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ" (النور: 31)

اس آیت کو اللہ نے واضح کر کے بیان فرمایا کہ ہمارے محرم کون ہیں جن کے سامنے ہم نے اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کر سکیں مگر یاد رہے مردوں کے آگے اپنا سر کھولنا جائز نہیں ہے۔ چہرہ ہتھیلی اور پاؤں محرموں کے سامنے کھول سکتی ہیں۔ گھر میں جب اکثر کام کے دوران آٹا گوندھتے وقت بازو کا آستینوں تک کر لینا یاں فرش دھوتے وقت شلوار کا ٹخنوں سے اوپر کر لینا۔ ان آیات میں اللہ نے سب لوگ بتا دیے جس سے ہم چہرے کا پردہ نہیں کرینگی باقی سب نامحرم ہیں۔ ہمارے سگے چچا تایا اور ماموں سے بھی چہرہ کا پردہ نہیں کرینگی مگر سر ڈھانپ کر رکھیں گی۔ باقی جو ہمارے والدین کے کزنز وغیرہ ہوتے ہیں ان سے بھی ہمارا پردہ ہوتا ہے۔ آسان لفظوں میں آپ کو سمجھانا چاہوں گی کہ "ہر وہ شخص جس سے ہمارا نکاح کرنا جائز ہو اس سے ہمارا پردہ ہے" کچھ لوگ ان الفاظوں کو بہنوئی کے طور پر لے لیتے ہیں کہ نکاح تو بہنوئی کے ساتھ

جائز نہیں لحاظہ ہم ان سے پردہ نہیں کرینگی۔ دیکھیں اگر ایک بہن مر جاتی ہے تو دوسری کا جائز ہوتا ہے۔ ایک ہی وقت میں دو بہنوں کا نکاح ایک ہی لڑکے سے جائز نہیں۔ اور اگر بہنوئی محرم ہوتا تو اللہ ہمیں ان آیات میں ہی واضح طور پر بتا دیتے۔ اللہ کی رحمت میں خود کو چھپا لیں، ڈھانپ لیں، خود کو بچا لیں جہنم کے عذاب سے خود کو میں ایک بات پوچھ کر آپ سب سے اپنی بات ختم کرنا چاہوں گی۔

میں نے آپ سب کو اللہ کی آیات سنائیں اور کچھ احادیث بھی۔ میں آپ کا فیڈ بیک جاننا چاہتی ہوں۔ ایک مومن کا جو رویہ ہوند چاہیے وہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ بتائیں مجھے آپ سب اللہ کی آیات سن کر کیا کہیں گی۔ "سمعنا واطعنا" نور سمیت سب نے بلند آواز میں کہا "ہم نے سنا اور اطاعت کی"۔ ہال سب کی آوازوں سے گونج اٹھا تھا۔

الحمدللہ کثیرا! خدیجہ کی آنکھوں میں آنسو آچکے تھے۔ اسٹیج پر کھڑی کچھ لڑکیوں کی جانب اس نے اشارہ کیا تو سب اسٹیج پر نمودار ہوئیں جنہوں نے ہاتھوں میں عبایا اور علیحدہ نقاب پکڑ رکھے تھے۔ خدیجہ نے لیپ ٹاپ کے ساتھ لیڈ اٹیچ کی اور نشید چلادی۔ "حجاب پہنوا ے میری بہنوں! کہ حکم رب کو بجا ہے لانا نبی سے ملنا ہے حشر کے دن ماں عائشہ کو ہے منہ دکھانا۔ "سب لڑکیاں اسٹیج سے نیچے اتریں اور لڑکیوں کو عبایا پہننے کے بعد انہیں اپنے ہاتھوں سے نقاب پہنا رہی تھیں۔ نور اپنی سیٹ پر کھڑی سب دیکھتے ہوئے رو رہی تھی۔ آنسو اس کے رخساروں کو بھگو رہے تھے۔ خدیجہ کی نظر اس پر پڑی تو اسٹیج سے آکر اس کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ نور کے ٹھنڈے ہاتھ اپنے گلوز پہنے ہاتھوں میں لئے اور اسے زور سے تھاما۔

میری دعا ہے شہزادی کے اللہ تمہیں استقامت دے۔ آمین کہتے ہوئے اس نے نور کو عبایا پہنایا اور حجاب کر کے اس کے چہرے پر نقاب باندھ دیا۔ نور کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے دل میں ایک سکون سا اترا تھا اللہ کا حکم مان کر۔ وہ خدیجہ کے گلے لگ کر رو پڑی تھی۔

گل خان باہر گاڑی میں نور کا انتظار کر رہا تھا کہ اسے دور سے سیاہ عبایا میں ملبوس لڑکی گاڑی کی طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ لڑکی گاڑی کے قریب آئی اور کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خان بابا" آواز میں ہلکی سی نمی بھی موجود تھی "اوہ بی بی ہم یہاں نور بی بی کو لینے آیا ہے تم یہاں ہماری گاڑی میں آکر کیوں بیٹھ گیا۔ تم کو غلط فہمی ہوا ہے۔" گل خان ماتھے پر بل ڈالے اس لڑکی کو کچھ کہہ رہا تھا۔ نور پہلے حیران ہوئی پھر ہنس دی۔ خان بابا یہ میں ہوں نور۔۔۔ کیا؟؟ گل خاں نے ابرو اچکائے تھے مگر بی بی آپ

نے تو کبھی برقع نہیں پہنا تھا۔ آج پہلی دفعہ دیکھا آپ کو تو میں پہچان نہ پایا

""جی خان بابا آج ہی سے شروع کیا ہے دعا کیجئے گا اللہ استقامت دے"

اچھی بات ہے پردہ کرنا چاہیے ہمارے پشاور میں سب عورتیں پردہ کرتی ہیں میری بیوی بھی ٹوپی برقع پہنتی ہے خان بابا فخر سے بتا رہے تھے "آپ کی بیوی کیسی ہے اب؟ نصرت آپا بتا رہی تھی کہ ان کی طبیعت خراب تھی جس کی وجہ سے آپ چھٹیوں پر تھے" گل خان نے گاڑی سٹارٹ کر کے روڈ پر ڈالی تھی" وہ میری زوجہ کو سانس کا مسئلہ ہے۔"

"اوہو چیک اپ کروایا آپ نے ڈاکٹر نے کیا کہا۔"

نور نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔ "جی جی ڈاکٹر نے کہا کہ حمیدہ کے پھیپھڑوں پر اثر پڑا ہے اور اس کے ایک پھیپھڑے میں انفیکشن پھیل "چکا ہے۔ اگلے ہفتے سٹی اسکین کروانے جانا ہے۔

اللہ اکبر۔۔۔۔ نور نے افسوس سے کہا "خان بابا آپ پریشان نہ ہوں میں دعا کروں گی کہ حمیدہ خالہ جلدی صحت یاب ہو جائیں بلکہ میں آپکے گاؤں میں بھی ان سے ملنے آؤں گی۔ اگر پیسوں کی ضرورت ہو تو بلا جھجک مجھ سے کہیے گا مجھ سے جتنا ہوا میں آپ کی مدد کروں گی" شکریہ بی بی جی گل خان کی آنکھوں کا گوشہ پانی سے چمکا تھا" اور خان بابا مجھے بیٹی کہہ لیا کریں میں آپ کی بیٹی کی طرح ہوں بی بی جی نہ کہا کریں۔"" ہم تو شروع سے ہی آپکو اپنی بیٹی مانتا ہے۔ آپ چھوٹی سی تھی جب سے میں آپ کا ڈرائیور ہوں "بیٹی مانتے ہیں تو کہہ بھی دیا کریں نور نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ گھر کا دروازہ کھلا تو گاڑی گیراج

میں آگئی نور گاڑی سے اتر کر اندر چلی گئی۔ٹی وی لاؤنج میں گئی تو زریاب اپنی دوست کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔زریاب کی نظر اچانک اندر آتی ہوئی لڑکی پر پڑی وہ غور سے اسے دیکھ رہی تھیں جس کی نقاب صرف آنکھیں نظر آرہی تھی۔"اسلام علیکم! پلوشہ آنٹی کیسی میں ہیں آپ؟"نور نے بغیر کچھ محسوس کروائے پلوشہ سے سلام لیا جو کشمکش میں مبتلا تھی کہ یہ لڑکی کون ہے۔"وعلیکم السلام جی آپ کون؟؟"پلوشہ نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے پوچھا"میں نور ہوں آنٹی"نور نے نقاب اتارتے ہوئے کہا۔واٹ؟؟زریاب غصے سے کھڑی ہوئی تھیں۔"یہ اب کیا تماشہ ہے نور؟؟"اتنی اونچی آواز پر ڈر کر وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔"ماما میں نے شرعی پردہ شروع کر دیا ہے۔"نور بیگ کے اسٹرپ کو زور سے تھامے ہوئے بول رہی تھی۔ زریاب نے غصے سے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔"نور ابھی تم اپنے

کمرے میں جاؤ میں بعد میں بات کروں گی تم سے جسٹ گو اوے!" زریاب سیڑھیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے غصے سے چلائی تھی نور کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر گرے تھے نور بھاگتی ہوئی زینے عبور کر کے کمرے کا دروازہ زور سے بند کیے دروازے کے ساتھ لگ کر رو دی تھی۔ اسے سانس لینے میں دشواری محسوس ہو رہی تھی مگر وہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ اتنی جلدی ہار نہیں مان سکتی تھی اسے ابھی ایک بڑی جنگ لڑنی تھی وہ شروع کے مراحل میں کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔ "زریاب یہ وہی نور ہے نا جو خود کو اپڈیٹ رکھتی تھی اسے کیا ہو گیا ہے اب" پلوشہ نے ہاتھ ٹھوڑی تلے رکھ کر پوچھا۔ "سوری پلوشہ ایکچولی اس نے مدرسہ جوائن کیا ہے بس ادھر کے ہی چونچلے اپنائے ہوئے اس نے" زریاب سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی "تم نے جانے دیا اسے وہاں مطلب تمہارا تو اٹھنا بیٹھنا

ملانیوں میں نہ تھا" پلوشہ ابرو اچکائے ہوئے کہہ رہی تھی۔ خیر نیا نیا

رنگ چڑھا ہے اتر جائے گا بہت جلد میں نے یہ چڑھتے رنگ بہت جلد

اترتے دیکھے ہیں تم پریشان نہ ہو۔" یہ رنگ میں اس پر چڑھنے دوں گی

تب نہ منگنی ہو چکی ہے اس کی ان لوگوں نے اس کو ایسے حلیے میں دیکھ

کر جواب دے دینا ہے یہ لڑکی میرا بی پی شوٹ کروا دیتی ہے۔ زریاب

دکھی سی بول رہی تھی۔

نور نے جلدی سے حور کو کال ملائی۔ اور کمرے میں بے چینی سے ادھر

ادھر ٹہلنے لگی۔ حور نے کال ریسیو کی حال احوال کے بعد نور نے ساری

بات بتا ڈالی۔ پردے کا سن کر حور کو بہت خوشی ہوئی تھی مگر دوسری

جانب ماما کا رویہ سن کر وہ دکھی بھی ہوئی تھی۔ "حور میں نے تو اللہ کا حکم

مانا ہے سمعنا و اطعنا کہا ہے تو پھر اتنی مشکلات سامنے کیوں آ رہی ہیں

"میرے۔۔۔۔

دیکھو چندا! تم اللہ سے محبت کرتی ہو اور ہم جس سے محبت کرتے ہیں "

وہ ہمیں آزماتا ہے رائٹ۔۔۔ تو انبیاء علیہم السلام اللہ سے محبت کرنے

والے تھے ان پر کتنی کڑی مشکلات آئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام جو

خلیل اللہ ہیں وہ یونہی تو خلیل اللہ نہیں بن گئے نہ۔ انہیں نمرود نے

آگ میں پھنکوایا پھر صحرا میں وہ اپنے بچے اور بیوی کو تنہا چھوڑ کر آئے

اللہ کے حکم سے اور پھر حضرت اسماعیل علیہ اسلام کی قربانی تک دینے

کو چلے گئے وجہ کیا تھی اللہ سے خالص محبت کہ اس محبت میں ان کے

قریبی رشتہ دار بھی آڑے نہ آسکے۔

تبھی تو قرآن میں اللہ نے فرمایا کہ ابراہیم نے وفا کا حق ادا کر دیا اللہ نے

خود گارنٹی دی۔ دو جہانوں کے بادشاہ نے۔۔۔ تم جس راستے پر چل

رہی ہو نہ وہ راستہ صراط مستقیم ہے جس پر کانٹے بہت زیادہ ہیں مگر اس

کا اختتام خوبصورت جنت ہو گا تم ہر مشکل میں اللہ کو اپنے ساتھ پاؤ گی

لہذا گھبرانا مت وہ تمھیں اکیلا نہیں چھوڑے گا۔اپنے کلام کے ذریعے تم کو حوصلہ دیتا رہے گا بس اتنا کہوں گی نور پردہ کبھی نہ چھوڑنا اسے مرتے دم تک تھامے رکھنا مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور پہاڑ بن جانا مشکلات ایک دن ختم ہو جائیں گی ہر چیز تمہارے حق میں ہو جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ تمہیں اپنی جنگ خود لڑنی ہو گی اور مجھے امید ہے میری دوست فتح یاب ہو کر آئے گی ان شاءاللہ "حور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جزاک اللہ خیر امیرا حوصلہ بڑھانے کے لیے الحمدللہ اللہ نے مجھے تم سے نوازا۔میں پردہ کبھی نہیں چھوڑوں گی مرتے دم تک یہ میرے ساتھ جائے گا۔"کیا کہا؟...دروازے میں کھڑی زریاب نے غصے میں آتے ہوئے پوچھا" وہ ماما میں اپنی دوست سے بات کر رہی تھی۔"اچھا اب آئی سمجھ اس ڈھکوسلے کے پیچھے تمہاری دوست کا ہاتھ ہے۔نور نے

کال کٹ کردی تھی وہ نہیں چاہتی تھی حور کی انسلٹ ہو۔ تم یہ پردہ ابھی کے ابھی چھوڑ رہی ہو سنا تم نے۔۔۔ ماما اگر میں نے دنیا کے لیے کیا ہوتا تو چھوڑ دیتی مگر یہ میں نے اللہ کے لیے کیا ہے میں نہیں چھوڑ سکتی۔ نور۔۔۔ میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہی ہوں ابھی کے ابھی یہ حجاب اور ملانی والا ڈریس اتار پھینکو۔ ملانی سن کر نور کی یاداشت کچھ پیچھے گئی تھی جب وہ اور آمنہ مل کر حور کو ملانی کہا کرتی تھیں۔ اور آج اسے بھی یہ ٹائٹل مل رہا تھا۔ نور نے گہری سانس لے کر خارج کی آنکھوں میں ایک عزم تھا" ماما اگر آپ مجھے زندہ بھی جلا دیں گی نہ تب بھی میں پردہ نہیں چھوڑوں گی۔۔۔" چٹاخ۔۔۔ ایک زوردار طمانچہ نور کے رخسار پر نشان چھوڑ گیا تھا۔ پہلی دفعہ ذریاب نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا مار لیں ماما جتنا مارنا ہے مار لیں۔ مجھ سے پہلے بھی جو دین پر چلا اسے یہ سب سہنا پڑا۔ میں ہر چیز کے لیے تیار ہوں۔ آپ دیں لیں جو بھی سزا دینی

ہے میں اف بھی نہی کروں گی۔ آنسو روکنے کے سبب نور کا حلق رندھ

گیا تھا وہ بمشکل الفاظ ادا کر رہی تھی۔ چٹاخ۔۔۔۔ دوسرے رخسار پر

ناخن لگنے سے نور کے بھی تھپڑ نشان چھوڑ گیا تھا اب کے بار ذریاب کا

رخسار پر کٹ لگا تھا جس میں سے ہلکا سا خون نکل آیا تھا "بد تمیزی کرو گی

اب تم میرے ساتھ تمہارے سو کالڈ مدرسے میں یہ سکھاتے ہیں کہ

ماں کا حکم نہ مانو اپنی من مانیاں کرو۔ "ماما اگر والدین اللہ کی نافرمانی

کرنے کو کہیں تو ان کا حکم ماننا جائز نہیں "چپ کرو تم۔۔۔ آئندہ تم

مدرسہ نہیں جاؤں گی سنا تم نے گھر سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالو گی

تم اب اسی کمرے میں بند رہو گی بس کالج کے ایگزامز دینے نکلو گی گھر

سے اور یہ موبائل مجھے دو نور کے ہاتھ سے موبائل جھپٹا تھا۔ جب تک

تمہاری عقل ٹھکانے نہیں لگ جاتی نہ تب تک تم اسی کمرے میں رہو گی

کھانا تم تک پہنچا دیا جائے گا آج میری بیسٹ فرینڈ کے سامنے مجھے اتنا

امبیرس فیل ہو رہا تھا صرف تمہاری وجہ سے جب پہلے والی نور بن جاؤ گی تو بتا دینا یہ کمرہ کھول دیا جائے گا ٹھک سے دروازہ بند کر کے زریاب چلی گئی تھی۔ دروازے کو لاک لگا کے

ہیل کی ٹک ٹک پورے گھر میں گونج رہی تھی نور نے پیچھے مڑ کر خود کو آئینے میں دیکھا اس کے رخسار سرخ ہوئے تھے اور دائیں جانب کٹ بھی تھا ہاتھ لگانے پر درد ہوئی تھی نور نے درد سے آنکھیں میچی تھی جب آنکھیں کھولی تو ان آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے "میں پہلے والی نور کبھی نہیں بنوں گی میں اللہ کی نافرمانی کبھی نہیں کروں گی" آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گر رہے تھے اچانک سے اسکے سینے میں درد اٹھی تھی نور نے دل پر زور سے ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ کچھ دیر بیٹھی رہی پھر اچانک اس کی نظر ٹیبل پر پڑے سنہرے قرآن پر پڑی جو اسے حور نے کالج کے آخری دنوں میں گفٹ دیا تھا وہ دھڑکتے دل کے ساتھ قرآن

کی جانب گئی اور کانپتے ہاتھوں سے قرآن کو کھولا تو سامنے آیت چمکی تھی "اور ہم جانتے ہیں کہ تمہارا دل تنگ ہوتا ہے ان باتوں سے تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح کرو اور سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو جائیں اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے (سورۃ الحجرات: 97)۔

اللہ جی! اتنی محبت میں کیسے حق ادا کروں گی اس محبت کا "نور نے" قرآن کو سینے سے لگا لیا تھا اللہ کی محبت میں آنسو بہنے لگے تھے آنسو صاف کیے وہ اٹھی اور جائے نماز بچھائے شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگی کہ اللہ نے اسے پردے کی نعمت سے نوازا اور نماز کے بعد سجدے میں چلی گئی۔ سجدے میں اللہ کی تسبیح بیان کرتے کرتے اس پر سکینت نازل ہونے لگی اور وہ سجدے میں ہی سو گئی نور بی بی۔۔۔ نور بی بی۔۔۔ نصرت اسے ہلا رہی تھی کہ اچانک نور کی آنکھ کھلی تو جائے نماز پر خود کو

پا پایا اٹھ کر بیٹھ گئی۔ نور بی بی آپ کے چہرے پر کیا ہوا ہے نصرت آپا

پریشانی سے پوچھ رہی تھی نور نے بتانا مناسب نہ سمجھا تو بات بدل ڈالی

"آپا بھائی اور بابا کدھر ہیں؟؟" وہ جی شہر سے باہر گئے ہیں دو ہفتوں

کے لیے اسلام آباد کوئی ضروری کام تھا انہیں۔" اچھا ٹھیک ہے نور کو

ہے وہ میں ارسلان کی شدت سے یاد ائی تھی کاش وہ اسکے پاس ہوتا

کھانا لائی تھی آپ کے بیڈ پر رکھ دیا ہے کھا لیجیے گا" جی ٹھیک ہے آپ

جائیں" جی بی بی۔ نصرت آپا۔۔۔ نور نے جاتی ہوئی نصرت کو روکا

"آپ مجھے فون لا دیں گی میں نے بابا سے بات کرنی ہے۔" معذرت

نور بی بی زریاب بی بی نے سختی سے منع کیا ہے کہ آپ کو کمرے سے باہر

نہیں آنے دینا اور نہ ہی کوئی فون دینا ہے۔ نصرت نے بیچارا اسا منہ بناتے

ہوئے کہا۔ اچھا چلیں ٹھیک ہے آپ جائیں میں کھانا کھا لوں گی۔ جی

اچھا کہتی نصرت آپا کمرہ لاک کیے چلی گئی اور نور نے گہری سانس لے کر خارج کی اور کھانے کے جانب بڑھ گئی۔۔۔

"حور بیٹا! جاؤ کچن سے چائے لے آؤ بس بن گئی ہے۔"

رضیہ بیگم نے کچن سے ٹی وی لاؤنج میں آتے ہوئے کہا۔ حور جو ایگزامز کی تیاری میں کتابوں میں سر دیے بیٹھی تھی "جی اچھا" کہتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔ نفیس صاحب اخبار پڑھنے میں مگن تھے۔ "حور کے ابا!" رضیہ بیگم نے حور کے جاتے ہی نفیس صاحب کو مخاطب کیا۔ "جی کہیے" نفیس صاحب نے اخبار سے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا۔ "حور کے کے لیے ایک بہت اچھا اور نیک رشتہ آیا ہے۔ وہ جو ہمارے پڑوس میں بی جان رہتی ہیں نا ان کے دو پوتے ہیں بڑا اعمر اور دوسرا فائق۔ ماشاءاللہ

بہت ہی نیک اور خوبصورت ہیں۔بی جان نے عمر کے لیے حور کا ہاتھ مانگا ہے۔ بہت ہی نیک بچہ ہے حافظ قرآن اور دین پر چلنے والا ہے۔ یونیورسٹی میں پروفیسر ہے اچھا کما لیتا ہے۔ مجھ سے انہوں نے کہا تو میں نے یہ کہہ دیا کہ حور اور اس کے ابا سے پوچھ کر بتاؤں گی۔"

ہمم۔۔۔ نفیس صاحب نے اخبار لپیٹ کر سامنے میز پر رکھا اور آنکھوں سے عینک اتارے کچھ سوچنے لگے۔ "کیا حور راضی ہے اس رشتے سے ؟" نفیس صاحب کچھ دیر سوچنے کے بعد بولے۔ "آپ خود ہی پوچھ لیجیے گا۔ویسے مجھے نہیں لگتا کہ وہ دین دار شخص سے انکار کرے گی۔" حور چائے ٹرے میں لیے آئی اور میز پر رکھ کر ایک کپ پلیٹ میں رکھ کر نفیس صاحب کے آگے کی اور پھر رضیہ بیگم کو دے کر ایک کپ خود لیے قریب ہی بیٹھ گئی۔ "تیاری ہو گئی پیپر کی ؟" نفیس صاحب گرم مائع حلق میں اتارتے ہوئے بولے۔ "جی ابو ریوائز کر رہی تھی

بس۔۔۔۔"حور بیٹا! وہ۔۔۔ نفیس صاحب تھوڑا سا آگے ہو کر بیٹھے۔ آپ کا رشتہ آیا ہے بی جان کی طرف سے ان کے بڑے پوتے عمر کے لیے گر آپ کو اعتراض نا ہو تو ہم ہاں کر دیں؟"حور نیچے منہ کیے چائے پر سے اڑتی بھاپ کو دیکھ رہی تھی۔ گرم چائے کا کپ پکڑے اس کے پوچھ ہاتھ ٹھنڈے ہو رہے تھے۔"گڑیا آپ کے ابو آپ سے پچھ رہے ہیں؟"حور کو خاموش پا کر رضیہ بیگم بولیں۔"جی ابو جیسا آپ اور امی چاہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"حور نظریں جھکائے آہستگی سے بولی تھی۔"شاباش مجھے میری بیٹی سے ایسی ہی امید تھی کہ وہ اپنے والدین کا کہا نہیں ٹال سکتی۔"رضیہ بیگم خوش ہوتے ہوئے بولیں۔ "بیٹا ایک دفعہ پھر سوچ لو ہم آپ پر دباؤ نہیں ڈال رہے اور نا ہمیں یہ حق ہے کہ آپ کی مرضی کے بغیر آپ کی زندگی کا فیصلہ کریں۔" نفیس صاحب سنجیدہ سے بولے۔"ابو جان آپ اور امی مجھ سے بے انتہا

محبت کرتے ہیں میرے لیے کبھی کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس رشتے سے" الحمدللہ۔۔۔اللہ میری بیٹی کو ہمیشہ خوش رکھے۔آمین نفیس صاحب حور کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔حور نگاہیں جھکائے ہلکا سا مسکرادی تھی کیونکہ اس کے رب نے اس کے لیے بہترین انتخاب کیا تھا۔

عصر کے بعد سب پرندے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔سورج نارنجی رنگ کا ہو رہا تھا۔غروب ہوتے سورج کا منظر پارک میں اداسی پھیلا رہا تھا۔فائق خالی بنچ پر بیٹھا غروب ہوتے سورج کو بغیر پلک جھپکے دیکھ رہا تھا۔ارد گرد سے بے خبر وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا کندھے پر کسی نے نرمی سے ہاتھ رکھا۔فائق نے مڑ کر دیکھا تو عبدالرحمن نرم سی

مسکراہٹ سجائے فائق کو دیکھ رہا تھا۔ "نماز کے بعد کہاں چلے گئے تھے؟؟ میں مسجد میں ڈھونڈتا رہا پھر سوچا قریبی پارک میں دیکھ لوں۔" بس یہیں تھا" فائق نے رخ پھر سے غروب ہوتے سورج کی جانب کر لیا تھا۔ "کیا ہوا اخی (بھائی) اداس لگ رہے ہو؟" عبدالرحمن نے بنچ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ فائق کی نظریں سورج پر سے ہٹ کر دور پڑے ایک ویران سے بنچ پر پڑی تھیں جس کے قریب لگا درخت کافی پرانا لگ رہا تھا۔ "وہ بنچ دیکھ رہے ہو رحمٰن؟" فائق کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔ "ایک صبح فجر کے بعد اسی بنچ پر بیٹھ کر میں نے باباجان سے اک وعدہ کیا تھا کہ میں قرآن کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ مگر میں نے چھوڑ دیا رحمن میں نے بابا سے کیا وعدہ توڑ دیا۔ میں اندھیروں میں ڈوب گیا۔" فائق نے کہتے ہوئے آنکھیں بند کیں تو آنکھوں سے ننھا سا موتی ٹوٹ کر گرا تھا۔ فائق! عبدالرحمن نے فائق کے ہاتھ پر محبت سے اپنا

ہاتھ رکھا۔ "تم نے قرآن کو نہیں چھوڑا یہ تمہارے سینے میں محفوظ ہے ابھی بھی غم نا کرو میرے بھائی۔ تم کوشش کر رہے ہو نا اسے مکمل حفظ کرنے کی اسے سینے میں محفوظ کرنے کی۔ اللہ پاک چھوٹی چھوٹی کوششیں ہی تو دیکھتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد تم حافظ قرآن بن جاؤ گے ان شاءاللہ "عبدالرحمن نے ہمت بندھاتے ہوئے کہا۔

رحمن پتا ہے کیا؟ فائق اب عبدالرحمن کی جانب رخ کیے بول رہا تھا۔

"مجھے کبھی کبھی لگتا ہے اللہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا وہ سخت مجھ سے میں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔ "ایسی بات نہیں ناراض ہے ہے فائق وہ رب تو الودود ہے محبت کرنے والا اور ایک بات بتاؤں تمہیں وہ اپنے نیک بندوں سے محبت کرتا ہے مگر گناہ گاروں سے زیادہ کرتا ہے۔ کیوں کہ نیک بندے تو اللہ کے راستے پر ہوتے ہیں اللہ ان سے راضی ہوتا ہے مگر جانتے ہو اللہ پاک کتنا انتظار کرتا ہے اپنے گناہ گار

بندوں کا کہ وہ آئیں بس ایک دفعہ وہ کہہ دیں یااللہ میری توبہ مجھے معاف کر دیں آئندہ میں گناہ نہیں کروں گا یقین مانو وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ وہ طعنے نہیں دیتا وہ دھتکارتا نہیں کہ جاؤ اب کیا لینے آئے ہو۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ کب میرا بندہ میرے پاس لوٹ کر آئے گا۔ اس کا نام الصبور ہے صبر کرنے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے کہ انسان اتنا غلطیاں کوتاہیاں کرتا ہے نافرمانیاں کرتا ہے مگر وہ رب صبر کرتا ہے۔ ہیں تو ہم اسی کی بنائی ہوئی مخلوق نا۔ سوچو اگر ہم کسی یتیم بے سہارا کو بچپن سے پالیں اس کو ہر چیز مہیا کریں اور بڑا ہو کر وہ ہماری نافرمانی کرے بدتمیزی کرے تو کیسا محسوس ہو گا ہمیں ؟؟؟ ٹھیک ہے مانتے ہیں ہم کہ گناہ ہوئے ہیں مگر جب اللہ نے توبہ کی توفیق دے دی اور ہم نے توبہ کر لی سب گناہ دھل گئے تو پھر کیوں ہم بار بار خود کو مایوسی میں

ڈال رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تم سے محبت کرتا ہے اسی لیے تو دوبارہ تمہیں قرآن سے جوڑ دیا ورنہ بھٹکتے پھرتے تم بھی دنیا میں۔۔۔" فائق نے گہری سانس خارج کی بہت شکریہ رحمن مجھے حوصلہ دینے کے لیے۔" یہ تو میرا فرض تھا میرے بھائی" عبدالرحمن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رحمن میری ایک بات مانو گے؟؟" فائق نے رحمن کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔ ہاں! کہو عبدالرحمن بولا۔" مجھے حفظ اسی پارک میں کرنا ہے۔ برسوں پہلے جو بابا سے وعدہ کیا تھا وہ پورا کرنا ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں بابا کو کہ آپ کے بیٹے نے اللہ کی رسی ہمیشہ کے لیے تھام لی ہے۔ وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا اور قیامت والے دن اپنے والدین کو جنت کے حلے پہنوائے گا اور میرے قرآن حفظ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے میرا رب میرے والدین کو سورج سے بھی زیادہ چمکتے ہوئے تاج پہنائے گا۔" ان شاءاللہ پیارے بھائی ضرور۔

اللہ تمہیں برکت اور استقامت دے۔آمین عبدالرحمن نے فائق کے گلے لگتے ہوئے کہا۔

چلو اب سبق سناؤ جو میں نے دیا تھا چھٹی وٹی کوئی نہیں دینی میں نے" قاری صاحب مارتے بھی ہوتے ہیں۔"عبدالرحمن نے شرارتا کہا جس پر فائق کھل کر ہنسا تھا اور تعوذ تسمیہ پڑھنے کے بعد قرآن سنانے لگا۔ اس کی آواز میں اک سکون تھا کہ پاس سے جو گزر رہا تھا وہ بھی رک کر اسی کو سن رہا تھا اور عبدالرحمن تو آنکھیں بند کیے اس سکون کو اپنے اندر اتار رہا تھا

دو ہفتے نور کے ایگزامز میں گزر گئے۔کمرے کے اندر ہی وہ پڑھتی تھی۔ گھر اندر ہی گھومنے پھرنے کی اجازت تھی مگر گھر کے باہر وہ صرف پیپر

دینے کے لیے جاتی تھی اور پھر آ کر اپنے کمرے میں بند ہو جاتی۔ وہیں بیٹھی وہ اللہ سے فریاد کرتی اس کے آگے روتی وہیں پر ہی پیپرز کی تیاری کرتی۔ آج نور کا آخری پیپر تھا۔ اور آج کے دن جو وہ چند دن امتحان کے بہانے کھلی فضا میں سانس لیتی تھی وہ بھی بند ہو جانی تھی۔

زریاب کو ان کو دو ہفتوں میں ذرا بھی ترس نہیں آیا تھا نور پر۔ نور اداس دل لیے گاڑی سے نیچے اتری سامنے ہاشم کی گاڑی دیکھ کر اس کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی ہال میں داخل ہوئی تھی۔ سامنے ٹی وی لاؤنج میں ارسلان اور ہاشم چائے کے کپ ہاتھوں میں لیے زریاب سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ بابا!!! نور کی آواز میں نمی تھی۔ ہاشم نور کو عبایا میں دیکھ کر حیران ہوئے تھے۔ وہ چائے کا کپ میز پر رکھے کھڑے ہوئے تھے۔ نور دوڑتی ہوئی آئی اور ان کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ "بابا آپ کیوں چھوڑ کر چلے گئے تھے

مجھے ؟"نور روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔"نور میری گڑیا میں کام سے گیا تھا باہر پہلے بھی تو اکثر جاتا رہتا ہوں کیوں اتنا رو رہی ہو ؟" بابا آپ کے جانے کے بعد ماما نے مجھے دو ہفتے کمرے میں بند رکھا اور مجھ سے موبائل میری آپ سے بھی چھین لیا اور گھر کے ملازموں سے بھی کہہ دیا کہ وہ فون پر بات نا کروائیں۔"نور گیلی سانس کھینچتی ہوئی سب بتا رہی تھی۔

زریاب نظریں چرا رہی تھی۔ہاشم کی آنکھیں حیرت سے پھیل رہی تھیں۔"کیا میں وجہ پوچھ سکتا ہوں کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟"ہاشم نے نور کو خود سے علیحدہ کرتے ہوئے زریاب سے پوچھا۔زریاب پہلے ہچکچا رہی تھی پھر سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئی۔"مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں اپنی لاڈلی سے ہی پوچھیں جو شکایتوں کا انبار لگا رہی ہے آپ کے آگے۔"زریاب غصے میں آتے ہوئے بولی۔

ارسلان نور کو اپنے ساتھ لگائے اس کے آنسو پونچھ رہا تھا۔ "بہنا کیا ہوا تھا سب بتاؤ" ارسلان نور کی جانب دیکھے پوچھ رہا تھا۔

"بابا میرے مدرسے میں سیمینار تھا وہاں پر سعودی عرب سے ایک آپی آئی ہوئی تھیں جنہوں نے دین کا علم حاصل کیا ہوا تھا۔ انہوں نے ہم سب لڑکیوں کو اللہ کے احکامات کے بارے میں بتایا۔ اور بتایا کہ اللہ نے حکم دیا ہے قرآن میں کہ عورت کو پردہ کرنا چاہیے تو اللہ نے میرا دل اس حکم کے لیے کھول دیا اور میں نے شرعی پردہ شروع کر دیا۔ ماما نے مجھے مارا بھی اور پھر مدرسے جانا بھی بند کر دیا اور مجھے کمرے میں بند کر دیا" نور بتاتے بتاتے پھر سے رونے لگی۔ ہاشم نے غصے سے آنکھیں میچی تھیں۔ "صرف اتنی سی بات پر زریاب تم نے میری گڑیا پر اتنا ظلم کیا؟" "یہ آپ کے لیے بس اتنی سی بات ہے ہاشم آپ نہیں جانتے ہمارا اٹھنا بیٹھنا کن لوگوں میں ہے اور یہ کس طرف جا رہی ہے لوگ

ہزاروں باتیں کریں گے اور تو اور عالیہ منگنی بھی توڑ سکتی ہے اگر اسے یہ کرتی ہے ناک پتا چلا کہ اس کی ہونے والی بہو اس کے بیٹوں سے پردہ کٹ جائے گی ہماری آپ بات کو سمجھ کیوں نہیں رہے۔" زریاب نے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "میں بہت اچھے سے جانتا ہوں زریاب کہ ہمارا اٹھنا بیٹھنا کن لوگوں میں ہے میں مانتا ہوں کہ لوگ بہت اپ ٹو ڈیٹ رہتے ہیں مگر میں خدا کو نہیں بھولا ہوا ٹھیک ہے میں اللہ کے اتنا قریب نہیں ہمارے گھر میں اتنا زیادہ دین نہیں ہے مگر میں دین کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا۔ اگر ہم میں سے کوئی اللہ کی راہ پر چل پڑا ہے تو کیا ضروری ہے کہ اس کی راہ میں کانٹے بچھائے جائیں کیا ضروری ہے اسے اس سیدھے راستے سے روک کر ہمارے گمراہیوں کے راستے پر ڈالا جائے؟" نور آج اپنے بابا کے منہ سے یہ الفاظ سن کر حیران ہو رہی

تھی۔وہ جو دو ہفتے اس نے صبر کیا تھا رو رو کر دعائیں کی تھیں اس کا پھل اسے مل رہا تھا۔

اس کا باپ اور بھائی دونوں اس کی طاقت بنے کھڑے تھے۔زریاب بس حیرت سے ہاشم کی جانب دیکھ رہی تھی جو کبھی مسجد نہیں گئے تھے اور آج دین کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔نور کو سپورٹ کر رہے تھے۔"مگر یہ ہماری اولاد ہے ہاشم یہ ہم سے پوچھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی ہمارا حق ہے اس پر یہ اپنی مرضی کیسے کر سکتی ہے؟"زریاب ابھی بھی وہیں اٹکی تھی کہ کسی طرح ان لوگوں کو اپنی جانب کر لے۔

"زریاب ہم سے پہلے اس رب کائنات کا پہلا حق ہے اور جب اس نے حکم دے دیا تو ہم کون ہوتے ہیں روکنے والے۔"حد ہے ویسے آپ کو تو ہر دفعہ نور کی سائیڈ لینی ہوتی ہے۔میں جتنی مرضی بحث کر لوں

فضول ہے۔ وقت آنے پر آپ کو سب کچھ سمجھ آجائے گا" زریاب پیر پٹختی کمرے کی جانب چلی گئی۔

ہاشم نے مڑ کر نور کی جانب دیکھا جو محبت سے ہاشم کو دیکھ رہی تھی۔

"شکریہ بابا جان! "ارے میری گڑیا یہ تو میرا فرض تھا" ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "پریشان نا ہوا کرو بہنا ہم تمہارے ساتھ ہیں ماما وقتی طور پر غصہ ہیں ایک نا ایک دن وہ نارمل ہو جائیں گی" ارسلان نور کو حوصلہ دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

نور ایک بات پوچھوں آپ سے ؟؟" ہاشم نے سنجیدہ ہوتے ہوئے" کہا۔جی بابا! نور نے قریب آتے ہوئے کہا۔ "کیا بس اکیلی جنت میں جاؤ گی اپنے بابا کو ساتھ لے کر نہیں جاؤ گی ؟" نا جانے کیوں ہاشم صاحب کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی آئی تھی۔ " بابا آپ کو لگتا ہے میں آپ کے بغیر جنت میں جاؤں گی آپ کو علم نہیں میں نے کتنی دعائیں کی

ہیں کہ آپ سب کا دل اللہ ہدایت کے لئے کھول دے اور میرے ساتھ آپ بھی راہ ہدایت پر چل پڑیں۔ اور ہم اکھٹے جنت میں جائیں۔" نور کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے تھے۔ "بس سمجھ جاؤ گڑیا تمہاری دعا قبول ہو گئی۔" ہاشم نے نور کو خود سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ہم مل کر جنت کا راستہ طے کریں گے میری گڑیا! بس دعا کرنا اللہ آپ کے بابا کے گناہ معاف کر دے۔" جی بابا ضرور نور ہاشم کے کندھے پر سر رکھے روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "کیا

جنتوں مطلب ؟؟؟ مجھے جہنم میں بھیجنے کا اردہ ہے کیا۔ دونوں باپ بیٹی میں مزے کر واور مجھ سے کسی نے پوچھا ہی نہیں حد ہے ویسے" ارسلان نے منہ پھولاتے ہوئے کہا۔ ارسلان کو دیکھ کر ہاشم اور نور دونوں ہنس دیے تھے۔ "ارے میرا بچہ تُم بھی آجاؤ آفس میرے ساتھ جاتے ہو جنّت میں بھی تو ساتھ ہی لے کے جاؤ گا نا" ہاشم نے دوسری

بازو پھیلاتے ہوئے کہا۔ارسلان مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور ہاشم کے گلے لگ گیا۔دونوں بہن بھائی باپ کے آغوش میں مسکرا رہے تھے۔ہاشم نے دونوں کی پیشانی پہ بوسہ دیا تھا۔"الحمدُ اللہ کثیرا یا ربّ میں آپکی بہت شکر گزار ہوں"نور نے سرگوشی میں اللہ سے کہا۔

حور کے ہاں کرنے کی دیر تھی کہ نکاح کی تیاریاں شروع ہو گئیں تھیں۔رضیہ بیگم فون کالز ملا کر رشتے داروں کو نکاح کی دعوت دے رہی تھیں۔حور کچن سے بھاپ اڑاتا کافی کا مگ پکڑے باہر آئی تو اپنی ماں کو یوں دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔والدین بیٹیوں کے نصیب سے بہت ڈرتے ہیں اور پھر اگر کوئی اچھا اور نیک گھر مل جائے بیٹی کو تو والدین

سے زیادہ خوش کوئی نہیں ہوتا۔ حور زینے عبور کرتے ہوئے ٹیرس پر آگئی۔ ابھی وہ اللہ کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتی تھی۔ وہ اللہ کے ساتھ باتیں کرنے میں مگن تھی کہ پاس پڑا موبائل بج پڑا۔ شُکرا یاربی شُکراھدیتی قلب شکراَ اَس نے موبائل کارخ اپنی جانب کیا تو اِدھر "پیاری نور" جگمگا رہا تھا حور نے مسکراتے ہوئے کال اٹینڈ کر لی۔ "وعلیکم سلام ورحمتہ اللہ وبر کاتہ" دوسری جانب سے سلام کا جواب دیتے ہوئے بولی "کیسے ہوئے ایگزیمز پیاری؟" اچھے ہوئے ہیں مگر محسوس ہوئی حور کاش ہمارا امتحانی سنٹر ایک ہی ہوتا" تمھاری کمی بہت نور نے اُداس ہوتے ہوئے کہا۔ "میرا تُم سے ملنے کو بہت دل کر رہا ہے حور۔۔۔" اچھا جی کیا پتہ ہماری ملاقات قریب ہی ہو حور نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ "کیا مطلب میں سمجھی نہیں؟" نور نے نا سمجھی سے پوچھا۔ "اگلے جمعے میرا نکاح ہے" فون کی دوسری جانب

سے خوشی کی چیخ کی آواز آئی تھی حور کھل کر ہنس دی تھی "کیا ہو گیا نور
؟" حور ہنستے ہوئے پوچھ رہی تھی "حور۔۔۔۔۔ حور تُم نے مجھے بتایا
کیوں نہیں بڑی چھپی رستم ہو تُم دوستوں کو ایسی باتیں سب سے پہلے
بتائی جاتی ہیں کس کے ساتھ ہے ؟؟ کون ہے ؟؟؟ کیا کرتا ہے ؟؟؟
" سوالوں کی بوچھاڑ شروع ہو چکی تھی۔ "ارے! بس۔۔۔ بس۔۔۔
صبر کرو سب بتاتی ہوں۔ میرا اچانک سے ہی رشتہ ہوا ہے اسلیے بتا نہیں
سکی۔ تمہارا موبائل بھی آف جا رہا تھا مجھے لگا شاید پیپرز کی وجہ سے تم
نے موبائل آف رکھا تھا" ایسا نہیں تھا حور ماما نے موبائل لے لیا تھا مجھ
سے جب ہماری بات ہو رہی تھی۔ خیر اب سب ٹھیک ہو چکا ہے تم اپنا
بتاؤ۔ "نور پرجوش سی پوچھ رہی تھی۔ "میرے گھر کے قریب ہی
رہتے ہیں۔ ماشاءاللہ اللہ کے نیک بندے ہیں سمجھو جیسا میں چاہتی تھی اپنا
ہمسفر بالکل اللہ نے ویسا عطا کیا بلکہ بہترین سے نوازا الحمدللہ اچھا ما

شااللہ "فون کے دوسری جانب سے آواز آئی۔ "تمہارا نکاح کب

ہے ؟" ن حور نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے پوچھا-نور نے گہری سانس

لی تھی۔ " پتہ نہیں کیا ہے مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا کہ میں اس کے ساتھ

زندگی کیسے گزاروں گی ہم دونوں کے راستے الگ ہیں نا میں اس کا راستہ

چن سکتی نہ وہ میرا راستہ مجھے تو سوچ سوچ کر پریشانی لگی رہتی ہے۔ آخر

میری پوری زندگی کا سوال ہے۔ "نور نے پریشان ہوتے ہوئے کہا تھا

"پریشان نہ ہو پیاری اللہ سے دعا کرو اور صبر کرو۔ان شاءاللہ اللہ ضرور

آسانیاں پیدا فرمائے گا" حور بیٹا نیچے آجاؤ بازار جانا ہے۔ رضیہ بیگم

زینوں کے نیچے کھڑے ہو کر آوازیں لگا رہی تھیں "جی آئی امی جان"

اچھا نور اپنا بہت سارا خیال رکھنا مجھے نکاح کا جوڑا لینے جانا ہے امی کہہ

رہی تھیں کہ مجھے سمجھ نہیں آنی اپنی پسند کا لینا اسلیے امی ابو ساتھ بازار جا

رہی ہوں" حور زینوں کی جانب بڑھتی ہوئی تیزی سے بتا رہی تھی۔

"ٹھیک ہے جاؤ فی امان اللہ" نور نے کہتے ہوئے فون رکھ دیا۔

انوشہ کا اچانک گلہ خشک ہو رہا تھا۔لیمپ آن کیا تو پاس پڑا پانی کا جگ خالی تھا۔وہ آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھی۔دوسری جانب روحیل کروٹ لیے سو رہا تھا سلیپرز پہن کر مگ پکڑے انوشہ کچن کی جانب چلی گئی۔ پانی پی کر اب وہ پانی سے بھرا ہوا جگ لیے واپس کمرے میں جا رہی تھی کہ اچانک باہر کی بیل بجی انوشہ ایکدم سے ڈر گئی ٹائم دیکھا تو گھڑی پر رات کے 2:00 بج رہے تھے "اس وقت کون ہو سکتا ہے" انوشہ نے سوچا۔ایسا کرتی ہوں روحیل کو اٹھاتی ہوں نہیں۔۔۔ نہیں وہ آفس سے تھکے ہوئے آئیں میں خود ہی دیکھ لیتی ہوں وہ پانی کا جگ ڈائننگ ٹیبل پر رکھے اب ہال کی جانب آرہی تھی۔قریب آکر اس نے دروازے کو پکڑا اور لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں پوچھا. کو۔۔کو۔۔۔کون؟؟ بھابھی میں

ہوں روحان کا دوست پلیز اوپن دی ڈور" مگر روحان تو سو ہو رہا ہے "
"بھابھی روحان میرے ساتھ ہے دروازہ تو کھولیں" انوشہ نے آہستگی
سے دروازہ کھولا تو سامنے سیم نے روحان کو خود کے ساتھ لگایا ہوا تھا اور
روحان نا جانے کیا بڑبڑا رہا تھا۔"اوہ مائے سویٹ بھابھی آپ ادھر کیا کر
رہی ہیں یہ تو میرا گھر ہے نا" روحان ہلکی ہلکی آنکھیں کھولے بول رہا
تھا۔جب وہ بولا تو انوشہ کو اس کے منہ سے شراب کی بدبو آئی تھی۔اور
اس نے اپنا ہاتھ ناک کے آگے رکھا تھا۔"چپ کرو روحان اور چلو
کمرے میں" سیم اب اسے لڑکھڑاتے ہوئے اس کے کمرے میں لے
کر جا رہا تھا۔انوشہ انھیں جاتا دیکھ رہی تھی۔وہ اب اسے بیڈ پہ لیٹا کر اس
کے جوتے اتار رہا تھا۔"تم ہی ہو۔۔۔اب تم ہی ہو۔۔زندگی اب تم
ہی ہو۔۔۔چین بھی۔۔۔میرا درد بھی۔۔۔میری عاشقی اب تم ہی
ہو۔"چپ کرو بڑے آئے تم سنگر کہا تھا نہ کہ کم پیو مگر نہیں۔۔۔

ناجانے کس بات کی خوشیاں چڑھی تھیں۔۔دو بوتلیں تو ایک ہی سانس میں پی گئے۔اب دینا صبح اٹھ کر سب کو جواب" سیم غصے سے کہہ رہا تھا۔سیم نے اس کے اوپر کمبل اوڑھا اور خود باہر کی جانب جانے لگا۔" سیم میری جان کدھر جا رہے ہو مجھے اکیلا چھوڑ کر" روحان لڑکھڑاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔"جسٹ شٹ اپ !روحان سو جاؤ چپ کر کے" سیم دروازہ بند کرتا چلا گیا۔" سیم چلا گیا مجھے چھوڑ کر دوست دوست نے رہا پیار پیار نہ رہا روحان گانے گاتے ہوئے نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔انوشہ ابھی بھی دروازے پر کھڑی تھی۔"وہ بھابھی دراصل روحان کی طبیعت کافی خراب ہو گئی تھی۔اسلیے میں اسکے ساتھ آیا"انوشہ سر اثبات میں ہلا رہی تھی مجھے بتا رہا جیسے مجھے پتہ نہیں کہ لڑکے دیر رات تک کیا کرتے ہیں"او کے بھابھی بائے پھر ملاقات ہو گی" سیم کی آواز پر انوشہ سوچوں سے نکلی تھی۔دروازہ بند کیے اب وہ

اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ بیڈ پر لیٹی کافی دیر سوچتی رہی اسے کب نیند آ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

نور نماز پڑھ رہی تھی جب نصرت آپا دروازے سے اندر داخل ہوئیں۔ وہ بی بی جی نیچے انوشہ بی بی آئی ہیں۔ "ٹھیک ہے آپا میں آتی ہوں" نصرت آپا جانے لگی جب نور نے انہیں روکے "آپا! روحیل بھائی بھی ساتھ ہیں کیا؟" جی بی بی وہ بھی ساتھ ہی آئے ہیں۔ ٹھیک ہے آپ جائیں میں تھوڑی دیر تک آتی ہوں۔ ایک اور امتحان آ کھڑا ہوا تھا نور کو روحیل سے پردہ کرنا تھا۔ اللہ جی! اب کیا کروں پچھلی دفعہ تو اکیلی آئی تھی آپی آج بھائی روحیل بھی ساتھ آئے ہیں اگر میں نے آج فرسٹ سٹیپ نہ لیا تو شاید کبھی نہ لے پاؤں گی اللہ جی مجھے ہمت اور طاقت دیں کہ میں ان سے پردہ کر لوں۔ آج حور کا نکاح بھی ہے۔ ادھر بھی جانا ہے کوئی ایشو کریٹ نہ ہو بس "نور آنکھیں بند کیے دھڑکتے دل

سے دعائیں مانگ رہی تھی "اور سناؤ روحیل آفس ورک کیسا جارہا ہے بھائی صاحب کب آرہے ہیں لندن سے؟" زریاب صوفے پر مطمئن رہی تھیں۔ "جی آنٹی بہت اچھا جارہا ہے کام اس منتھ تو سی بیٹھی پوچھ پروفٹ بھی بہت ہوا ہے ہماری کمپنی کو عنقریب ہماری کمپنی پاکستان کی ٹاپ 10 کمپنیز میں شمار ہوگی۔ "ضرور بیٹا ضرور زریاب خوشی سے کہہ رہی تھی۔ انوشہ روحیل کے لیے کپ میں کیٹل سے چائے ڈال رہی تھی جب اُسے اپنے پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ "اسلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!" انوشہ نے نظریں اٹھائیں تو نور نے پاؤں تک چھوتی سبز رنگ کی فراک پہنی تھی جو بلکل سادہ تھی فراک کی دامن پر بس تھوڑی سی سنہری رنگ کی لیس لگی تھی ہم رنگ دوپٹہ سے حجاب کیا تھا جو دوپٹہ جسم کو کور کررہا تھا اور حیرت سے آنکھیں تب پھٹی جب نور کو نقاب میں دیکھا۔ "وعلیکم اسلام!" انوشہ نے حیرت سے دیکھا

''نور کہیں جا رہی ہو تُم ؟'' وہ حیران تھی کہ اب گھر میں نقاب کیوں کیا ہے '' نہیں آپی وہ دراصل۔۔۔ زریاب نے بیزار سی سانس خارج کی کیا نور ؟'' انوشہ ابھی بھی اپنے سوال پر اٹکی اور سر پر ہاتھ رکھ لیا۔۔'' وہ تھی '' آپی وہ روحیل بھائی بیٹھے ہیں اس لیے نقاب کیا ہے '' واٹ ؟؟؟ جہاں انوشہ کو دھچکا لگا تھا روحیل بھی شاکڈ ہوا تھا وہ اسکی سالی بھی تھی اور ہونے والی بھابھی بھی تو اب کیا یہ اس سے پردہ کرے گی ؟ روحیل سوچ رہا تھا۔ '' مگر نور روحیل بھائی ہے تمھارے بھائیوں سے بھلا کون پردہ کرتا ہے ؟ارسلان سے بھی کرتی ہو کیا؟'' انوشہ حیرت سے پوچھتی جا رہی تھی '' آپی ارسلان میرے سگے بھائی ہیں محرم ہیں مگر روحیل بھائی نامحرم ہیں میرے لیے اور ہر نامحرم سے میں اب پردہ کرتی ہوں۔ '' روحیل غصے سے کھڑا ہوا تھا۔ انوشہ پریشانی سے مڑی تھی۔ '' روحیل آپ پلیز بیٹھیں میں سمجھاتی ہو اسے یہ آجکل پتہ نہیں کیوں

پاگلوں والی حرکتیں کر رہی ہے۔" مگر روحیل لمبے لمبے ڈگ بڑھتا باہر کی جانب کو چل دیا۔انوشہ روحیل کے پیچھے بھاگی تھی "رکیں روحیل پلیز میری بات تو سنیں۔"انوشہ نے روحیل کو بازو سے تھام کر روکا تھا۔ "جسٹ انف انوشہ میں تمہاری بہن کو لوفر، لفنگا لگتا ہو جو مجھ سے اب یہ پردہ کرے گی۔اس نے اتنا گرا ہوا سمجھ لیا مجھے کیا؟؟اسے لگتا ہے میں اسے بری نیت سے دیکھتا ہوں؟؟؟تمہاری بہن کونسی جنت کی حور ہے جو زمین پر آکر خود کو چھپاتی پھر رہی ہے۔"روحیل غصے سے بولتا جا رہا تھا۔میں نے آج تک اسے اپنی چھوٹی بہن مانا ہے۔اور اس نے مجھے ایک پل میں پرایا کر دیا۔نامحرم کہہ دیا۔"روحیل نے پریشانی سے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔"دیکھیں آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔آپ ایسے بالکل بھی نہیں ہیں۔میں سمجھاؤں گی اسے"وہ پریشانی سے کہہ رہی تھی۔

"کیا سمجھاؤ گی اسے ہاں؟کل کو وہ روحان کی بیوی بن کر آئے گی تو اس

سے بھی پردہ کر کے بیٹھ جائے گی پورے گھر میں نقاب کر کے گھومے گی مام یہ کبھی برداشت نہیں کریں گی۔" وہ روحان سے کیوں پردہ کرے گی وہ تو محرم ہو گا نا اسکا" انوشہ پریشانی سے بولتی جا رہی تھی۔"

اچھا تو اب تمہیں بھی لگتا ہے کہ میں نامحرم ہوا اسکا اور اسکا پردہ کرنا مجھ سے جائز ہے یہی کہنا چاہ رہی ہو نا تم۔۔۔" روحیل نے انوشہ کو بازوؤں سے زور سے پکڑ کر چلا کر کہا تھا آواز لاؤنج میں کھڑی نور کے کانوں تک گئی تھی۔ انوشہ ایکدم سے ڈر گئی تھی کب اسکی آنکھوں سے آنسو نکل کر گرے اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا۔ آج تک روحیل نے ایسے بات نہیں کی تھی اس سے روحیل۔۔۔ انوشہ کے منہ سے بس اتنا نکل پایا تھا۔" چپ کر جاو انوشہ اب۔۔۔ ایک اور لفظ نہیں۔۔۔ روحیل آنکھوں پر سن گلاس لگائے غصے سے گیراج میں سے گاڑی نکالے تیزی سے گاڑی باہر نکال کر لے گیا۔ انوشہ افسردہ سی لاونج میں داخل ہوئی تھی نور کو

سامنے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں نفرت اُبھری تھی۔ "انوشہ بیٹا کیا ہوا
سب ٹھیک تو ہے نا" زریاب نے پریشانی سے کھڑے ہوتے ہوئے
اشارے سے انہیں چپ رہنے کو کہا۔ "مل پوچھا۔انوشہ نے ہاتھ کے
گیا سکون ؟؟ کروادی نہ ہماری لڑائی میری خوشیاں برداشت نہیں نہ
ہوتی تم سے۔۔۔ "آپی ایسی بات نہیں ہے میں نے میرے اللہ کے حکم
کے آگے سمعنا واطعنا کیا ہے "بس کر جاؤ نور مجھے اور کچھ نہیں سننا۔آج
تک روحیل اور میری لڑائی نہیں ہوئی۔آج تک ایسے بات نہیں کی
انھوں نے جو آج صرف اور صرف تمہاری وجہ سے وہ اتنا خفا ہوئے مجھ
سے "انوشہ رودی تھی۔ "ماما! یہ تو میری ساری خوشیاں کھا جائے گی
جب ادھر یہ بہو بن کر آئے گی۔میں کیسے سب فیس کروں گی۔آپی
پلیز پریشان نہ ہوں نور نے انوشہ کے کندھے پہ محبت سے ہاتھ رکھا تھا
۔"ہاتھ نہ لگاؤ مجھے "انوشہ چلائی تھی نور دو قدم پیچھے ہٹی تھی "نہیں

ہوں میں تمہاری آپی دفع ہو جاو یہاں سے اتنا بڑا فساد ڈال کر اب کہہ رہی ہو۔ کہ میں پریشان نہ ہوں "نور اپنے کمرے میں جاؤ زریاب غصے کر کے اپنے کمرے میں گئی سے بولی تھیں نور بھاگتی ہوئی زینے عبور تھی۔ "اللہ یہ کیا ہو گیا" آنسو مسلسل اسکی گالوں سے بہہ رہے تھے میرے اپنے مجھ سے دور ہو رہے ہیں اللہ صرف اس وجہ سے کہ میں آپکا حکم مان رہی ہوں یوں لگتا ہے جیسے میں 1400 سال پہلے کے دور میں ہوں۔ اور میرے اپنے مسلمان ہونے پر مجھے قبول نہیں کر رہے مجھے تو صرف اور صرف طنز و تنقید سننا پڑتی مگر چودہ سو سال پہلے جسمانی تکلیفیں بھی سہی تھیں مسلمانوں نے گرم ریت پر لٹایا جاتا تھا وزنی پتھر سینے پر رکھا جاتا اور نا جانے کیا کیا اللہ جی اگر وہ دین سے نہیں پھیرے تو یہ نور بھی نہیں پھرے گی اس نور کو جو آپ نے نور دیا ہے نا یہ مزید اسے روشن کرے گی مگر اللہ مجھے بس آپکی محبت کی ضرورت ہے میرا

دل تنگ ہوتا ہے ان کی باتوں پر اللہ مجھے بے نیاز کر دیں پلیز ان کے رویوں سے، باتوں سے مجھے دوبارہ گمراہی میں نا بھیجیے گا اس ہدایت کے چاہتی ہوں پھر چاہے میں اکیلی ہی کیوں نہ سفر میں میں مزید آگے جانا رہ جاؤں آپ میرے ساتھ ہے نا بس یہی کافی ہے۔

حور کے گھر خوشی کا سماں تھا۔ رضیہ بیگم اور نفیس صاحب خوش بھی تھے مگر ان کی آنکھیں بھی نم تھیں کہ وہ اپنی اکلوتی اولاد کو رخصت کرنے جا رہے ہیں۔ نور الماری کھولے سوچ رہی تھی کہ کیا پہن کر جاؤں۔ بہت سے کپڑے دیکھے مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ اس نے الماری کا دوسرا پٹ کھولا تو وہاں ہر رنگ کا عبایا لٹک رہا تھا۔ اس نے لائٹ براؤن رنگ کا عبایا نکالا۔ عبایا پہن کر اب وہ شیشے کے سامنے کھڑی

حجاب سیٹ کر رہی تھی۔ ہم رنگ حجاب اور نقاب کے ساتھ وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ آنٹی کیسی ہیں آپ؟"نور رضیہ بیگم " سے سلام لیتے ہوئے گھر میں داخل ہوئی۔رضیہ بیگم جو مہمانوں کی آمد کے لیے ہال کے دروازے پر ہی کھڑی تھیں۔حور کے گھر پر ہی نکاح کی تقریب رکھی گئی تھی۔"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ پیاری گڑیا! ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو آپ"رضیہ بیگم نے نور کو خود سے لگاتے ہوئے کہا۔نور کے اندر تک سکون اترا تھا۔کوئی تو تھا جو اسکے پردے پر اسے طعنہ نہیں دے رہا تھا کوئی گھر تو تھا جو اس کے پردے کا خیال رکھتا تھا۔"جزاک اللہ خیر آنٹی آپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں۔حور تیار ہو گئی ہے کیا؟"نور نے حور کو ڈھونڈتی نظروں سے پوچھا۔"آپ جا کر خود ہی دیکھ لو اس کے کمرے میں"رضیہ بیگم نے

مسکراتے ہوئے کہا۔ نور جلدی سے حور کے کمرے کی جانب بڑھی دروازہ کھولا تو وہ حیران ہی رہ گئی۔ حور ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھی سج میں جنت کی حور لگ رہی تھی۔ حور نے گھیرے دار پاؤں کو چھوتی ہوئی سفید رنگ کی فراک پہن رکھی تھی۔ جس کے اوپر مزید نیٹ کی لیئر تھی۔ ہاتھوں میں گلاب اور سفید کلیوں کے گجرے پہنے، سفید مخملی ہاتھوں پر سرخ رنگ کی مہندی لگائے، ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک لگائے اور ہلکا سا آئی میک اپ کیے بے حد حسین لگ رہی تھی۔ کمرے میں گلاب کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ "ماشاءاللہ لا قوہ الا باللہ" نور کے منہ سے بے اختیار نکل اٹھا تھا۔ "میں نے تم سے زیادہ خوبصورت ترین دلہن آج تک نہیں دیکھی حور تمہارے پردے کی وجہ سے تم پر بہت روپ آیا ہے۔" نور حور کے گلے سے جا لگی۔ حور بس مسکراتی رہ گئی۔ حور کے گلے لگتے ہوئے نور کے دل میں ایک سکون سا اترا تھا اور

ناجانے کیوں آنکھوں میں نمی بھی اتر آئی تھی۔ "پیاری تو تم بھی بہت لگ رہی ہو نور۔ "حور نے الگ ہوتے ہوئے کہا۔ "ارے! یہ کیا تم رو سے نور کے آنسو کو اپنے انگلی رہی ہو؟ حور نے اپنے مہندی لگے ہاتھوں کے پوروں پر لیتے ہوئے کہا۔ جو آنسو نور کی آنکھ سے بے اختیار ہی پھسل گیا تھا۔ "نہیں حور بس یونہی آنکھیں بھر آئیں۔ شاید کافی دیر بعد ملی ہوں تم سے اس لیے "کچھ ہی دیر میں دروازہ کھٹکا تو نور دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ نور نے دروازہ کھولا۔ "وہ میں یہ کہنے آیا تھا کہ۔۔۔ کہتے کہتے ایکدم سے اپنے سامنے سر سے پاؤں تک پردے میں ڈھکی لڑکی کو دیکھ کر چپ ہو گیا۔ بس ایک نظر پڑی تھی اور فائق نے نظریں جھکا لی تھیں۔ آنٹی کو بلا دیں۔ فائق نے جھکی نظروں سے کہا۔ نور بھی تھوڑا ہڑبڑا گئی تھی۔ آنٹی باہر ہیں۔ نور نے بھی نظریں جھکا لیں۔ وہ میں کہنے آیا تھا کہ مولوی صاحب اندر آنا چاہتے ہیں نکاح

پڑھانے کے لیے۔ اچھا پانچ منٹ بس اور دروازہ بند کرتی ہوئی آئی بیڈ پر پڑی شال اٹھائی اور حور کے اوپر اچھی طرح سے اوڑھ دی۔ تب تک رضیہ بیگم کمرے میں آچکی تھیں۔ انھوں نے پاس پڑی کرسیاں سیٹ کیں اور مولوی صاحب کو اندر بلوالیا۔ مولوی صاحب کے ساتھ نفیس صاحب اور انکے بڑے بھائی رضیہ بیگم کے دو بھائی اور حور کی خالہ، پھوپھو اندر داخل ہوئیں تھیں۔ حور کے نکاح نامے پر دستخط کرتے ہوئے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ پاس کھڑی نور نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیا۔ نکاح کے بعد دعا کروائی گئی اور مرد حضرات باہر چلے گئے۔ حور کو اب سب مبارک باد دے رہے تھے مگر اس کی آنکھوں میں ماں باپ کا گھر چھوڑنے پر آنسو بھر آئے تھے۔ رضیہ بیگم بھی بمشکل آنسو ضبط کیے مبارکباد وصول کر رہی تھیں۔

بی جان کمرے میں داخل ہوئیں۔ محبت سے حور کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ ''آج سے تم میری بیٹی ہوئی۔ ''بی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ رضیہ بیگم بی جان کے گلے لگ کر رونے لگیں۔ ''ارے رضیہ کیا ہو گیا ہے پاس ہی تو گھر ہے جب جی چاہا مل جایا کرنا۔ رخصتی چھ ماہ بعد ہی کرنی تھی۔ مگر میری طبیعت میرا ساتھ نہیں دیتی میں اپنے پوتے کی خوشی اپنی زندگی میں دیکھنا چاہتی تھی۔ تم پریشان نہ ہو۔ تمہاری بیٹی شہزادیوں کی طرح رہے گی میرے گھر میں کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا تمہیں۔ ''بی جان کہتے کہتے کھانسنے لگیں نور بھاگتی ہوئی کچن کی جانب گئی اور جلدی سے گلاس میں پانی انڈیل کر لے آئی بی جان پانی پیئیں نور نے پریشانی سے گلاس تھاما ہوا تھا۔ اور وہ بی جان کو پیچھے سے ہلکی ہلکی تھپکیاں بھی دے رہی تھی۔ '' جزاک اللہ خیر اپیاری گڑیا۔ کیا نام ہے تمہارا ''بی جان پانی کا گلاس رکھتے ہوئے بولیں ''جی نور ہاشم

میں حور کی دوست۔ "پھر آپ تو ہماری خاص مہمان ہوئیں حور ہوں کی اچھی دوست ہونے کے ناطے "بی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمر اپنے کمرے میں داخل ہوا تو بیڈ پر بیٹھی نظریں جھکائے خوبصورت ترین اور باحیا لڑکی کو دیکھتے پلک جھپکنا بھول گیا۔ کیا اتنا اچھا صلہ رکھا تھا اللہ نے اس کے لیے اس کی سوچ سے بھی زیادہ نواز دیا گیا تھا۔ آج تک اگر اس نے اپنی نظروں کی حفاظت کی تھی تو آج اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا دینے والی زوجہ سے نواز دیا گیا تھا۔ "الحمد للہ رب العالمین "عمر کے منہ سے باساختہ نکلا تھا۔ آواز سن کر حور نے اپنی کانچ سے بھوری آنکھیں اٹھائیں تو سامنے چہرے پر سنت رسول کی داڑھی سجائے سفید کرتا شلوار کے اوپر آف وائٹ واسکٹ پہنے خوبرو سا نوجوان کھڑا تھا۔ حور کے دل و دماغ میں آیت چل رہی تھی "پاک مردوں کے لیے پاک عورتیں ہیں اور پاک عورتوں کے لیے پاک مرد "دل میں

اس نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔ عمر نے جیب سے ایک ننھی سی ڈبیہ نکالی اور حور کے آگے کر دی۔ سرخ ڈبیہ میں سونے کی خوبصورت سی انگوٹھی چمک رہی تھی۔ حور نے اپنا خوبصورت مہندی لگا ہاتھ آگے کیا اور عمر نے انگوٹھی نرمی سے اسے پہنا دی۔ "بہت خوبصورت ہے" حور نگاہوں کے سامنے کیے اپنی انگوٹھی دیکھ رہی تھی۔ "آپ سے زیادہ نہیں" عمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ کے لیے ایک اور انمول تحفہ وہ میں دو منٹ میں آیا۔" عمر اٹھ کر ساتھ والے کمرے میں چلا گیا۔ الماری کا پٹ کھولا۔ تو سامنے بے داغ سفید دوپٹہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ ماں! نہ جانے کب عمر کی آنکھوں سے آنسو پھسل کر اس کی داڑھی میں جذب ہو گئے۔ امی جان آپ جیسی بہو چاہتی تھیں بلکل ویسی اللہ نے آپ کے عمر کو عطا کی ہے۔ اگر آپ یہاں ہوتیں تو بہت خوش ہوتیں۔ آپ ہوتیں تو مجھے نصیحتیں کرتیں کہ بیوی کے حقوق کیسے نبھاتے ہیں۔

مگر میں پوری کوشش کروں گا امی جان کہ بہترین زوج بنوں۔ جنتوں میں ملیں گے میری پیاری امی جان۔ عمر نے دوپٹے کو اپنے سینے سے الماری میں رکھ کر اس کے اوپر والے حصے سے لگاتے ہوئے کہا۔ دوپٹہ احتیاط سے غلاف میں لپٹی ایک کتاب اتاری۔ اور اسے سینے سے لگائے اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔ "میں جانتا ہوں اہل قرآن کو قرآن سے بے انتہا محبت ہوا کرتی ہے۔ حفظ کے بعد میں نے اسے لکھنا شروع کیا تھا۔ مجھے لگا کہ یہ آپ کو تحفہ میں دینا چاہیے کیونکہ آپ اس کا حق رکھتی ہیں۔" حور نے مخملی غلاف اتارا تو سیاہ رنگ کا قرآن مجید تھا۔ اسے کھولا تو سیاہ ملائم کپڑے پر سنہری قلم سے قرآن کی آیات خوبصورتی سے لکھی گئی تھیں۔ حور کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔ اتنا خوبصورت انداز سے لکھا ہوا قرآن اس نے آج تک نہ دیکھا تھا اور اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اسے یہ تحفے میں ملے گا۔ "ماشاءاللہ لا قوہ الا باللہ

بہت بہت خوبصورت لکھا ہے آپ نے میرے پاس تعریف کرنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔" عمر ہلکا سا مسکرا دیا۔ عمر نے سائڈ ٹیبل پر پڑی دو جائے نماز اٹھائیں اور قبلہ رخ بچھا دیں۔" چلیں پھر آئیں اس خوبصورت اور پاک رشتے پر اس رب کا شکر ادا کرتے ہیں۔ بے شک اللہ نے ہمیں بہترین سے نوازا ہے الحمدللہ۔" حور خاموشی سے آ کر عمر کے ساتھ آ کھڑی ہوئی دونوں نے شکرانے کے نوافل ساتھ میں ادا کیے۔

نور مغرب کی نماز ادا کر کے جائے نماز کو طے لگا رہی تھی۔ نصرت آپا دروازہ نے کھٹکھٹایا۔ جی آپا! آجائیں نور نے جائے نماز ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔ وہ بی بی جی میں کہنے آئی تھی کہ نیچے بڑی بیگم آپ کو اپنے

کمرے میں بلا رہی ہیں۔جی ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔زریاب نیم گرم پانی کے ٹب میں پاؤں رکھے بیٹھی تھیں بیوٹیشن انکا پیڈی کیور کرنے آئی تھی۔"ماما آپ نے بلایا تھا"نور نے ہلکا سا دروازہ کھولتے ہوئے پوچھا۔ہاں آجاؤ اندر۔نور دروازہ بند کرکے زریاب کے قریب پڑے کاؤچ پر آبیٹھی۔بیوٹیشن زریاب کے پاؤں کو ہاتھوں میں لیے ناخنوں کو شیپ دے رہی تھی۔"عالیہ کا فون آیا تھا صبح"زریاب کی نظریں اپنے پاؤں پر تھیں۔"کل روحان کی برتھ ڈے پارٹی ہے انھوں نے انوائیٹ کیا ہے ہمیں اسپشلی تمہیں"زریاب نے نور کو دیکھتے ہوئے کہا۔"مگر اب ماما!آپ جانتی ہیں میں برتھڈے پارٹیز پر اب نہیں جاتی اور نا ہی کبھی اپنی برتھڈے پارٹی مناتی ہوں۔"بیوٹیشن اب زریاب کے پاؤں سفید تولیے سے خشک کررہی تھی۔"اوکے ٹھیک ہے جاؤ تم اب" زریاب نے بیوٹیشن کو جانے کا کہا وہ اپنا سامان جلدی سے سمیٹ کر باہر

چلی گئی۔ "دیکھو نور میں تم پر غصہ نہیں نکالنا چاہتی۔ وہ ہونے والا شوہر ہے تمہارا اور تمہارا وہاں جانا ضروری ہے ورنہ عالیہ کو لوگ باتیں کریں گے۔ "مما میں وہاں جا کر کیا کروں گی؟" نور نے بے بسی سے کہا۔ "کچھ مت کرنا بس ایک جگہ بیٹھ جانا پارٹی انجوائے کرنا عالیہ کی دوستوں اور رشتے داروں سے مل لینا۔" چلیں ٹھیک ہے مما آپ کے کہنے پر میں آپ کے ساتھ چلی جاؤں گی نور مزید بحث نہیں کرنا چاہتی تھی کافی دیر بعد زریاب نے نور سے محبت سے بات کی تھی۔ "چلو ٹھیک ہے بس یہی بات کرنی تھی میں اب شاور لے لوں" نور اٹھ کر جانے لگی تو زریاب نے اسے جاتے ہوئے روکا۔ سنو! "جی مما" نور نے مڑتے ہوئے کہا۔ "کل پلیز یہ حجاب مت لے کر جانا وہاں" زریاب نے نور کے چہرے کے گرد لپٹے حجاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ نور بغیر جواب دیے خاموش سے زریاب کے کمرے سے باہر آ گئی۔ وہ اب

آہستہ آہستہ سوچتے ہوئے زینے پار کر رہی تھی۔ حور کی شادی پر تو میرے لیے آسان تھا کیونکہ وہاں دین کو پہلی ترجیح دی جاتی اور ماحول بھی ویسا تھا۔ مگر کل طرح طرح کے لوگ وہاں آئیں ہوں گے پھر وہاں سونگز بھی لگے ہوں گے یا اللہ میں کن لوگوں میں پھنس گئی۔ مجھے خوف آتا ہے اللہ جی کہ اگر میری روحان سے شادی ہو گئی تو وہ دوبارہ مجھے میری گمراہی والی زندگی میں نا لے جائے پلیز میری مدد کر دیں میں گمراہی والی زندگی میں جانا آگ میں جانے جیسا سمجھتی ہوں۔ مجھے راہ ہدایت پر رکھنا میرے مولا مجھے بچا لے فتنوں سے مجھے اپنے لیے خاص کر لے آمین۔"

زریاب اور ہاشم پہلے تیار ہو گئے تھے وہ دونوں برتھڈے پارٹی پر جلدی چلے گئے۔ اور زریاب نور کو تاکید کر کے گئی تھی کہ حجاب، نقاب نہ کر کے آئے نور خاموش ہو گئی تھی۔ پھر وہی ہوا جو نور نے فیصلہ کیا

تھا۔ارسلان گاڑی میں بیٹھا ہارن بجارہا تھا۔ تبھی میرون کلر کے پاؤں تک چھوتے عبایا کہ اوپر سکن سکارف اچھے سے لیے نقاب میں نور نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور آرام سے آکر بیٹھ گئی۔"بہنا! ماما کا پتہ ہے نہ وہ بہت خفا ہوں گی۔"""جانتی ہوں بھائی۔اب جو بھی ہوگا دیکھی جائے گی۔مجھے جس نظر سے لوگ وہاں روحان کی منگیتر ہونے کے ناطے دیکھیں گے مجھے اس سے اچھا لباس خود کو چھپانے کے لیے نہیں ملا۔اگر روحان میرے ساتھ سیریس ہے تو وہ مجھے ایسے ہی قبول کرے گا۔اور اگر نہیں تو منگنی توڑ بھی دے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔ میں اپنے رب کی نافرمانی اب ہر گز نہیں کروں گی۔"چلو اللہ آسانی کرے تمہارے لیے بہنا میں تمہارے ساتھ ہوں ارسلان نے کہتے ہوئے انگیشن میں چابی گھمائی۔اور گاڑی سیاہ تار کول کی سڑک پر ڈال دی۔"حسبی اللہ و نعم الوکیل"نور کثرت سے ورد کر رہی تھی۔

برتھڈے پارٹی ہال میں رکھی گئی تھی۔ابراہیم اور روحیل کے بزنس پارٹنر اپنی بیویوں کے ہمراہ وہاں آئے ہوئے تھے۔روحان کی یونیورسٹی کے دوست اور کچھ لڑکیاں بھی وہاں موجود تھیں۔ہال کو سیاہ اور سنہری غباروں سے ڈیکور کیا گیا تھا۔کچھ غبارے زمین پر بھی پھیلائے ہوئے تھے۔سامنے دیوار پر بڑا سا راہیپی برتھڈے روحان لکھا تھا۔

سب لوگ قہقہے لگاتے اپنی باتوں میں مگن تھے۔ارسلان گاڑی پارک کرنے چلا گیا نور اکیلی ہال کے اندر داخل ہوئی تھی۔زریاب اور عالیہ ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھیں روحیل انوشہ کو اپنے دوست اور ان کی وائف سے ملوا رہا تھا۔نور چلتی ہوئی زریاب کے ٹیبل کے قریب آئی۔

''السلام علیکم آنٹی!''نور عالیہ کے گلے لگتے ہوئے کہا۔عالیہ حیران پریشان عبایے میں ملبوس لڑکی کو دیکھ رہی تھی کہ یہ کون ہے اور کس نے انوائیٹ کیا اسے؟زریاب نے غصے سے نور کو آنکھوں سے اشارہ کیا

تھا۔ کہا تھا نہ کہ اس حلیے میں مت آنا۔ "کیسی ہیں آنٹی آپ؟" نور نے عالیہ سے علیحدہ ہوتے ہوئے پوچھا عالیہ ابھی بھی اس لڑکی سے انجان تھی۔ "آنٹی میں نور ہوں انوشہ آپی کی سسٹر" نور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "مگر بیٹا آپ اس لباس میں" عالیہ نے شاکڈ ہوتے ہوئے کہا۔ "آپ کو مما نے نہیں بتایا؟ چلیں میں بتاتی ہوں الحمدللہ میں نے شرعی پردہ شروع کر دیا ہے۔ اب میں ایسا ڈریس ویئر کرتی ہوں اینڈ آئی فیل سو کمفرٹیبل ان دس ڈریس الحمدللہ" نور نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ "مگر بیٹا آپ کو پتا ہے ہماری فیملی ایسی نہیں ہے" "کیسی نہیں آنٹی؟" نور نے نامعلوم انداز میں پوچھا۔ "مطلب ہم سب کھلے ذہن نہیں رکھتے عبایا میں کے مالک ہیں ہم اس طرح اپنی عورتوں کو قید زمانے کا رواج تھا جو اب ختم ہو گیا ہے" "پیاری آنٹی یہ رواج نہیں اللہ پاک کا حکم ہے اور 1400 سال پہلے کی عورتوں کے لیے بھی تھا اور

آج کی عورتوں کے لیے بھی ہے" زریاب بے چینی سے ہاتھوں میں ڈالی ہیرے کی انگوٹھی کو بار بار گما رہی تھی۔ خر۔۔ میں آپ کو بعد میں سمجھاؤں گی ان شاءاللہ ابھی میں آپی سے مل آؤں زریاب نے ابھی کچھ کہنا چاہا" زری پلیز کچھ مت کہنا مجھے سمجھ نہیں آرہا میں مہمانوں کو کیسے فیس کروں گی۔ میں نے تو سوچا تھا کہ روحان اور نور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کیک کاٹیں گے۔ مگر ادھر تو، عالیہ دکھی سی بول رہی تھی۔ روحان کبھی بھی اس کے پردے کو اکسیپٹ نہیں کرے گا وہ ماڈرن ہے اور ماڈرن گرلز ہی پسند کرتا ہے" عالیہ میری بات سنو میں نے بہت سمجھایا ہے اسے" زری جتنا تم نے اسے سمجھایا مجھے پتہ چل رہا ہے"

انوشہ اور روحیل اکیلے کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ نور چلتی ہوئی ان کے پاس گئی۔" السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! آپی اینڈ بھائی" مجھے

اپنے ایک فرینڈ سے ملنے جانا ہے میں چلتا ہوں روحیل نور کے سلام کو نظر انداز کرتے ہوئے چلا گیا۔ ''آپی کیسی ہیں آپ؟'' نور اب انوشہ کی طرف متوجہ تھی۔ ''خوشیاں کھا گی ہو میری اور اب حال دریافت کر رہی ہو؟ روحیل اس دن کے مجھ سے کھنچے کھنچے ہیں آفس سے آکر جلدی سو جاتے ہیں کام کے علاوہ زیادہ بات نہیں کرتے۔ ''آپی سب ٹھیک ہو جائے گا میں سب ٹھیک کر دوں گی ان شاء اللہ'' نور نے محبت سے انوشہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ انوشہ نے نور کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹایا تھا۔ ''پہلے سب ٹھیک تھا مگر اب سب غلط ہو گا۔ تم اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار رہی ہو روحان کبھی بھی تمہیں اس حالت میں اکسیپٹ نہیں کرے گا۔ ''نور نے گہری سانس لی تھی کا ویٹ کر لیتی ہوں وہی کمپنی دیں '' چلیں کوئی بات نہیں میں بھائی گے اب مجھے ''نور نے پاس رکھی ہوئی کرسی اپنی جانب کھینچی اور بیٹھ

گی۔نور جانتی تھی وہاں پر میوزک ہو گا اس لیے وہ اس کا بندوست کر کے آئی تھی۔ہال میں گانوں کی آواز گونج رہی تھی۔نور نے سفید رنگ کی ہینڈ فری نکالی کانوں میں لگائی وہ موبائل میں The way of tears نشید سننے لگی۔تھوڑی دیر بعد ویٹر جوس لیے نور کی جانب آیا۔"میم جوس" ویٹر نے جوس والی ٹرے آگے کرتے ہوئے کہا ۔نور نے ایپل جوس کا گلاس پکڑا پکڑتے پکڑتے گلاس ٹرے سے ٹکرایا اور اس کے عبایے پر گر گیا۔اوشٹ۔۔۔نور کے منہ سے نکلا۔"اوہ سوری میم آئی ایم ویری سوری" ویٹر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔"اٹس اوکے آپ کی غلطی نہیں ہے آپ مجھے واش روم کا بتادیں میں اس کو واش کر لوں۔ویٹر نے دائیں جانب اشارہ کیا اور چلا گیا۔نور نے احتیاط سے عبایا پکڑا اور واش روم کی طرف بڑھ گی۔واش رومز کے کر ٹھٹکی سامنے روحان کھڑا تھا۔وہ بلیک ڈنر سوٹ میں دروازے پر جا

ملبوس تھا مرر کے سامنے وہ کالر میں لگا بوب ٹھیک کر رہا تھا۔ نور خاموشی سے اندر داخل ہوئی۔ ٹیپ کھول کر ہاتھوں پر پانی لگا کر عبایا صاف کرنے لگی۔ روحان اپنے پاس کھڑی عبایے میں ملبوس لڑکی کو نگاہیں ترچھی کر کے دیکھ رہا تھا۔ نور واپس جانے کے لیے مڑی۔ تو پیچھے سے آواز آئی "ایکسیوزمی۔۔۔" نور کے قدم وہی رکے تھے۔ "کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کون ہیں اور ادھر کیا کر رہی ہیں؟" روحان پیچھے سے ہوتا ہوا نور کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالے متجسس نگاہوں سے دیکھتا ہوا۔ "وہ میں نور ہوں۔ ہیپی برتھ ڈے روحان" نور نے آہستگی سے کہا تھا۔ واٹ۔۔۔۔۔؟؟؟

تم نور ہو ریئلی کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا؟؟" روحان ہنستے ہوئے" کہہ رہا تھا۔ "جو نور میری منگتیر ہے وہ ایسی تو نہیں تھی۔ اور میری برتھ ڈے کا تھیم یہ ڈریس تو نہیں تھا" روحان نے انگلی سے اس کے عبایے

کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔"نور ایسی نہیں تھی مگر اب ایسی ہے اور ایسی ہی رہے گی۔اور رہی بات بر تھ ڈے تھیم کی۔تو وہ جو کوئی بھی ہو میں اسی ڈریس میں آؤں گی"نور نے مضبوط لہجے میں کہا۔ہاہاہا ۔۔۔"غلط فہمی ہے تمہاری مس نور ہاشم۔۔۔میں تمہارا ہونے والا ہز بینڈ ہوں عنقریب ہماری شادی ہو جائے گی۔میں کبھی تمہیں اس ڈریس میں نہیں رہنے دوں گا تم جانتی ہو کہ مجھے ایسی لڑکیاں بالکل نہیں پسند خیر چھوڑو میں جانتا ہو شاید تم ابھی آئی ہو اور عبایے کے نیچے تم نے خوبصورت سا ڈریس ویئر کیا ہو گا تھیم کے مطابق بلیک اینڈ گولڈن مجھے سرپرائز دینے کے لیے تم نے اوپر یہ عبایا پہن رکھا ہے۔ چلو شاباش چینج کرو پھر ہم پارٹی انجوائے کرتے ہیں۔"روحان میں شرعی پردہ کرتی ہوں اور یہ ڈریس میری پہچان ہے اور شادی کے بعد بھی میں باپردہ ہی رہوں گی تم مجھے اس سے نہیں روک سکتے۔اگر تم

نے مجھے قبول کرنا ہے تو ایسے ہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ میں اب بدلنے والی نہیں ہوں" اب کی بار نور کا لہجہ مزید مضبوط تھا۔ "روحان یار سب تمہارا ویٹ کر رہے ہیں" سیم کہتے کہتے رکا اور حیرانگی سے دونوں کو دیکھنے لگا۔ یہ کون ہے؟ سیم نے نگاہوں کے اشارے سے پوچھا چلو آؤ میں تمہیں اپنے فرینڈز سے ملواتا ہوں۔

روحان نے نور کی کلائی پکڑی اور اسے باہر لے آیا۔ "روحان میرا ہاتھ چھوڑو" نور پوری کوشش کر رہی تھی اپنی کلائی چھڑوانے کی مگر وہ مضبوطی سے تھامے اسے زبردستی لے کر جا رہا تھا۔ ہال کے باہر سامنے پارک میں روحان کے دوست اور لڑکیاں کھڑی تھیں سب ہاتھوں میں جوسز کا گلاس پکڑے باتیں کر رہے تھے۔ "ہائے ایوری ون" روحان مسکراتا ہوا ان کے درمیان آ کھڑا ہوا۔ سب دوست دونوں کی جانب متوجہ تھے۔ "یہ ہے میری فیونسی مس نور ہاشم۔۔" رئیلی

۔۔۔۔شائنہ، سیم اور باقی دوست قہقہ مار کر ہنسے تھے۔"مذاق مت کرو روحان بی سیریس یار "شائنہ نے ہنستے ہنستے کہا۔نور کا دل یوں تھا جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔سب اسکا مذاق اڑا رہے تھے۔"تم تو بڑی تعریفیں کرتے تھے میری فیونسی بڑی ماڈرن ہے یہ وہ مگر یہ تو بابا آدم کے زمانے کی نکلی"اس بار سیم بولا تھا۔"نقاب اتار و نور"روحان نہیں اتاروں گی"نور نے سرخ پڑتی آنکھیں" برہمی سے کہہ رہا تھا۔ اٹھا کر کہا۔"نور تمہاری وجہ سے میرا پہلے ہی بڑا مذاق بن گیا ہے اتار و یہ " ورنہ۔۔۔۔

ورنہ کیا کر لو گے ہاں ؟؟ جارہی ہوں میں۔۔۔"نور غصے سے واپس" جانے کو مڑی اور اسی وقت اس کے پیروں تلے زمین نکلی تھی روحان نے اسکا اسٹالر زور سے کھینچا تھا۔حجاب پر لگی پینز نیچے گر گئی اور ریشمی حجاب سر سے سرکتا ہوا نیچے گر گیا تھا۔اسکے بال کھل کر شانوں پر

بکھر گئے۔ پیچھے سے قہقہوں کی آوازیں آئی تھیں۔ نور کی سانس تک رک گئی تھی۔ نور نے پیچھے مڑ کر پوری قوت سے تھپڑ روحان کے چہرے پر مارا تھا۔ روحان اس حملے کے لیے تیار نہ تھا۔ خاموشی پھیل چکی تھی۔ نور نے تیزی سے اپنا دوپٹہ نیچے سے اٹھایا اور کانپتے ہاتھوں سے دوسری جانب رخ کیے حجاب کرنے لگی۔ ابھی روحان اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا کہ کوئی تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور اسکی گردن دبوچے پارک میں لگے درخت سے جا لگایا۔ "تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو ہاتھ لگانے کی"

ارسلان غصے سے لال چہرہ لیے روحان کو دبوچے کھڑا تھا۔ "میرا دم گھٹ رہا ہے چھوڑو" روحان کا چہرہ نیلا پڑ رہا تھا۔ سیم اور روحان کے باقی دوست اسے چھڑوا رہے تھے مگر جو بھی آتا ارسلان اسے پنچ مار دیتا۔

بھائی۔بھائی۔ چھوڑدیں اسے۔۔۔نور روتی ہوئی ارسلان کو بازو سے تھامے اسے پیچھے ہٹارہی تھی۔

نہیں بہنا! آج میں اس کی ہپی بر تھڈے کر کے جاؤں گا۔"ارسلان " پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔بھائی وہ مر جائے گا اس کا چہرہ نیلا پڑرہا ہے۔اللہ کا واسطہ ہے چھوڑدیں اسے اور چلیں گھر۔میں مزید یہاں نہیں رکنا چاہتی۔تو ارسلان نے اسے چھوڑ دیا تھا روحان بمشکل سانس بحال کر پایا تھا۔اور مسلسل کھانس رہا تھا۔"یہاں پر جو کچھ بھی ہوا کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے اور تم۔۔۔تم یہ منگنی خود توڑو گے سنا تم نے۔۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور سب کو بتایا کہ میں نے تمہارے ساتھ کیا کیا تو جو یہ دو سانسیں بچی ہیں یہ میں رہنے نہیں دوں گا"ارسلان غصے سے وارن کر رہا تھا۔بھائی چلیں پلیز. نور ارسلان کو بازو سے تھامے زبردستی گاڑی کی جانب لے کر گئی تھی۔دونوں گھر آگئے تو نور بھاگتے

ہوئے اپنے کمرے میں گئی دروازہ اندر سے لاک کر لیا اور بیڈ پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اسے آج سر عام بے پردہ کر دیا گیا تھا اور بس یہی تکلیف اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی-ارسلان پانی کا گلاس پی کر لان میں چلا گیا۔

ادھر روحان نے سب نارمل فیل کروایا تھا۔وہ سہم گیا تھا۔روحان منہ وغیرہ دھو کر پارٹی میں چلا گیا۔کیک کٹنگ کی اور سب کو یہی محسوس کروایا کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔نور جب رو رو کر تھک گئی تو اٹھ کر واش روم چلی گئی۔چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔اور شیشے میں خود کو دیکھا تو آنکھیں رو رو کر سرخ ہوئیں تھیں۔نڈھال سی دکھ رہی تھی۔ہاتھ میں ہیرے کی انگھوٹھی پر نظر پڑی تو غصے سے کھینچ کر نکالی اور دور پھینک دی۔وہ اب کپڑے چینج کر کے کچن کی جانب چلی گئی اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔اور جب تک وہ کافی نا پیتی درد کم نا ہوتا۔ارسلان لان

میں اکیلا بیٹھا تھا۔ سیاہ آسمان پر بادلوں میں چھپا چاند دیکھ رہا تھا ہاتھ میں سگریٹ لیے کش لگا رہا تھا اور دھواں فضا میں غائب ہو رہا تھا۔ نور کافی کے دو مگ ٹرے میں رکھے لان میں آئی تو ارسلان کو سگریٹ پیتے دیکھ کر حیران ہوئی۔ کیونکہ آج تک اس نے کبھی ارسلان کے ہاتھ میں سگریٹ نہیں دیکھی تھی۔ "بھائی یہ آپ نے کب سے شروع کی؟؟" نور ٹیبل پر کافی کی ٹرے رکھتے ہوئے بولی۔ ارسلان نے جلدی سے سگریٹ نیچے کر لی "کچھ نہیں بہنا میں نہیں پیتا بس جب ٹینشن میں ہوں تو کبھی کبھی پی لیتا ہوں" اچھا! پھر تو میں آپ سے زیادہ ٹینشن میں ہوں لائیں میں بھی دو کش لگا لوں شاید سگریٹ کے دھوئیں کی طرح میری ٹینشن بھی ہوا میں غائب ہو جائے۔ نور نے ارسلان کے ہاتھ سے سگریٹ پکڑنا چاہا۔ "ارے کیا کر رہی ہو بہنا پاگل تو نہیں ہو گئی۔" ارسلان نے سگریٹ کو نیچے پھینک کر اوپر اپنا جوتا رکھ کر مسل دیا تھا۔

آؤ بیٹھو ارسلان نے قریب پڑی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "نہیں پہلے آپ مجھ سے وعدہ کریں آپ کبھی بھی سگریٹ نہیں پیئیں گے۔ چاہے جتنی مرضی ٹینشن ہو۔ "اچھا بہنا! نہیں پتا کیا ہو گیا ہے۔ نہیں وعدہ کریں نور اپنی جگہ پر کھڑی، دایاں ہاتھ آگے کیے کھڑی تھی۔

ارسلان نے گہری سانس خارج کی "اچھا بھئی ٹھیک ہے وعدہ رہا اب نہیں پیئوں گا" ارسلان نے اپنا ہاتھ نور کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا۔ نور مسکرا دی تھی۔ اور اس کی مسکراہٹ دیکھے ارسلان کی آنکھوں میں نمی آئی تھی "مجھے معاف کر دو بہنا میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا۔ "بھائی پلیز ایسے نہ کریں آپ سے بھر کر میں نے کسی کو اپنا محافظ نہیں پایا۔ آپ نے ہر موڑ پر میری مدد کی ہے خاص طور پر دین پر چلتے ہوئے۔ میں اس ٹاپک پر مزید بات نہیں کرنا چاہتی آپ کافی لیں۔"

نور نے کافی کا مگ آگے کرتے ہوئے کہا۔ ارسلان کافی کا مگ پکڑے اسے اب اپنے آفس کی باتیں بتا رہا تھا۔

جی جی سب کچھ بہت اچھا رہا۔ عالیہ لیپ ٹاپ پر ابراہیم سے ویڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔ "عالیہ لندن میں بہت سے پروجیکٹ پڑے ہیں۔ میں اکیلا سب نہیں دیکھ سکتا۔ تم روحیل کو بھیج دو تاکہ ہم مل کر پروجیکٹ پر کام کر سکیں" جی وہ تو میں بھیج دوں گی۔ مگر انوشہ روحیل کے بغیر کیا کرے گی؟" ہاں یہ بات تو میں نے سوچی ہی نہیں" ابراہیم ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ "اچھا ایسا کرو میں پیسے بھجوا دیتا ہوں تم روحیل سے کہنا کہ انوشہ کا پاسپورٹ بنوا لے اور دونوں ویزہ

لگوا کر میرے پاس لندن آجائیں۔"جی ٹھیک ہے شام کو روحیل آئے گا تو میں کہہ دوں گی اس سے۔"اچھا عالیہ ابھی میری ایک میٹنگ ہے میں ادھر جا رہا ہوں پھر بات ہو گی۔"جی ٹھیک ہے آپ جائیں۔عالیہ نے مسکراتے ہوئے لیپ ٹاپ کی سکرین بند کر دی۔"مام مجھے آپ سے بات کرنی تھی"روحان عالیہ کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا ہمم بولو۔عالیہ پاس پڑے سائڈ ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھتے ہوئے بولیں۔"مام میں شائنہ کو پسند کرتا ہوں۔"شائنہ کون؟عالیہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔ میری یونیورسٹی میں پڑھتی ہے میری برتھ ڈے پر بھی آئی تھی۔" روحان تم پاگل تو نہیں ہو گئے تمہاری منگنی ہو چکی ہے نور سے اور عنقریب شادی بھی ہو جائے گی۔"مام ابھی منگنی ہی تو ہوئی ہے ٹوٹ بھی سکتی ہے۔کونسا شادی ہو گئی ہے۔پہلے تو تم نے کبھی شائنہ کا ذکر نہیں کیا۔اب یہ لڑکی کہاں سے آئی۔اور دوسری بات اگر میں تمہیں

یاد کرواؤں تو تم نور کو پسند کرتے تھے اور تمہاری پسندیدگی کو دیکھتے ہوئے زریاب سے میں نے نور کا ہاتھ مانگا تھا تمہارے لیے۔۔

پسند تھی مگر اب نہیں بات ختم" روحان نے اکتاتے ہوئے کہا۔ "

" کہیں تم نور کے پردہ کرنے پر تو اسے نہیں چھوڑ رہے ؟" عالیہ نے جانچتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ " یہاں پر جو کچھ بھی ہوا کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے اور تم یہ منگنی خود توڑو گے سنا تم نے اور اگر تم نے ایسا نا کیا تو جو یہ دو سانسیں بچی ہیں یہ میں رہنے نہیں دوں گا۔" روحان کی سماعت میں ارسلان کے الفاظ گونج رہے تھے۔ اور بے ساختہ ہی اس نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھا تھا جو ارسلان نے دبائی تھی۔ کچھ پوچھ رہی ہوں میں روحان۔۔ عالیہ نے روحان کو کندھے سے ہلاتے ہوئے کہا۔" جی وہ۔۔ نہیں مام ایسا کچھ نہیں ہے۔ اس کی زندگی ہے جو مرضی کرے مجھے اس سے کیا۔ اس نے کچھ بھی نہیں کیا مجھ سے اور نا ہی میں

نور کی وجہ سے منگنی توڑ رہا ہوں۔ بس میں اور شائنہ ایکدوسرے کو پسند کرتے ہیں اس وجہ سے منگنی توڑ رہا ہوں۔" روحان نے ایک ہی سانس میں سب کہہ ڈالا اور نور کا کیا ہوگا؟ عالیہ نے غصے میں کہا۔ اسے کوئی اور اچھا سا لڑکا مل جائے گا میں مزید یہ رشتہ نہیں رکھنا چاہتا سوری مام کہتے ہوئے روحان نے جیب سے منگنی کی انگوٹھی نکالی اور عالیہ کو تھمادی۔۔ اگین سوری مام۔۔ کہتا ہوا روحان کمرے سے باہر چلا گیا اور عالیہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی کہ زریاب کو وہ کیا جواب دے گی۔ روحان نے باہر آکر سکون کی سانس خارج کی۔

شائنہ سے اس کی صرف دوستی تھی۔ نور میں سے اسکی ویسے بھی دلچسپی ختم ہو گئی تھی۔ وہ ان لڑکوں میں سے تھا جو کسی ایک سے شادی نہیں کرتے کہ شادی کر کے ہم قید ہو جائیں گے۔ وہ رنگ برنگی لڑکیوں سے دوستیاں رکھنے والا تھا۔ کچھ ارسلان کے رویے سے وہ سہم

گیا تھا آج تک کبھی کسی نے اسے ہاتھ تک نا لگایا تھا اور اس دن نور سے تھپڑ اور اسکے بھائی سے مار کھانے کے بعد اب وہ خود ہی یہ رشتہ توڑنا چاہتا تھا تو پھر اس نے شائنہ کا سہارا لیتے ہوئے منگنی توڑ دی۔

ابراہیم کے کہنے پر انوشہ اور روحیل لندن جانے کی تیاریوں میں تھے عالیہ نے انوشہ کو بلا کر سب بتا دیا تھا کہ روحان نے منگنی توڑ دی ہے اس نے ساتھ ہی وجہ بھی بتا دی تھی وہ خود زریاب کو نہیں بتا سکی کیونکہ انھیں بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی انوشہ نے بات کو سمجھتے ہوئے کہا کہ وہ جب ملنے جائے گی زریاب کو سمجھا دے گی۔

آج پھر سے قصر ہاشم میں کھانے کی خوشبوئیں پورے گھر میں پھیلی ہوئی تھی نصرت آپا جلدی جلدی کچن میں کام کر رہی تھی آج

انوشہ نے لندن جانے سے پہلے سب کو مل کر جانا تھا تو زریاب نے تمام اہتمام کیے ہوئے تھے نور کو لے کر انوشہ کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا تھا شاید وہ اس سے دور جا رہی تھی تو مزید ناراض رہنا اسے مناسب نہیں لگا تھا تھا روحیل کو آفس کے کچھ پینڈنگ کام دیکھنے تھے سو وہ نہیں آیا اکیلی انوشہ ملنے آئی تھی نور سے بھی انوشہ خوشدلی سے ملی زریاب ان کی بیٹی ان سے دور جا رہی تھی نا آنکھیں نم ہو رہی تھی بار بار سب نے مل کر کھانا کھایا اور اب انوشہ ہاشم اور زریاب کے ساتھ ان کے کمرے میں بیٹھی تھی نور عصر ادا کرنے کے بعد کمرے میں چلی گئی "ماما مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی" ہاشم کے موبائل پر سکرولنگ کرتے ہاتھ رکے تھے۔

وہ دراصل مجھے بتانا تھا کہ "انوشہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ بات کیسے " کرے۔روحان نے نور سے منگنی توڑ دی ہے "گلاس میں جوس ڈالتے

ہوئے زریاب کے ہاتھ لڑکھڑائے تھے تھوڑا سا جوس کارپٹ پر بھی گر گیا تھا "مگر کیوں؟؟" ہاشم نے متوجہ ہو کر پوچھا "میں بتاتی ہوں یہ جو آپ کی بیٹی ڈھکوسلے کرتی پھرتی ہے نا اس کی وجہ سے اس دن پارٹی میں بھی عبایا پہن کر گئی تھی مجھے لگ ہی رہا تھا وہ توڑ دے گا رشتہ اسے ایسی لڑکیاں نہیں پسند" زریاب ایک ہی سانس میں بولے جا رہی تھی "جسٹ سٹاپ اٹ زری! انوشہ کو پوری بات تو بتانے دو۔" ہاشم نے ہاتھ کے اشارے سے چپ رہنے کو کہا "ماما مسئلہ نور کا نہیں ہے روحان نے عالیہ آنٹی سے کہا ہے کہ وہ اپنی کلاس فیلو کو پسند کرتا ہے اور وہ اسی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے ہے شائنہ نام لے رہی تھی آنٹی روحان نا اس کی برتھ ڈے پارٹی پر بھی آئی ہوئی تھی۔" ہاں تو وہ ماڈرن ہو گی لیے اسے وہ پسند آئی نور کی طرح پرانے زمانے کی نہیں ہو گی میں نے کہا تھا اس لڑکی سے تمہارے پردے کی وجہ سے رشتہ خراب ہو سکتا ہے

مگر نہیں مانی اپنی ضد پر اٹکی ہوئی ہے اب کون کرے گا اس سے شادی

اس لڑکی نے مجھے پریشان کر کے رکھا ہے" زریاب ہاتھوں میں سر

دیے بولتی جارہی تھی۔

ماما شاید روحان نور کے لئے مناسب نہ ہو" کیا مطلب؟؟ ہاشم نے "

پوچھا ایک دن رات کے 2 بجے روحان اپنے دوست کے ساتھ گھر آیا

تھا اس نے ڈرنک کی ہوئی تھی مجھے سمیل بھی آئی تھی اور وہ بہکی بہکی

باتیں کر رہا تھا میں تو اس دن ہی سوچ میں پڑ گئی تھی بابا کچھ بچے ہوتے

ہیں امیر ماں باپ کی بگڑی ہوئی اولادیں وہ ایسا ہی ہے اسے صحیح غلط کی

تمیز نہیں ہے اگر شادی ہو بھی جاتی تو ان دونوں کا گزارہ نہیں ہونا تھا

بہتر ہے کہ علیحدہ ہو گئے۔ آپ پریشان نہ ہوں اور کوئی اچھا سا رشتہ

ڈھونڈ لیں گے نور کے لئے مجھے لندن سے واپس آنے دیں بس آخر کو

میری چھوٹی بہن ہے میں اس کا کبھی برا نہیں چاہتی" تم بالکل صحیح کہہ

رہی ہو یہ زریاب تو خوامخواہ پریشان ہو جاتی ہے ویسے بھی مجھے میری گڑیا اس رشتے سے خوش نہیں لگتی تھی میں زبردستی شادی کروا کر اس پر ظلم نہیں کر سکتا تھا اللہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے" زریاب ان ساری باتوں میں خاموش تھی۔

میرے بچے بس بھی کر جاؤ اور کتنا پڑھو گے" بی جان ہاتھوں میں تسبیح کے دانے گراتے ہوئے فائق سے مخاطب تھیں جو ناشتے کی ٹیبل پر بھی بیٹھ کر کتاب میں سر دیے بیٹھا تھا۔اس کے CA کے لاسٹ سمسٹر کے امتحان ہو رہے تھے اور وہ پوری لگن اور محنت سے تیاری کر رہا تھا مگر اس مصروفیت میں بھی وہ عبدالرحمن کو قرآن کا سبق سناتا تھا وہ ان جیسا نہیں تھا جو دنیاوی امتحانات کی خاطر قرآن کو پڑھتے نہیں ہیں کہ امتحان کے بعد پڑھیں گے بلکہ قرآن تو اس کے دل میں پوری طرح رچ بس گیا تھا کہ وہ اسے اب کبھی نہیں چھوڑ سکتا تھا ور ایک ہاتھ سے

نقاب پکڑے دوسرے ہاتھ میں ناشتے کا ٹرے لیے ٹیبل تک آئی "یہ پکڑا دیں بھائی بس کر جائیں" فائق کے ہاتھوں سے کتاب پکڑ کر سائیڈ پر رکھ دی "سکون سے ناشتہ کریں اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے جائیں ان شاء اللہ پیپر اچھا ہو گا" اور اب حور گلاس میں اورنج جوس ڈال رہی تھی " جزاک اللہ خیرا بھابھی آپ مجھے بہن کی کمی محسوس نہیں ہونے دیتی میں لوگوں سے سنا کرتا تھا کہ بھابھیاں جب آجائیں تو دو بھائیوں میں علیحدگی کروا دیتی ہیں مگر آپ ایسی بالکل نہیں ہے بلکہ آپ تو بہنوں کی طرح میرا خیال رکھتی ہیں اللہ آپ کو بہت جزائے خیر دے گا بھابی" فائق نے مسکرا کر کہا اور ناشتہ شروع کر دیا" وا ایک چھوٹے یہ تو میرا فرض تھا" عمر کی طرح حور بھی فائق کو کبھی کبھی چھوٹے کہہ دیا کرتی تھی۔

حورعمر کاناشتہ لینے کچن میں چلی گئی تھی "بیٹاجی امتحان دے لو تمھاری بھی زوجہ محترمہ ڈھونڈناشروع کردینی ہے میں نے "بی جان فائق کو مطلع کررہی تھیں فائق کامنہ میں جاتاٹوسٹ والاہاتھ رکا تھا" دادی جان ابھی بالکل بھی نہیں جب تک میں کچھ بن نہیں جاتاشادی نہیں کروں گامیں نہیں چاہتامیری بیوی پریشان ہو میری وجہ سے جب میں اچھی پوسٹ پر لگ جاؤگاتب اجازت ہے آپ کوڈھونڈ لیجئے گامجھے کوئی مسئلہ نہیں" فائق کہتے ہوئے پھر سے ناشتہ کرنے لگا۔

شائستہ خالہ کے گھران کے بیٹے کی ڈھولک رکھی گئی تھی۔ جس میں سب لڑکیاں مدعو تھی سب کزنیں لہنگے شرارے پہنے کھلے بالوں کے ساتھ ہنس ہنس کرمزاق کررہی تھی کچھ ڈھولکی بجارہی تھی اور کچھ پاس

کھڑی ڈھولکی کی آواز پر ناچ رہی تھی درمیان میں دلہا بھی بیٹھے تھے اور کچھ اور قریبی کزنز بھی تھے۔ نور نے رائل بلیو کلر کی پیروں کو چھوتی لانگ فراک زیب تن کی تھی سرخ رنگ کا حجاب لیے نقاب اچھے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔

اور کندھوں پر بلو کلر کا بڑا سادوپٹہ ڈالا ہوا تھا جس سے جسم کور ہو گیا تھا نور کافی عرصے بعد اپنی کزنوں سے ملنے جارہی تھی آخری دفعہ سب انوشہ کی شادی پر ہی جمع ہوئیں تھیں نور بہت پر جوش سے اپنی کزنوں کے گروپ کی جانب بڑھی مگر اس کی کزنز اسے نظر انداز کر رہی تھیں۔ "اسلام و علیکم اقصی کیسی ہو" نور اقصی کو گلے لگاتے ہیں سلام کیا۔ " وعلیکم السلام جی ٹھیک ہوں" اقصی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر دوسری کزنوں سے باتیں کرنے لگی نور کا دل ڈوبا تھا مگر وہ پر امید تھی کہ رومیسہ اس کے ساتھ ہے تھوڑی دیر بعد رومیسہ لہنگا پہنے

سنہرے بال ڈائی کروائے میک اپ کیے ہال کے دروازے سے اندر داخل ہوئی نور اسے دیکھ کر چہکی تھی نور بھاگتے ہوئے رومیسہ کے گلے لگی "کیسی ہو رومی میں نے بہت یاد کیا تمہیں "ارے۔۔۔کیا ہو گیا ہے نور؟؟ پیچھے ہٹو رومیسہ منہ بسورتے اسے خود سے علیحدہ کر رہی تھی میرا سارا ہئیر سٹائل خراب کر دیا پاگل "نور کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا "رومی تم۔۔"بس وہ اتنا ہی کہ پائی تھی "کیا میں؟؟؟"رومیسہ ابرو اچکاتے ہوے بولی "نہیں تمھیں کیا لگتا ہے تم زیادہ پاکیزہ ہو یہ حجاب نقاب کر کے تم پوری فیملی کو یہ بتانا چاہتی ہو کہ بس میں پاکیزہ ہوں اور باقی جو کھلے بال چھوڑے بغیر نقاب کے پھر رہی ہیں وہ گناہگار ہیں۔" "رومیسہ میں نے کبھی ایسا نہیں سوچا بلکہ میں تو تمھارے لیے خاص دعا کرتی ہوں اللہ تمھیں بھی چن لے۔"رہنے دو بہن! رومیسہ نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا"تم اپنی دعائیں اپنے پاس رکھو ہمیں ہماری لائف

انجوائے کرنے دو ہو نہوں کہتی ہوئی رومیسہ اپنی دوسری کزنوں کے

پاس چلی گئی۔ آنکھوں سے آنسو گر کر نقاب میں جذب ہوے تھے اسکا

وہاں سانس لینا بھی دشوار ہو رہا تھا آج وہ اجنبی ہو گئی تھی سب کے لیے

کوئی اس سے سیدھے منہ بات تک نہیں کر رہا تھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتی

باہر لان میں آگئی موبائل پر ٹائم دیکھا تو رات کے گیارہ بج رہے تھے

موبائل ڈیٹا آن کیا اور فیس بک کھولے اسکرولنگ کرنے لگی اچانک

سائرہ کی آئی ڈی پر کچھ ابھی ابھی پوسٹ ہوا تھا وہ کھول کر پڑھنے لگی ''

بہت سے مقامات پ خود کو اجنبی محسوس کریں گی سر سے پاؤں تک با

پردہ دیکھ کر بہت سے لوگ باتیں کریں گے '' نور کو رومیسہ یاد آئی تھی

تکلیف سے نور نے آنکھیں میچی تھی '' باتیں نہ بھی کریں آنکھوں کے

'' اشارے ہی دل چھلنی کرنے کے لیے کافی ہے۔

نور کو اقصی اور باقی کزنز کا رویہ یاد آیا تھا" وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا نا کہ "اسلام اپنی ابتدا میں اجنبی تھا اور ایک وقت آئے گا یہ پھر سے اجنبی ہو جائے گا تو بس سلام ہو ان اجنبیوں پر۔" آپ کے لیے بس یہی بات کافی ہونی چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام کیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے بھلا ؟؟ کچھ نہیں۔۔ کچھ بھی نہیں بس اب مسکرا دو کہ تم مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہو۔"

نور کے دل میں ایک سکون کی لہر اتری تھی خوشی سے آنسو گرنے لگے بلکل جس کیفیت سے وہ گزر رہی تھی اللہ نے کسی کو زریعہ بنا کر اسے حوصلہ دیا تھا ہاں وہ غرباء تھی جن پر اللہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا تھا الحمد للہ کثیرا یا ربی وہ تاروں سے ٹمٹماتے آسمان کی جانب دیکھ کر مسکرا دی اللہ مجھے آپ کافی ہیں جانتی ہوں میں اجنبی بن گئ

ہوں اللہ جی میں شدید محبت کرتی ہوں آپ سے مجھے خود سے کبھی دور نہ کیجئے گا اس نور کو اپنے نور میں رکھئیے گا آمین وہ نم آنکھوں سے کہہ رہی تھی۔

وہ گھر واپس آئی تو زریاب اپنے روم کی جانب چلی گئی وہ منگنی ٹوٹنے کی وجہ سے نور سے خفا تھی نور کی لاکھ سمجھانے پر بھی وہ اس کے پردے کو ٹارگٹ کر رہی تھی نور نڈھال سی اپنے کمرے میں آئی۔ چینج کر کے وضو کر کے نماز ادا کی اور بیڈ پر آنکھیں موندھے لیٹ گئی۔

سیاہ سڑک پر وہ تنہا چل رہی تھی وہ سڑک بہت لمبی تھی شاید اس کا اختتام تھا ہی نہیں اندھیرا ہر جانب چھایا تھا وہ گھبراتی ہوئی تیز قدم اٹھا رہی تھی کوئی ذی روح وہاں موجود نہ تھا۔ ہر طرف اندھیرا تھا اور وہ تن تنہا چل رہی تھی۔ اس نے بہت آوازیں دیں کوئی ہے؟؟ پھر وہ اپنے قریبی لوگوں کو پکارنے لگی مگر وہاں کوئی موجود نہیں تھا وہ چیخ چیخ کر تھکا

رہی تھی مگر جواب ندارد تھا۔ خوف سے اس کے گلے میں گولا اٹکا ہوا تھا

اچانک ٹھوکر لگی تو وہ منہ کے بل نیچے گر پڑی ماتھے پر ہاتھ لگایا تو کچھ گیلا

سا محسوس ہوا وہ اندھیرے میں اپنے ماتھے سے نکلتا خون بھی نہیں دیکھ

پارہی تھی "یاحی یا قیوم برحمتک استغیث "اس کے منہ سے یہی الفاظ

نکلے تھے اس نے جب نظریں اٹھائیں تو آسمان پر سنہری حروف میں بڑا

سا "اللہ" لکھا ہوا تھا وہ اتنا خوبصورت تھا کہ اس کی نگاہیں اندھیرے

سے بے نیاز اس لفظ پر اٹکی ہوئی تھی اللہ اس کے منہ سے نکلا تھا کہ

اچانک ہر طرف روشنی پھیل گئی سفید روشنی اور وہ بس پھیلتی جارہی تھی

اندھیرے چھٹ گئے تھے اور وہاں موجود تھی تو بس وہ اور دوسرا سیاہ

آسمان پر لکھا سنہرے رنگ کا بڑا سا اللہ۔ روشنی اس قدر پھیل گئی تھی

کہ اس کی آنکھیں چندھیانے لگی تھیں اچانک اس کی آنکھ کھلی تو خود کو

بستر پر پایا کمرے میں بس لیمپ کی ہلکی سی روشنی پھیلی تھی اس نے

آسمان دیکھنا تھا تو وہ جلدی سے اٹھی چپل پہنے زینے عبور کرتی ٹیرس کی جانب تیزی سے جا رہی تھی دروازہ کھولا تو ٹیرس سے ٹھنڈی اور پر سکون ہوا کا جھونکا اس کے چہرے سے ٹکرایا تھا یوں کہ اس کی روح تک سرایت کر گیا۔ آسمان کی جانب نظر اٹھی تو چودھویں کا چاند پوری آب و تاب کے ساتھ ستاروں کے ہمراہ سیاہ آسمان پر چمک رہا تھا خوبصورت روشنی پھیلی ہوئی تھی آنکھوں کے کٹوروں میں آنسو تیرنے لگے تھے کہ پوری دنیا بھی منہ موڑ لے اس کا اللہ اسی کے اسے احساس ہو گیا تھا ساتھ ہے اندھیروں میں بھی اور اجالوں میں بھی وہ اسے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا نومبر کی ٹھنڈی ہوائیں اس کے بالوں سے کھیلتی ہوئی گزر رہی تھیں وہ کچھ دیر وہی بیٹھی اللہ کی محبت کو محسوس کرتی رہی پھر واپس کمرے میں آ کر لبوں پر مسکراہٹ سجائے سو گئی۔

فجر کے بعد وہ دونوں قدم سے قدم ملا کر صبح کی نیلی روشنی میں مسجد سے واپس آرہے تھے۔ دور کہیں کوئل کی بولنے کی آواز آرہی تھی۔ "رحمن تمہارا ساتھ میرے لئے رحمت ہے۔ نہ جانے کیوں جب تک میں تمھارے ساتھ رہتا ہوں میرا ایمان تازہ رہتا ہے اور ایک قلبی سکون محسوس ہوتا ہے۔" فائق سڑک کنارے چلتے ہوئے رحمن کا ہاتھ تھامے کہہ رہا تھا "میرا بھی کچھ یہی حال ہے میرے بھائی میں جب تک تمہارے ساتھ ہوتا ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ اللہ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جنہیں وہ مسلسل اندھیروں میں نہیں رکھتا۔ اپنی خاص رحمت سے مقربین میں شامل فرمالیتا ہے تمہارا دوبارہ قرآن کو اپنے سینے میں محفوظ کرنا اس فیشن کے دور میں داڑھی رکھنا اور سب سے خاص بات نگاہوں کی حفاظت کرنا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ سنو! کیا تم

نے عمر بھائی اور دادی جان کو بتایا کہ تم حفظ کر رہے ہو؟؟ رحمن نے نظریں موڑ کر پوچھا فی الحال تو نہیں میں چاہتا چلتے چلتے فائق کی جانب ہوں جب حفظ مکمل کروں تب ان کو بتاؤں تاکہ وہ زیادہ خوش ہوں اور ان کی آنکھوں میں یہ خوشی میں دیکھنا چاہتا ہوں اور ویسے بھی میرا بس اب عمہ کا پارہ رہ گیا ہے چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں جلد ہی قرآن مکمل ہو جائے گا ان شاءاللہ۔"ہمم۔۔۔چلو اچھی بات ہے عبدالرحمن نے کچھ "سوچتے ہوئے کہا" ویسے ہم جا کہاں رہے ہیں؟؟

فائق نے رکتے ہوئے پوچھا"میرے گھر"عبدالرحمن نے مسکرا کر جواب دیا"تم کہتے تھے نہ کہ میں اپنے بارے میں تمہیں بتاؤں تو چلو آؤ آج میرے تعارف اور میرے مقصد بتانے کا دن ہے۔"چلتے چلتے دونوں ایک سفید سے گھر کے سامنے رکے رحمن نے سفید بنے لکڑی کے دروازے کو کھولا اور اسے اندر آنے کو کہا۔فائق اندر آیا تو گھاس

کے فرش پر قدم رکھے آس پاس ہریالی تھی پودے لگے ہوئے تھے ایک جانب پھولوں کے اور دوسری جانب تھوڑی سی سبزیاں اگائی ہوئی تھیں فائق متاثر ہوا تھا" تمہیں گارڈننگ کا شوق ہے رحمن ؟" اتنا زیادہ نہیں یہ میری ماں کا شوق ہے میں تو بس ماں کے ساتھ مدد کرواتا ہوں ان کی دیکھ بھال کے لئے رحمن نے مسکراتے ہوئے کہا آؤ اندر چلتے ہیں۔

عبدالرحمن نے دروازہ کھولا تو پراٹھوں کی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی ماں کچن میں ناشتہ بنا رہی تھی فائق اندر داخل ہوا۔ عبد الرحمن اسے صوفے پر بیٹھا کر خود کچن کی جانب چلا گیا گھر اتنا بڑا نہیں تھا دو کمرے تھے اور ایک چھوٹا سا ہال بنا ہوا تھا جہاں پر صوفے اور ٹیبل رکھے تھے ایک کمرے میں بیڈ رکھے تھے اور دوسرے میں شاید کتابیں پڑی تھیں تھوڑی دیر بعد ایک خاتون باہر آئیں تھیں بے داغ دوپٹہ

سلیقے سے سر پر لیا تھا سفید بال اور چہرے کی رنگت گوری اور جھریوں

والے رخسار تھوڑے سے گلابی تھے چہرے پر ایک نور سا تھا جسے فائق

نے بھی دیکھ کر محسوس کیا تھا فائق یہ میری سب سے پیاری ماں یعنی

دادی جان ہیں اگر یہ دادی ہے تو رحمٰن کی ماں کہاں ہیں فائق ابھی یہی

سوچ رہا تھا کہ دادی جان نے آکر فائق کو سر پر پیار دیا "ماشاءاللہ بہت

ہوئی دادی جان پیارا بچہ ہے میں ناشتہ لگاتی ہوں دونوں کرلو کہتی

اٹھیں اور کچن میں چلی گئیں

کچھ دیر بعد ٹیبل پر آملیٹ پراٹھے اور چائے پڑی تھی دونوں نے مل کر

ناشتہ کیا ناشتے میں الگ ہی ذائقہ تھا نہ جانے کیوں ناشتہ کرنے کے

دوران فائق کو اپنی ماں یاد آئی تھی وہ ہمیشہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا پکاتی

تھیں فائق کے پوچھنے پر بانو بیگم نے اسے بتایا تھا بسم اللہ پڑھنے سے

کھانے میں برکت پیدا ہوتی ہے اور کھانا لذیز بھی بنتا ہے عبدالرحمن

کرسی پیچھے کرتا ہوا کھڑا ہوا "آؤ بھائی میں تمھیں اپنا گھر دکھاتا ہوں"

فائق بھی ساتھ اٹھ کھڑا ہوا دونوں قدم سے قدم ملاتے ہوئے زینے

عبور کرتے ہوئے اوپر جا رہے تھے "میرے والد کا نام حافظ ابرار احمد

شہید تھا" فائق نے چونک کر رحمٰن کی طرف دیکھا میرے والد کو بچپن

سے ہی مجاہد بننے کا شوق تھا جب بیس سال سے اوپر گزرے تو یہی شوق

پروان چڑھنے لگا بہت سی کتب جو آج بھی موجود ہیں میرے والد

محبت مجاہدین کے بارے میں پڑھا کرتے تھے انھیں ہمیشہ کشمیر سے

رہی ہے وہ کہا کرتے تھے کہ "کشمیر میری شہ رگ ہے میں اپنے کشمیر

میں جاؤں گا اور ظالموں سے اسے بچاؤں گا" میرے والد نے بہت دفعہ

میری دادی سے بات کرنے کی کوشش کی مگر وہ اکلوتی اولاد تھے میری

دادی کے تو میری دادی کا دل کٹتا تھا اپنے بیٹے کو دور بھیجنے سے میری

دادی نے میرے ابو کو دھیان بٹانے کے لیے انکا نکاح کروا دیا میری امی

کے آنے کے بعد بھی وہ دل میں غم لیے پھرتے تھے ایک سال بعد میں پیدا ہوا ابو مجھ سے بہت محبت کرتے تھے اور میری امی سے کہا کرتے تھے "مومنہ میرا عبدالرحمن مجاہد بنے گا اور اپنے کشمیر کو بچائے گا "میری امی اپنے نام کی طرح مومنہ نیک پارسا اور پرہیزگار عورت تھیں وہ میرے ابو کی تڑپ سے بخوبی واقف تھی میری امی میرے ابو سے بے لوث محبت کرتی تھیں میرے ابو جب میری دادی کے نامانے پر امی کے سامنے روتے تھے تو وہ بھی رو دیتی تھیں دن گزرتے گئے میں 5 سال کا ہو گیا سکول بھی جانے لگا تھا میرے ابو روز مجھے سونے سے پہلے صحابہ جو شہید ہوئے اللہ کی راہ میں اور مزید شہداء کے واقعات سنایا کرتے تھے

میں ابو سے خود کہا کرتا تھا کہ "ابو لوگوں کے بیٹے ڈاکٹر انجینئر بنتے ہیں میں عبدالرحمن مجاہد بنوں گا میں جہاد کروں گا" میرے ابو خوشی سے ماتھے

پر بوسہ دیا کرتے تھے میرے ابو کی تڑپ بڑھتی جا رہی تھی وہ دادی جان کے ساتھ گھر کا کام کرواتے کبھی دادا جان کا ہاتھ بٹاتے اور باتوں باتوں میں کہتے کہ مجھے کشمیر جانے دیں وہاں میری مائیں بہنیں اور بھائی مجھے پکار رہے ہیں ان کی پکار مجھے سونے نہیں دیتی میری امی نے بھی میری دادی سے بات کی اور آخر کار میری دادی جان نے ہتھیار ڈال دیے اور کہا" جا تو میرا نہیں کشمیر کا بیٹا ہے تیری مائیں بہنیں وہی ہیں جا ان کی حفاظت کر" میرے ابو بہت خوش ہوئے اور جہاد پر نکل گئے مجھے ابو بہت یاد آیا کرتے تھے تقریباً تین سال وہ جہاد پر رہے اور ایسی ایسی جگہوں پر جا کر دشمنوں کو جہنم واصل کی جہاں کوئی بھی نہیں جا سکتا وہاں کے سب مجاہد میرے ابو کو بہادر کہا کرتے تھے درمیان میں وہ گھر میں ملنے بھی آتے رہتے تھے میں نے مسجد میں سکول کی پڑھائی کے

ساتھ ساتھ حفظ بھی شروع کر دیا تھا چلتے چلتے وہ ایک کمرے کے اندر داخل ہوئے

اس کمرے میں ایک سکینت تھی ایک الگ سی خوشبو تھی یہ میرے امی ابو جان کا کمرہ ہے عبد الرحمن نے مسکراتے ہوئے کہا جانتے ہو فائق میرے ابو جب ملنے آتے تھے اس شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے تھے اور پیچھے میری امی کے عکس کو دیکھتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتے تھے "مومنہ یہاں شل کھانا ہے میں نے دعا کروں میں شہید ہو جاؤ ں اللہ مجھے شہادت سے نوازے" میری امی آنکھوں میں نمی لیے آمین کہا کرتی تھیں اور ایک دن یہ دعا قبول ہو گئی دشمنوں کا اچانک کشمیر پر حملہ شروع ہو گیا تھا اور وہ یہ حملہ طیاروں میں بیٹھ کر کر رہے تھے میرے ابو نے رائفل سے بہت سے دشمنوں کا خاتمہ کیا وہ درخت کے قریب چھپے ہوئے تھے کہ اچانک ایک طیارے میں سے تیزی سے شل

آیااور میرے ابو کے سینے میں پیوست ہو گیاوہی جہاں میرے ابو کہا کرتے تھے فائق کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے عبدالرحمن نے آنکھیں میچی تھی اور پھر گہری سانس لیتا ہوا بات جاری رکھی جب ہمیں خبر ملی تو دادی کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ابو کی شہادت پر خوش ہونا ہے یا رونا ہے ابو کی شہادت سے پہلے میرے دادااور دادی کو خواب آیا تھا کہ خوبصورت سرخ ؤسفید اور سبز رنگ کا موتیوں کا محل بنا ہوا ہے اور میرے ابو کو انہوں نے وہاں دیکھا تھا اس کے علاوہ میری دادی نے خواب دیکھا کہ آسمان پر قندیلیں روشن ہوئیں ہیں میری امی آنکھوں میں نمی لیے مسکرارہی تھیں اور بس یہی کہہ رہی تھیں کہ ابرار مبارک ہو جنت کی خوشخبری ہو آپ کو اور میں خاموشی سے سب کو صبر کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور چھوٹی سی عمر میں اللہ نے مجھے بھی صبر سے نوازا میری ابو کو وہی کشمیر میں ہی بغیر غسل کے خون سمیت دفنایا گیا اور ان

کی چیزیں ہمیں لا کر دے دی گئی جس میں میرے لیے ایک وصیت بھی تھی کہ میں بھی اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور کشمیر کی حفاظت کروں۔

میری امی ابو کی شہادت کے بعد بیمار رہنے لگی تھی۔ میری دادی نے امی کو کہا کہ وہ نکاح کروالیں مگر میری امی بس یہی کہتی تھیں کہ "میرے دل میں صرف ابرار ہیں اور کوئی نہیں آ سکتا" میری دادی زبردستی تو نہیں کر سکتی تھیں اس لیے خاموش ہو جاتی تھیں امی کی طبیعت دن بہ دن بگڑتی چلی جا رہی تھی اس بڑھتی بیماری میں میری امی نمازیں باقاعدگی سے پڑھتی تھیں قرآن کی تلاوت کرتی تھیں اور دعا کرتی تھیں کہ اللہ مجھے میرے شوہر کے ساتھ جنت میں ملوا دینا ایک دن میں امی کے ساتھ ہی سو گیا ان کا نرم گرم سا لمس مجھے آج بھی محسوس ہوتا ہے میری امی مجھے بہت پیار کرتی رھی نصیحتیں کرتی رہی مگر صبح میری آنکھ کھلی تو میری امی کی آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو چکی تھیں اور

مرتے ہوئے بھی ان کے چہرے پر نور تھا اور مسکراہٹ سجی ہوئی تھی ابو کی شہادت کے بعد ماں کو کھو دینا میرے لیے سب فیس کرنا بہت ہو رہا تھا۔ ابو کی شہادت پر تو صبر کر لیا تھا مگر ماں کے جانے پر مشکل پھوٹ کر رویا تھا میں فائق اور عبدالرحمن دونوں کی آنکھوں سے آنسوں گرنے لگے تھے کچھ سال بعد دادا بھی انتقال کر گئے تھے اور صرف میں اور میری دادی رہ گئے۔

اور اب وقت ہے جہاد کا کشمیر کی حفاظت کا کیا مطلب ؟؟ فائق نے سامنے آتے ہوئے پوچھا عبدالرحمن مسکرا دیا اس کی مسکراہٹ مطمئن سی تھی "مطلب ان شاءاللہ اگلے جمعے میں کشمیر کے لیے روانہ ہو رہا ہوں مجھے خوف آتا ہے ان دن سے کے میں قیامت والے دن کشمیری فلسطینی لوگ میرے بارے میں اللہ سے شکایت نہ لگا دیں کہ ہم پکارتے رہے اپنے بھائی کو مگر وہ نہیں آیا" اور دادی اکیلی کیا کریں گی

؟؟فائق نے فکر مند لہجے میں پوچھا" وہ کہتی ہیں کہ وہ گاؤں چلی جائیں گی اپنے بھائیوں کے پاس اور انہوں نے مجھے روکا بھی نہیں وہ کہتی ہیں کہ اگر اور بھی بیٹے ہوتے نا میرے تو وہ بھی اللہ کی راہ میں قربان میں ایک شہید کی ماں ہو اس سے بڑھ کا اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے" فائق تمہیں پتا ہم اپنی زندگیوں میں اتنا کھو گئے ہیں عیش و عشرت کے نشے میں دھت کے ہمیں ہمارے بھائی یاد ہی نہیں وہ جو روز تڑپتے ہیں ظلم اور درندگی کا شکار ہوتے ہیں اور ہم کیا کرتے ہیں بس ظالموں کے کشمیر ڈے پر " کشمیر بنے گا پاکستان " کے نعرے لگا کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے اس کا حق ادا کر دیا ہے ان کو ہمارے زبانی دعوے نہیں چاہیے لوگ سمجھتے ہیں جنگیں ختم ہو گئی ہیں سب آزاد ہیں مگر ان کو کون بتائے کشمیر فلسطین برما شام میں آج بھی یہ جنگیں جاری ہیں اور وہ خود لڑتے ہیں مسلمان تو جسد واحد کی طرح ہوتے ہیں نا کہ ایک کو تکلیف ہو تو پورا

جسم تکلیف میں آجاتا ہے ہم کیسے بے حس مسلمان ہیں کہ ہمارے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی آج کی ماں کیوں صلاح الدین ایوبی پیدا نہیں کرتی کیوں لوگ کشمیر کا زکر نہیں کرنا چاہتے؟؟

فائق بس افسوس سے نظریں جھکائے رحمٰن کو سن رہا تھا وہ بھی تو انھی بے حس لوگوں میں سے تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا اللہ اس کا ضامن ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کو میری زات پر یقین اور میرے پیغمبروں کی تصدیق نے (اس سرفروشی کے لیے گھر سے) نکالا ہے (میں اس کا بات کا ضامن ہوں) کہ یا تو اس کو واپس کردوں ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ یا (شہید ہونے کے بعد) جنت میں داخل کردوں" رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" اگر میں اپنی امت پر اسے دشوار نا سمجھتا تو لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا اور میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں مارا

جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤ(صحیح بخاری)

ہمارے نبی کو کتنا شوق تھا کہ وہ اللہ کی راہ میں شہادت حاصل کریں انہوں نے نبی ہو کر جہاد کیا اور ہم عام انسان ہو کر نہیں کرتے خون کی ندیاں بہہ رہی ہے جنازے پر جنازے پڑھے جا رہے ہیں اور ہم اپنی ہی زندگیوں میں مگن بیٹھے ہیں اگر کوئی مرد ہے تو اسے چاہیے خود بھی نکلے اور اپنے بیٹوں کو بھی سمجھائے اور اگر عورت کہتی ہے کہ "لو میں کیسے جہاد کر سکتی ہوں بھلا مجھے تو لڑنا نہیں آتا" تو میں میں تمھیں بتاؤں فائق عورت کا جہاد میں بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے وہ اولاد پیدا کرتی ہے انھیں پالتی پوستی ہے اور پھر انہیں اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے بھیج دیتی ہے اپنی اولاد کو مسلمان کی تکلیف کا احساس دلاتی ہے یہی تو سب سے بڑا جہاد ہے عورت کا مگر افسوس صد افسوس آج کے معاشرے میں بہت کم

مائیں ایسی ہیں باقی برانڈڈ میک اپ کے ٹرینڈز کے پیچھے بھتی چلی جارہی بھی ہے اگر کوئی یہ ہیں اور شہیدوں کے لیے بہت بڑی خوشخبری حدیث سن یا پڑھ لیتا ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ وہ دعاؤں میں اپنی شہادت کی دعا نہ کرتا ہو۔

مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی آللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی "جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھو وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے" حضرت ابن مسعود نے فرمایا ہم نے اس کے بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" ان کی روحیں سر سبز پرندوں کے اندر رہتی ہیں ان کے لیے عرش الٰہی کے ساتھ قندیلیں لٹکی ہوتی ہے وہ روحیں جنت میں جہاں چاہتی کھاتی پیتی ہیں پھر ان قندیلوں کیطرف لوٹ آتی

ہے ان کے رب نے اوپر سے ان کی طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا کیا تمھیں کسی چیز کی خواہش ہے ؟انہوں نے جواب دیا ہم اور کیا خواہش کریں ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے اور کھاتے پیتے ہیں اللہ نے تین بار ایسا کیا (جھانک کر دیکھا اور پوچھا) جب انہوں نے دیکھا کہ ان نہیں جائے گا ان سے سوال ہوتا رہے گا تو انہوں نے کہا اے کو چھوڑا ہمارے رب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیا جائے یہاں تک کہ ہم دوبارہ تیری راہ میں شہید کئے جائیں جب " اللہ یہ دیکھے گا کہ ان کو کوئی حاجت نہیں تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا سبحان اللہ فائق کی آنکھوں میں نمی تھی نا جانے کیوں وہ اٹھ کر عبد الرحمن کے گلے لگ گیا اور بہت دیر تک اسکے کندھے پر سر رکھے رکھا .

سردیوں کی آمد تھی نومبر کی صبح اور رات دونوں ٹھنڈی ہو جاتی تھیں دن کے درمیان والا موسم نارمل رہتا تھا۔زریاب واک کرنے گھر سے

تھوڑی دور پارک میں گئی تھی نور نے سفید رنگ کی فراک پہنی تھی چہرے کے گرد سفید دوپٹے سے حجاب کئے وہ ڈائنگ ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی ارسلان اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا اور ہاشم صاحب سیاہ کوٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے آئے اور سربراہی کرسی پر بیٹھ گئے کچھ ہی دیر میں ارسلان بھی ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھا نور اب دونوں کو ٹوسٹ انڈہ اور چائے سرو کر رہی تھی ابھی پہلا نوالہ ہی لیا تھا انھوں نے کہ گھر کے پی ٹی سی ایل پر فون آنے لگا نور فون کے پاس گئی اور فون اٹھایا۔ "جی میں ہاشم کے گھر سے بات کر رہی ہوں "نور جواب دے رہی تھی اگلے ہی لمحے نور لڑکھڑائی تھی اور کریڈل نیچے جا گرا تھا آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے تھے "نہیں یہ نہیں ہو سکتا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔"

نور روتے ہوئے کہے جا رہی تھی ارسلان اور ہاشم بھاگتے ہوئے نور کی جانب آئے کیا ہوا نور بتاؤ بابا-- بھائی-- نور کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا کیا ہوا بیٹا بتاؤ تو سہی ہاشم پریشان سے اسے دونوں بازوؤں سے تھامے پوچھ رہے تھے وہ---وہ-- ماما کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔ کیا؟؟ ارسلان نے پیچھے ہوتے ہوئے کہا ہاں بھائی وہ اس وقت سٹی ہاسپٹل میں ہیں وہ اب دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے روئے جا رہی تھی۔ وہ تینوں جلدی سے ہسپتال پہنچے زریاب کے بارے میں پتہ کیا مگر وہاں لسٹ میں نام موجود نہیں تھا کچھ دیر بعد باہر ایمبولینس کی آواز آنے لگی دو آدمی سٹریچر لے کر باہر کو بھاگے خون سے لت پت عورت کو لٹایا اور آئی-سی-یو میں لے جانے لگے وہ زریاب تھیں پارک سے واپسی پر وہ گاڑی سے آ رہی تھیں۔ سامنے سے ایک اور گاڑی آ رہی تھی دونوں کی ٹکر لگی گاڑی کا زریاب کے سر پر فرنٹ شیشہ ٹوٹ کر بکھر گیا اور اس کی کرچیاں

پیوست ہو گئی اسٹیرنگ پر زور سے سر لگنے سے انھیں بہت بری چوٹ آئی تھی

ماما پلیز آنکھیں کھولیں۔زریاب کی آنکھیں بند تھیں اور گردن ایک سائیڈ پر ڈھلکی تھی وہ اسٹریچر کے ساتھ تیز تیز بھاگ رہی تھی ساتھ میں ارسلان اور ہاشم بھی تیز تیز چل رہے تھے نور کی سفید فراک پر سرخ خون لگ چکا تھا۔اسٹریچر آئی-سی-یو وارڈ میں داخل کر دیا گیا تھا نور آندر جانا چاہتی تھی مگر نرسز کے منع کرنے پر ارسلان نے اسے بازوں سے تھام کر پیچھے کر لیا تھا۔اسکے آنسو نقاب میں جذب ہو رہے تھے۔"بھائی۔۔بھائی۔۔میری ماما جان ٹھیک ہو جائیں گی نا؟؟"وہ ارسلان کو کالر سے تھامے پوچھ رہی تھی"ہاں میری گڑیا ہو جائیں گی ٹھیک"وہ آنکھوں میں نمی لیے نور کو حوصلہ دے رہا تھا۔ہاشم صاحب پیپر ورک کرنے ریسپشن پر گئے تھے اور پیسے جمع کروا رہے تھے۔نور

ویٹنگ چیئرز پر ساکت بیٹھی تھی پاس آپا پیلے رنگ کا یونیفارم پہنے فینائل سے موپ لگا رہی تھی وہ بس ٹھنڈے پڑے سفید فرش کو دیکھ رہی تھی آنسو تھم چکے تھے لب ہل رہے تھے شاید زکر میں اور دعا کے لیے پاس بیٹھا ارسلان بھی بازوں میں سر دیے بیٹھا تھا۔

ہاشم دیوار سے سر ٹکائے پریشان بیٹھے تھے۔"مسسز زریاب کے ہسبینڈ کون ہیں؟؟"ڈاکٹر کی آواز پر تینوں اٹھ کھڑے ہوئے تھے"جی میں"ہاشم ڈاکٹر کے نزدیک گئے"مسٹر ہاشم آپ کی وائف کے سر پر گہری چوٹ لگی ہے وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئی ٹوٹے ہوئے کانچ کے ٹکڑے ہم نے سارے نکال لیے مگر کانچ کا ایک نوکیلا اور لمبا ٹکڑا ان کی آنکھ کے قریب ٹیوب پر لگا ہے جس سے ان کی ایک آنکھ کی بینائی جانے کا خدشہ ہے۔"نور نے چیخ روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

اور دوسرا یہ کہ اچانک ایکسیڈینٹ پر ان کا سر زور سے اسٹیرنگ پر لگا

جس سے دماغ پر بہت براد باؤ آیا ہے اور انہیں ہوش آنے کے لیے ایک دو دن لگیں گے یا ہو سکتا ہے 24 گھنٹے بعد۔ ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں بس آپ سب دعا کریں کہ مسئلہ زیادہ نہ بڑھے اور انہیں جلد ہوش آجائے کہتے ہوئے ڈاکٹر واپس چلا گیا نور چکر کھا کر زمین پر سہارا دے کر اسے کرسی پر بیٹھایا۔ ہاشم نے جا گری تھی۔ ارسلان نے پانی کی بوتل سے اسے پانی پلا رہے تھے "میری بیٹی آپ کی ماما ہو جائیں گی ٹھیک حوصلہ رکھو آپ اتنی جلدی ہمت کیسے ہار سکتی ہو مومن تو بہت مظبوط ہوتے ہیں ہر آنے والی آزمائش کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں آپ کے پاس اللہ ہے نا تو کس بات کا غم ہے جاؤ اپنی ماما کی زندگی مانگو ان کی صحت یابی مانگو" ہاشم اسے خود سے لگائے کہہ رہے تھے نور اٹھ کھڑی ہوئی آنسو پونچھ ڈالے نرس سے پریئر روم کا پوچھ کر وہاں چلی گئی۔

فائق کا عصر کے بعد CA کا رزلٹ آنا تھا۔ وہ بے چین سا ادھر اُدھر چکر کاٹ رہا تھا۔ پریشانی سے کھانا بھی اس کے حلق سے نہیں اتر رہا تھا۔ اور آج کے دن ہی اسکا قرآن مکمل ہونا تھا۔ دین اور دنیا دونوں کا آج بڑا امتحان تھا۔ ظہر ادا کرنے کے بعد وہ اب اسی پارک میں موجود عبد الرحمن کا انتظار کر رہا تھا وہ نیلی جینز کے اوپر سفید گلے تک آتا سوئٹر پہنے بینچ پر بیٹھا تھا۔ درختوں کے پتے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ اچانک پتوں پر کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو عبد الرحمن سیاہ شلوار قمیض پر ہم رنگ جیکٹ پہنے ہاتھ جیبوں میں ڈالے مسکراتا ہوا آرہا تھا۔ "آخر وہ دن آ ہی گیا جسکا مجھے اور تمہیں بے صبری سے انتظار تھا۔" وہ قریب آ کر اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔ اب بغیر انتظار کیے بسم اللہ پڑھ کر شروع کر دو اللہ کے فضل سے آج ہمارا قرآن مکمل ہو جائے

گا۔" فائق نے سر اثبات میں ہلایا اور آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔ تعوذ اور تسمیہ کے بعد وہ اب تیسویں پارے کی تلاوت کر رہا تھا۔ عم یتسالون۔۔۔ عبدالرحمن بینچ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کیے خاموشی سے اس کی تلاوت سن رہا تھا۔ اس کی آواز اتنی خوبصورت اور بااثر تھی۔ اڑتے پرندے بھی قریبی درخت پر بیٹھ کر اس کی تلاوت خاموشی سے سن رہے تھے۔ درخت جھوم اٹھے تھے ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگی تھیں۔ وہ یونہی آنکھیں بند کیے تلاوت کر رہا تھا۔ جب سورۃ الناس پر پہنچا تو آواز لڑکھڑانے لگی تھی۔ بند آنکھوں میں آنسو اکٹھے ہونے لگے تھے۔ اس نے قرآن مکمل کیا تو آنکھیں کھولیں۔ سامنے اس پرانے درخت کے سامنے ایک ہیولہ اسے دکھائی دیا تھا۔ یوسف وہاں کھڑے مسکرا رہے تھے اور شاید خوشی کے باعث ان کی آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔ "مبروک الف مبروک بہت بہت مبارک ہو تم حافظ

قرآن بن گئے اخی! "عبدالرحمن کی آواز پر وہ چونکا تھا۔ سامنے کھڑا ہیولہ اب غائب ہو چکا تھا۔ عبدالرحمن اب اسے زور سے گلے لگائے رو رہا تھا۔ یہ اس کے خوشی کے آنسو تھے فائق کے آنسو بھی اس کی بڑھتی ہوئی داڑھی میں جذب ہو رہے تھے "میں نے کر دیکھایا رحمن میں نے اپنا عہد نبھا دیا۔ میں نے اپنے والدین کی روح کو سکون پہنچا دیا میں بن گیا حافظ قرآن۔ ہاں میں حافظ فائق بن یوسف ہوں۔" وہ روتے ہوئے کہے جا رہا تھا۔ الحمدللہ کثیرا!! اللہ تمہیں بہت اجر دے رحمن تم نے میرا بہت ساتھ دیا۔" وہ اب رحمن سے الگ ہوتے ہوئے آنسو پونچھ رہا تھا۔ "رحمن مجھے لگ رہا ہے۔ میں اس دنیا کا امیر ترین انسان بن گیا ہوں۔" "ایک حامل القرآن کو یہ زیب بھی نہیں دیتا فائق کہ وہ خود کو کسی سے کم تر سمجھے۔" عبدالرحمن مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "رکو

مجھے تمہیں کچھ سنانا ہے "رحمن نے فائق کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔ ہاں۔۔۔ ہاں سناؤ۔۔۔ میں سن رہا ہوں۔

فائق رحمن کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ "اے حافظ قرآن! رحمن نے تیرے لیے اپنے فضل اور انعامات کو مخصوص کر دیا ہے۔ اور اپنی رحمتوں اور باغات کو۔ اے حافظ قرآن! اے اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتاب اور ذکر کو خوش الحانی سے پڑھنے والے! تجھے دنیا سے رخصتی کے وقت بشارت ہو (اللہ کی طرف سے) تجھے مغفرت حاصل ہو گی۔ "اے تنہائیوں اور محفلوں میں آیات کی تلاوت کرنے والے! آسمان تمہاری وجہ سے فخر محسوس کرتا ہے۔ اے حافظ قرآن! " اے حافظ قرآن! "

بہت ہی خوبصورت نظم تھی رحمن۔ جزاک اللہ خیرا کثیرا فی الدنیا والاخرۃ "۔

فائق خوشی سے کہہ رہا تھا۔اچانک بپ کی آواز آئی تو فائق نے پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا،زید کی چیٹ اوپن کی تو پتہ چلا رزلٹ بھی آچکا تھا۔

ساتھ میں زید نے لنک بھیجا تھا جہاں سے رزلٹ چیک کرنا تھا فائق نے کلک کیا تو خالی ڈبہ سامنے آیا جہاں

Enter Roll No

لکھا تھا اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنا رولنمبر لکھا۔

Submit کو کلک کیا۔رزلٹ لوڈ ہو رہا تھا۔ آنکھیں بند کر کے جب آنکھیں کھولیں تو حیران رہ گیا دھڑکنیں تھم چکی تھیں سیاہ آنکھوں میں بے رنگ پانی جمع ہو چکا تھا۔سامنے اسکرین پر انگریزی میں کچھ الفاظ لکھے تھے۔

Congratulation! Mr. Faiq you got first position in Pakistan from CA.

رحمن نے فائق کو یوں ساکت دیکھا تو کندھے سے پکڑتے ہوئے ہلایا
۔"کیا ہوا بھائی اچانک کہاں گم ہو گئے ہو" رحمن کی آواز پر فائق چونکا
تھا۔موبائل جیب میں ڈالے وہ اب وہی گھاس پر سجدہ ریز ہو گیا۔ایک
ہی دن میں اسے دنیا و آخرت دونوں کی خوشیاں نصیب ہوئی تھیں۔وہ
جانتا تھا کہ قرآن کی وجہ سے ہی اسے یہ شرف حاصل ہوا ہے۔رحمن
پاس کھڑا حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ سجدے سے اٹھا اور رحمن کے
گلے لگ گیا۔"رحمن !رحمن !میں پاکستان میں پہلی پوزیشن پر آیا
ہوں۔مجھے یقین نہیں ہو رہا۔مجھے آج اللہ پر بڑا پیار آرہا ہے یہ سب
قرآن کو تھامنے کی وجہ سے ہوا ورنہ میں اس قابل نا تھا۔"ماشااللہ

۔۔۔ماشااللہ بہت بہت مبارک ہو میرے بھائی میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے۔

اب ایک منٹ ضائع کیے بغیر گھر جاؤ اور اپنی دادی ماں کو یہ خوشخبری سناؤ" ہاں! ہاں میں ابھی جاتا ہوں" فائق اسے اللہ حافظ کہتے ہوئے اب تیز تیز قدم اٹھائے گھر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

فائق گھر پہنچا تو گھر میں اندھیرا تھا۔ وہ قدم قدم آگے بڑھ رہا تھا۔اچانک پورا گھر سنہری روشنی میں ڈھل گیا۔سامنے ٹیبل پر چاکلیٹ کیک رکھا تھا آس پاس عمر، دادی اور حور کھڑی تھی۔ "بہت بہت مبارک ہو میرے بچے" دادی جان باہیں پھیلائے کھڑی تھیں فائق تیزی سے ان کی جانب بڑھا اور گلے لگ گیا۔ "یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے دادی جان آئی لو یو سو مچ دادی جان۔ "عمر اور حور نے بھی اسے مبارک باد دی۔ "دادی جان آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے" فائق

نے دھڑکتے دل سے کہا۔ "اچھا بیٹا اور وہ کیا؟ کہیں تم شادی تو نہیں کرنے والے دادی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "نہیں دادی کچھ اور ہے" دادی اب اُسے منتظر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ "دادی اور بھائی آپ دونوں کی سالوں پرانی خواہش آج پوری ہو گئی ہے۔ "کیا مطلب؟؟ عمر نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔ "میں نے قرآن مکمل حفظ کر لیا ہے۔ میں نے گویا دھماکہ کیا تھا۔ دادی حافظ قرآن ہوں اب الحمداللہ۔ "فائق جان نے اسے گلے سے لگایا اس کا ماتھا چوما خوشی کے آنسوان کی آنکھوں میں تیرنے لگے تھے۔ عمر بھی آگے بڑھا اور فائق کو زور سے گلے لگا لیا۔ "میں آج بے حد خوش ہوں میرے بھائی آج امی ابو کی روح کو بھی سکون پہنچا ہو گا ان کے بھی درجات بلند ہوئے ہوں گے۔ "فائق آنکھوں میں نمی لیے سر اثبات میں ہلا رہا تھا۔

ایک دن گزر چکا تھا زریاب کو ہوش نہیں آیا تھا نور ایک منٹ کے لیے بھی ان سے دور نہیں ہوئی تھی رات بھی انھی کے پاس گزاری تھی۔ وہ پاس بیٹھی کبھی رقیہ شرعیہ پڑھتی یا کبھی آیات شفاء اس کے لب مسلسل اپنی ماں کے حق میں ان کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھے۔ ہاشم اور ارسلان بھی نمازیں قریبی مسجد میں ادا کر رہے تھے اور بہت دعائیں کر رہے تھے۔ وہ ہسپتال کے لباس میں آنکھیں بند کیے بیڈ پر بے ہوش پڑی تھیں۔ سر پر سفید رنگ کی پٹی لگی تھی ایک ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ ECG مشین کے چلنے کی آواز آ رہی تھی۔ نور پاس سٹول پر بیٹھی اپنی ماں کا دوسرا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی۔ ناک رونے کے باعث

سرخ ہوا تھا سرمئی آنکھیں رو رو کر سرخ ہوئی تھیں۔ وہ ان کا ہاتھ پکڑے آیات سکینہ تلاوت کر رہی تھی۔ و قال لھم نبیھم ان آیۃ: وہ آنکھیں بند کیے پڑھتی جا رہی تھی۔ جب فانزل اللہ سکینہ علیہ (اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب پر اپنی تسلی نازل فرمائی)۔ جب وہ اس آیت پر پہنچی تو اسے اپنے ہاتھ پر ہلکی سے گرفت محسوس ہوئی اس نے آنکھیں کھولیں۔ تو زریاب کا ہاتھ جنبش کر رہا تھا اور شاید وہ آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ نور بھاگتی ہوئی باہر گئی ڈاکٹر۔۔۔ ڈاکٹر۔۔۔ وہ ڈاکٹر بسما کو آوازیں دے رہی تھی۔ جو زریاب کا ٹریٹمنٹ کر رہی تھیں۔ ڈاکٹر بسما جلدی سے اندر داخل ہوئیں ساتھ میں دو نرسیں بھی اندر گئیں اور نور کو باہر بھیج دیا گیا۔ نور نے فوراً ہاشم کو فون کرتے بتایا کہ ماما کو ہوش آگیا ہے وہ جو مسجد سے باہر نکل رہے تھے واپس مڑے اور سجدہ شکر ادا کیا۔ کچھ دیر میں وہ ہسپتال پہنچ گئے اب وہ تینوں ویٹنگ

کا دروازے ICU چیئرز پر بیٹھے ڈاکٹر بسما کا انتظار کر رہے تھے۔

تھیں۔"مبارک ہو کھولتے ہوئے ڈاکٹر بسما ان کی جانب بڑھ رہی

آپ کی وائف کو ہوش آگیا ہے اور حیران کن بات ہے ایسی سیریس

کنڈیشن میں بھی انھیں اتنا نقصان نہیں پہنچا اب وہ خطرے سے باہر ہیں

اور ان کی آنکھوں کو بھی کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے۔شاید نور یہ آپ

کی دعاؤں کا نتیجہ ہے"ڈاکٹر بسما نور کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر

مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔"الحمد اللہ کثیرا۔"نور نے خوش

ہوتے ہوئے کہا تھا

کیا ہم مل سکتے ہیں؟"ان سے ہاشم نے پوچھا۔"یس شیور! بس ذرا"

دھیان رکھیے گا کوئی ایسی بات مت کیجئے گا جس سے وہ مینٹلی سٹریس

لیں۔کیونکہ انھیں ابھی ہوش آیا ہے۔"جی آپ فکر نہیں کریں ہم

خیال رکھیں گے۔اب کی بار ارسلان بولا تھا۔تینوں آہستگی سے دروازہ

کھولے اندر داخل ہوئے تھے۔ نرس نے بیڈ کو تھوڑا اوپر کیا تھا۔ اور سر ہانہ پیچھے رکھ کر زریاب کو ٹیک لگوائی تھی۔ اندر کوئی نہیں تھا تو نور نے نقاب ہٹا دیا۔ ماما! نور نے آنسو ضبط کرتے ہوئے پکارا۔ زریاب کی بھی آنکھوں میں نمی ابھری تھی۔ "مائی پرنسسز!" زریاب نے بانہیں کھولیں تھیں نوران کے گلے سے جا لگی تھی۔ "تم جانتی ہو زری! تمہاری بیٹی نے دن رات ایک کیے ہیں بہت دعائیں مانگی ہیں اس نے " تمہاری صحت کے لیے رو رو کر برا حال کر لیا تھا اس نے

ہاشم زریاب کی جانب دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے زریاب نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔ "میری جان! مجھے معاف کر دو۔ میں ایک بہت بری ماں ہوں میں نے تمہیں بہت ہرٹ کیا نا جانے رب بھی مجھے معاف کرے گا یا نہیں" زریاب کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔ "نہیں ماما جان! ایسی بات نہیں ہے"

نور زریاب کے چہرے سے آنسو صاف کر رہی تھی۔"میں آپ سے خفا نہیں ہوں۔ آپ ایک بہت اچھی ماں ہیں۔ سب کچھ بھول جائیں۔ جو بھی ہوا بس آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پھر ہم گھر جائیں گے اور خوش خوش رہیں گے۔" دونوں ماں بیٹی پھر سے گلے لگ گئی تھیں۔ ہاشم اور ارسلان پاس کھڑے مسکرا رہے تھے۔"نور میں اب تمہارا پورا ساتھ دوں گی۔ تم ہر چیز دوبارہ شروع کرو گی۔ میں خود تمہارا مدرسے میں جا کر ایڈمیشن کرواؤں گی۔ میں جانتی ہوں آج میں اپنی بیٹی کی دعاؤں سے ہوش میں آئی ہوں۔"

"واہ بھئی واہ! اور جو ہم نے مسجدوں کے چکر کاٹے دعائیں مانگیں انکا کوئی نام ہی نہیں۔" ارسلان منہ بناتے ہوئے کہہ رہا تھا۔"ہائے صدقے جاؤں میرے بچے! ادھر آؤ میرے پاس" زریاب محبت سے

بلا رہی تھیں دونوں ماں کے گلے لگے تھے اور پاس کھڑے ہاشم مسکرا رہے تھے۔

سیاہ کار سیاہ تار کول کی ٹھنڈی پڑتی سڑک پر تیزی سے چل رہی تھی رات کے 9 بجے ہی ٹھنڈ ہر جگہ پر راج کر رہی تھی گاڑی سیدھا جا کر قبرستان کے دروازے کے سامنے رکی۔اوور کوٹ پہنے وہ باہر نکلا تھا کار لاک کی اور زرد پتوں پر قدم رکھتا ہوا آگے بڑھ گیا دھند نے چاند کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا چاند تو نظر آ رہا تھا مگر چاندنی پر دھند حاوی تھی چرررر۔۔۔کی آواز سے قبرستان کا دروازہ کھلا تھا۔ساری قبریں سنسان پڑی تھیں کافور کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی یوں لگ رہا تھا کہ آج ہی مغرب کے بعد کسی کو یہاں دفنایا گیا تھا وہ چلتے ہوئے دو قبروں کے نزدیک آ کر رک گیا تھا ہاتھوں میں پھولوں کے دو بکے پکڑے ہوئے

تھے ایک ایک دونوں قبروں پر رکھ دیے قبروں کی تختی پر بانو بیگم اور یوسف جمال لکھا تھا۔

وہ اب دونوں کی قبروں کے درمیان میں بیٹھ کر قبروں کی ٹھنڈی مٹی کو اپنے ہاتھوں سے چھو رہا تھا"کاش! آپ دونوں زندہ ہوتے تو میں یہ خوشخبری آپ کو سنا پاتا مگر جو مکتوب ہو اسے تو کوئی نہیں بدل سکتا ہاں بابا جانی! میں ہو گیا تھا مایوس میں سچ میں قرآن کو چھوڑ کر گہری اندھیری کھائی میں جا گرا تھا مگر اس رب نے پھر بھی اندھیری کھائی سے نکال کر روشنیوں کا سفر طے کروایا مجھے راہ ہدایت پر چلایا بہت شکر ادا کرتا ہوں اس ذات کا کہ اس نے مجھے چن لیا" سیاہ آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا۔ "مجھے آپ دونوں بہت یاد آتے ہو میرا دل کرتا ہے میں چیخ چیخ کر روؤں زندگی کی تلخیوں نے مجھے تلخ بنا دیا تھا مگر اب میں وہ نہیں ہوں میں بہت بدل چکا ہوں۔ خیر! میں آپ کو بتانے آیا تھا کہ "وہ آنسو

پونچھتے ہوئے بول رہا تھا"کہ میں دین اور دنیا دونوں میں ایک ہی دن میں کامیاب ہوا ہوں پورے پاکستان میں میری فرسٹ پوزیشن آئی ہے اور دوسری جانب میں حافظ قرآن بن گیا ہوں مجھے قرآن نے بہت بدل دیا ہے اب میں مایوس نہیں ہوتا بابا جانی! آپ کا فائق اب اپنے رب سے پر امید رہتا ہے توکل کرنا سیکھ گیا ہے صبر آگیا ہے آپ کے بیٹے کو بے شک یہ جدائی عارضی ہے ہم جنتوں میں پھر سے اکٹھا ہوں گے جہاں کوی غم کوئی موت کوئی جدائی نہیں ہو گی ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی ہاں ماں! میں تب آپ کی گود میں سر رکھ کر سکون حاصل کروگا" وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔" جنتوں میں ملیں گے ان شاءاللہ" وہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا اور بغیر پیچھے مڑے وہ گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔

ایک گہری سانس لی اور انگیشن میں چابی گھماتے ہوئے گاڑی گھر کے راستے پر ڈال دی۔

\-

\-

نور بی بی نیچے کوئی آیا ہے آپ سے ملنے" نصرت آپا دروازہ کھولتے" ہوئے بولی۔ نور جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ریشمی بالوں میں برش چلا رہی تھی پیچھے کو مڑی "آپ انھیں گیسٹ روم میں بیٹھائیں میں آرہی ہوں۔" اسے پتہ تھا زریاب کی عیادت کے لیے کوئی آیا ہو گا وہ پچھلے ایک ہفتے سے مہمانوں کو ڈیل کر رہی تھی "جی انھیں زریاب بیگم صاحبہ سے ملنا تھا تو وہ انھیں کے روم میں ہیں" نصرت آپا نے بتایا۔ "جی ٹھیک ہے آپ کچن میں جا کر چائے وغیرہ کا انتظام کریں میں بس آتی ہوں نیچے" کہتے ہوئے نور نے اپنے بال سمیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ حور اور بی جان کمرے میں داخل ہوئیں تو زریاب کمبل اوڑھے بیڈ پر تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھی تھی "السلام و علیکم ورحمتہ اللہ و بر کاتہ !" حور

نے سائڈ ٹیبل پر پھولوں کا گلدستہ رکھتے ہوئے کہا" وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ بیٹا" زریاب نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔بی جان بھی ان سے ملی تھی "آنٹی میں حور ہوں نور کہ بیسٹ فرینڈ اور یہ میری دادی جان ہیں" اوہ اچھا! کیسی ہو آپ حور بیٹا بہت اچھا لگا مجھے آپ کا یہاں میرے لیے آنا۔" جی آنٹی الحمد للہ میں ٹھیک ہوں آپ کی طبیعت اب کیسی ہے ؟؟" حور نے کاؤچ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "جی بیٹا بہتر ہوں اب۔۔۔ سر کی چوٹ تھی تو سر میں اکثر درد رہتا ہے باقی زخم مندمل ہو چکے ہیں" مجھے میسج کیا تھا نور نے بہت دکھ ہوا تھا مجھے دعائیں بھی کی تھی آپ کے لیے الحمد للہ اللہ نے آپ کو شفا عطا فرمائی" جی بیٹا اللہ کا بہت بہت شکر ہے۔"

اتنے میں نور دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی حور۔۔۔ وہ خوش ہوتے ہوئے اندر داخل ہوئی اور حور کے گلے لگ گئی بی جان سے بھی وہ

خوشدلی سے ملی تھی۔اور بیٹھ کر سب باتیں کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد نور ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگانے کے لئے باہر چلی گئی بی جان نے بات کا آغاز کیا۔ "زریاب بیٹا میں نہیں جانتی مجھے یہ بات ابھی کرنی چاہیے کہ نہیں مگر میں مزید انتظار نہیں کر سکتی" کیا بات ہے بی جان ؟؟ کھل کر بتایے "زریاب نے بی جان کے جانب متوجہ ہو کر کہا۔" مجھے نور کی منگنی ٹوٹنے کا سن کر بہت افسوس ہوا۔ دراصل میں جب پہلی دفعہ نور کو حور کی شادی پر دیکھا تھا مجھے تب ہی آپ کی بچی بہت پیاری لگی تھی مگر بعد میں حور نے بتایا کہ وہ منگنی شدہ ہے میں خاموش ہوگئی تھی اس کے اچھے نصیب کے لیے دعا کرنے لگی۔ بیٹا انسان کو وہی ملتا ہے جو اس کے نصیب میں لکھا ہوتا ہے جو نہ لکھا ہو وہ آکر چلا بھی جاتا ہے۔" زریاب ان کی باتوں کو سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلارہی تھی۔ میرے دو ہی

پوتے ہیں ان کے بچپن میں ہی میرا بیٹا اور بہو روڈ ایکسیڈنٹ میں اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔

بچپن کے بعد سے اب تک دونوں کی پرورش میں نے ہی کی ہے الحمدللہ دونوں حافظ قرآن بھی ہیں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی بڑے پوتے عمر کی شادی تو حور سے ہو گئی میں اپنے چھوٹے پوتے فائق کے لیے آپ کی بیٹی نور کا ہاتھ مانگنا چاہتی ہوں کیوں کہ اب میں یہ موقع کھونا نہیں چاہتی آپ کی بیٹی کو کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ عنقریب میرا پوتا اسسٹنٹ کمشنر لگ جائے گا۔ ہمارا گھرانہ دین پر چلنے والا ہے اسے مکمل آزادی ہو گی کہ وہ دین پر چلے اور قرآن کلاسسز کا آغاز کرے۔ شادی کے بعد اس پر کوئی پابندی نہیں ہو گی "بی جان پر اعتماد سے بتا رہی تھی۔ "جی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے میری بیٹی کے بارے میں اچھا سوچا شاید وہ دین پر چلتی ہے اس لئے زوج

بھی ویسا ہی ملنا تھا اس لئے اس کی منگنی وہاں زیادہ دیر تک نا چل سکی اللہ

جو کرتا ہے بہترین کرتا ہے" زریاب مسکراتے ہوے کہہ رہی تھی۔

ایک ماہ بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہال پھولوں سے سجا ہوا تھا گانوں کی جگہ ویڈنگ نشید لگی ہوئی تھیں

شادی پر ڈریسنگ تھیم میں حجاب رکھا گیا تھا شادی پر موجود تمام لڑکیاں

حجاب کیے ہوئے تھی

مردوں کا انتظام الگ رکھا گیا تھا۔" آجاؤ یار برائڈل روم میں چلتے ہیں سنا

ہے وہاں ایک نقابی دلہن ہے۔" کیا مطلب ؟؟ کوئی اپنی شادی پر بھی

نقاب کرتا ہے بھلا ؟؟ دوسری لڑکی حیرت سے بول رہی تھی۔" جس

نے کرنا ہو وہ اپنی شادی پر بھی نہیں چھوڑتا وہ پردہ ہی کیا جو شادیوں پر اتر

جائے" وہ دونوں لڑکیاں باتیں کرتی ہوئی برائڈل روم کے اندر داخل

ہوئیں۔ وہاں نورا اور زرتاش بیٹھی تھی۔ زرتاش ارسلان کی خالہ کی بیٹی

کلر peach تھی۔اور آج ارسلان اور نور دونوں کا ولیمہ تھا نور نے
کی سیون لئیر ز فراک پہنی تھی سر پر ہم رنگ سکارف لیا تھا اور نفاست
سے نقاب سیٹ کیا ہوا تھا۔اسکارف کے اوپر سلور رنگ کا خوبصورت
ساتاج لگا رکھا تھا۔وہ اس ڈریس میں شہزادی لگ رہی تھی۔بظاہر
عورت اور مرد الگ الگ تھے مگر کوئی اسکی بغیر نقاب کے پک نہ لے
لے اس نے احتیاطی طور پر نقاب کیا تھا کیونکہ اب وہ اپنی خوشیوں میں
اللہ کی زراسی بھی نافرمانی نہیں کرنا چاہتی تھی ساتھ میں زرتاش نے
گرے کلر کی سیون لیرز فراک پہنی اور حجاب کیا ہوا تھا دونوں اب سٹیج
پر موجود تھی۔فائق نے بلیک پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا بھورے بالوں کو
جیل سے سیٹ کیا ہوا تھا ارسلان بھی پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔
دونوں اپنی اپنی دلہنوں کا ہاتھ تھامے انھیں سٹیج پر لا رہے تھے۔ہاشم اور
زریاب اسٹیج پر آئے تھے "شہزادی لگ رہی ہو میری بچی" زریاب نے

نور کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔" فائق بیٹا یہ آپ کے لیے ایک چھوٹا سا تحفہ میری اور زریاب کی طرف سے" ہاشم صاحب فائق کو سفید رنگ کا لفافہ تھما رہے تھے۔ ہمارے اتنا کہنے پر بھی آپ نے جہیز نہیں لیا۔ ہم نے انوشہ کو بھی تو دیا تھا نہ۔" ایسی بات نہیں ہے انکل! جہیز ضروری نہیں ہوتا جب عورت مرد کے نکاح میں آجاتی ہے تو اس کا نان نفقہ اس کے پہننے اوڑھنے کی زمہ داری مرد پر ہوتی ہے اسلام میں تو جہیز ہے ہی نہیں یہ تو ہم نے ہندوؤں کے ساتھ رہ رہ کر انکی رسومات کو اپنا لیا ہے ہم نے ان کی رسم کو پروان چڑھایا ہے اس لئے میں اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہوں کہ اس رسم کو کم از کم میں تو نا کے اپناؤں" فائق نے سفید لفافہ کھولا تھا اس میں سے ان دونوں عمرے کے ٹکٹس موجود تھی۔" انکل تھینک یو سو مچ فار دس بیوٹی فل گفٹ" وہ کہتے ہوئے ہاشم کے گلے لگا تھا انوشہ اور روحیل سٹیج پر آئے

تھے انوشہ نے ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ پکڑا تھا اس نے نور کو تھما دیا

۔

روحیل اب فائق کے گلے مل کر اسے مبارکباد دے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد رومیسہ حجاب میں ہاتھوں میں گفٹ پکڑ کر نور کے قریب آکر اس کے گلے ملی تھی۔ "آئی ایم ریلی سوری نور میں نے اس دن بہت بد تمیزی کی تھی تم سے۔۔ اٹس او کے رومی کوئی بات نہیں میں تو کب کا بھول چکی وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی" ویسے تمھاری دعا قبول ہو چکی ہے نور میں نے حجاب شروع کر دیا ہے" واؤ ماشاءاللہ۔۔۔ ماشاءاللہ۔۔۔ اللہ تمھیں استقامت دے آمین نور خوش ہوتے ہوئے کہہ رہی تھی سب خوش نظر آرہے تھے۔

وہ چاروں ائیر پورٹ پر موجود تھے۔ عمر سامان کی چیکنگ کروا رہا تھا۔ اور فائق قریبی بیکری سے جوس اور کیک وغیرہ لینے گیا تھا۔ نور اور حور

دونوں ویٹنگ ایریا میں بیٹھے باتیں کر رہی تھیں۔ فائق بیکری سے باہر نکلا تھا جیب میں موبائل وائبریٹ ہوا تو اس نے سامان ایک ہاتھ میں پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے موبائل نکالا تھا۔ واٹس ایپ پر کسی انجانے نمبر سے میسج موصول ہوا تھا اس نے چیٹ اوپن کی اور میسج پڑھنے لگا۔

"میں عبدالرحمن کا کزن ابو بکر ہوں۔ بہت پہلے اس نے مجھے آپ کا نمبر دیا تھا۔ وہ میں نے آپ کو بتانا تھا کہ "عبدالرحمن شہید ہو گیا ہے"

فائق کے ہاتھوں سے سامان نیچے جا گرا تھا۔ اس کا دل یوں تھا جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا ہو۔ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر داڑھی میں جذب ہوا تھا۔ وہ خود کو بہت کنٹرول کر رہا تھا مگر پھر بھی اس کے آنسو نہیں رک رہے تھے۔ وہ لمبے لمبے سانس لے کر خود کو نارمل کر رہا تھا اس کے اتنے پیارے دوست کے بچھڑ جانے پر اس کا دل ٹوٹ سا گیا تھا۔ "وہ دونوں پارک میں بیٹھے کسی بات پر ہنس رہے تھے" "وہ دونوں مسجد میں اکھٹے

نماز ادا کر رہے تھے۔ "فائق عبد الرحمن کو قرآن سنا رہا تھا۔ "عبد الرحمن اس کے گلے مل رہا تھا۔ "وہ دور کھڑا پر سکون سا مسکرا رہا تھا۔ " سب یادیں فلم کی طرح اس کے ذہن میں چل رہی تھیں۔اس نے تکلیف سے آنکھیں میچی تھیں۔ "مبارک نہیں دو گے مجھے اخی؟ تمہارا بھائی جنتوں میں تمہارا انتظار کرے گا۔رونا نہیں شہید مردہ نہیں ہوا کرتے وہ اپنے رب کے پاس رزق حاصل کرتے ہیں". کسی کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔اس نے آنکھیں کھولیں تھیں

رحمن۔۔۔۔رحمن۔۔

وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا مگر وہاں کوئی موجود نا تھا۔ "تو تم بن گئے کشمیر کے بیٹے میرے دوست تم نے اپنا فرض نبھا دیا۔اللہ تم سے قبول فرمائے اور تمہارے درجات بلند فرمائے آمین جنتوں میں ملیں گے۔

" ان شاءاللہ

فائق نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا تھا وہ اب سامان زمین سے اٹھا رہا تھا۔

اسے مضبوط بننا تھا کیونکہ ایک اہل القرآن کمزور نہیں ہوا کرتا۔ وہ ہر دُکھ

کا سامنا مسکرا کر کرتا ہے۔ یہ بھی اسے عبدالرحمن نے ہی سیکھایا تھا۔

فلائیٹ کا ٹائم ہو چکا تھا وہ چاروں اب جہاز پر اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے

تھے۔ اور جہاز میں اناؤسمنٹس ہو رہی تھیں۔ فائق ہینڈ فری نکالے

موبائل سے اٹیچ کر کے

عبدالرحمن نے جو اسے اپنی آواز میں تلاوت ریکارڈ کر کے بھیجی ہوئی

تھیں اسے سن رہا تھا۔ رحمن بالکل ویسے تلاوت کرتا تھا جیسے قاری

عبدالرحمن مسعد کرتا تھا۔ ان کے نام کے ساتھ ان کی تلاوت کا انداز

بھی ملتا جلتا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے اس پر سکون سی آواز کو اپنے اندر اتار

رہا تھا۔ کب وہ مکہ پہنچ گئے اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ رات کا وقت تھا وہ

اپارٹمنٹ میں جا کر سامان رکھنے لگے تھے۔ نور شاور لینے چلی گئی۔ فائق

بیڈ پر بیٹھا موبائل پر عبدالرحمن کی تصویریں دیکھ رہا تھا۔ وہ تولیے سے بالوں کو رگڑتے ہوئے باہر آئی تھی۔ اسے فائق اپ سٹ لگ رہا تھا۔ تولیہ اس نے سائڈ پر رکھا اور بیڈ پر اس کے قریب آکر بیٹھ گئی۔ بال کندھوں پر گرے تھے۔ "میں کب سے نوٹس کر رہی ہوں فائق آپ کافی ڈسٹرب لگ رہے ہیں سب ٹھیک ہے نا؟؟" وہ فائق کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھ رہی تھی۔ فائق نے موبائل بند کر کے سائیڈ پر رکھا تھا۔ فائق نے اپنے کندھے سے ہاتھ ہٹا کر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔ "نور مجھ سے وعدہ کرو تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی" وہ سیاہ آنکھیں اٹھائے سرمئی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ "نہیں جاؤ نگی چھوڑ کر جب تک موت ہمیں جدا نا کر دے وعدہ ہے میرا۔ اب بتائیں کیا ہوا ہے۔" نور نے نرمی سے پوچھا تھا۔ فائق نے گہری سانس لی تھی۔

"نور میں نے اپنی زندگی میں اپنے پیاروں کو کھویا ہے پہلے اپنے والدین کو اور آج۔۔۔ آج اپنے قریبی دوست کو" وہ اداس سا کہہ رہا تھا۔ "دوست کو کیا مطلب؟؟ کیا ہوا ہے آپ کے دوست کو؟" نور نا سمجھی سے پوچھ رہی تھی۔ "میرا دوست کشمیر میں جہاد کے لیے گیا تھا۔ آج وہ شہید ہو گیا ہے مجھ میں اب اور ہمت نہیں کہ میں تمھیں بھی کھو دوں میں برداشت ہی نہیں کر پاؤں گا۔ یہ میرا وہ دوست تھا جس نے مجھے قرآن سے جوڑا تھا۔ یہ وہ تھا جس نے اندھیروں میں میرا ہاتھ تھام کر روشنیوں میں لایا تھا۔ مگر اب وہ خود آسمان کا اک چمکتا ہوا ستارہ بن گیا۔" وہ آنکھوں میں نمی لیے ہلکا سا مسکرایا تھا۔ "فائق پریشان مت ہوں۔ ان کی خوش نصیبی ہے کہ انھیں شہادت کا رتبہ ملا اور وہ رب کی جنتوں میں خوش رہ رہے ہوں گے۔ یہ جدائی تو عارضی ہے نا۔ آپ اپنے دوست سے جنت میں مل لینا۔ جہاں کبھی جدائی نہیں ہو گی۔ ہمیشہ

کا ساتھ ہو گا۔ اللہ آپ کو صبر سے نوازے آمین میں ہر دکھ سکھ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اور جنت میں بھی آپ ہی کا ساتھ مانگوں گی۔ اس کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانے والی فکر ہی نا کریں۔ "نور لیے میں آپ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ "میں بہت خوش نصیب ہو نور جو مجھے تمہاری جیسی بیوی ملی۔" فائق مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "اور میں آپ سے بھی زیادہ خوش نصیب ہوں فائق کہ مجھے آپ ملے۔ اللہ ہمارا ساتھ جنتوں تک قائم رکھے۔ آمین" دونوں اکھٹے بولے تھے۔

کمرے میں لیمپ کی ہلکی سی روشنی پھیلی تھی۔ عمر دائیں کروٹ لیے سو رہا تھا۔ حور بیڈ سے آ کر چلتی ہوئی کمرے کی کھڑکی کی جانب آ کھڑی ہوئی تھی۔ رات کے 2 بجے تھے۔ کھڑی کھولی تو ٹھنڈی ہوا کا جھونکا چہرے سے ٹکرایا تھا۔ سامنے منظر کو وہ پلک جھپکے بغیر دیکھ رہی تھی۔ سامنے اللہ کا گھر خانہ کعبہ تھا۔ کچھ لوگ وہاں بیٹھے عبادت

کرر ہے تھے۔ میسج کی ٹون پر وہ پیچھے مڑی تھی۔ سائڈ ٹیبل سے موبائل پکڑا اور میسج اوپن کیا" باہر آؤ جلدی "نور کا میسج تھا۔ وہ آہستگی سے چلتی ہوئی آئی اور دروازہ کھولا سامنے نور کھڑی تھی حور نے دروازہ بند کر دیا تھا۔

" کیا بات ہے۔؟"حور اب سرگوشی کیے پوچھ رہی تھی۔

" یار ر۔۔۔۔ مجھ سے صبر نہیں ہو رہا۔ اللہ کے گھر آ کر بھی مجھ سے مزید دور نہیں رہا جا رہا۔ آؤ دونوں چلتے ہیں۔"

" فائق کو بتایا تم نے؟؟"حور نے پوچھا۔"نہیں وہ سو رہے ہیں ویسے بھی یہ پاکستان نہیں ہے سعودی عرب ہے یہاں سیکیورٹی زیادہ سخت ہے آؤ چلتے ہیں" وہ حور کا ہاتھ تھامے دھڑکتے دل کے ساتھ خانہ کعبہ کی جانب جا رہی تھیں۔ تیز ہوائیں چلنے لگی تھیں۔ بادل گرج رہے تھے۔ بجلی چمک رہی تھی۔ وہ دونوں قدم سے قدم ملاتی تیزی سے جا

رہی تھیں۔ فائق نے کروٹ لی تو سامنے جگہ خالی تھی۔ وہ آنکھیں پوری طرح سے کھولے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ نور۔۔۔ نور۔۔۔ کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ کمبل سائڈ پر کر کے وہ بیڈ سے نیچے اترا- واشروم کا دروازہ کھولا وہ بھی خالی تھا۔ اُس نے موبائل پکڑا اور عمر کو کال ملائی۔

السلام وعلیکم ! عمر نیند میں بول رہا تھا۔ "بھائی حور بھابھی کہاں ہیں ؟؟" ادھر ہی ہیں۔ عمر نے دوسری جانب دیکھا تو کوئی نہیں تھا۔ "نہیں ہے فائق۔

بھائی مجھے پتہ ہے وہ دونوں کہاں ہیں باہر آئیں۔ "عمر کمرہ لاک کرتا " ہوا باہر آیا تھا۔ وہ دونوں خانہ کعبہ کے سامنے آنسوؤں سے بھری آنکھیں لیے کھڑی تھیں۔ ہلکی ہلکی بارش کی پھوار شروع ہو گئی تھی۔ وہ دونوں سجدے میں جا گری تھیں۔ عمر اور فائق پیچھے کھڑے دونوں مسکرا رہے تھے۔ عمر حور کے ساتھ اور فائق نور کے ساتھ جا کر کھڑا ہو

گیا تھا اور اب وہ دونوں سجدہ ریز ہو گئے تھے۔ بارش تیز ہو گئی تھی۔ اللہ کی رحمت ان چاروں کو بھگو رہی تھی۔ اور یوں راہ ہدایت کا سفر تمام ہوا تھا۔

ختم شد